فکر انگیز تقریریں

اسلوب کی جدت، زبان و بیان کی حلاوت، انشاء و ادب
کی ملاحت اور فصاحت و بلاغت کی چاشنی لئے ہوئے
علمی، دینی اور اصلاحی تقریروں کا ایک حسین گلدستہ

مُرتّب

حضرت مولانا غلام نبی صاحب کشمیری
استاذ دار العلوم وقف دیوبند

ادارہ فیضانِ حضرت گنگوہی رح

زمزم بکڈپو دیوبند

Scanned by CamScanner

فکر انگیز تقریریں

اسلوب کی جدت، زبان وبیان کی حلاوت،
انشاء وادب کی ملاحت اور فصاحت وبلاغت کی چاشنی لئے ہوئے
علمی، دینی، اور اصلاحی تقریروں کا ایک حسین گلدستہ۔

حضرت مولانا غلام نبی کشمیری مدظلہ العالی

استاذ حدیث وادب دارالعلوم وقف دیوبند

ادارہ فیضانِ حضرت گنگوہی رح

ناشر

زمزم بکڈپو دیوبند

Scanned by CamScanner

تفصیلات

جملہ حقوق بحقِ ناشر محفوظ ہیں

کتاب : فکر انگیز تقریریں

مرتب : حضرت مولانا غلام نبی صاحب کشمیری

کمپیوٹر کتابت : (محمد نور الاسلام قاسمی) دیوبند کمپیوٹر اینڈ پرنٹرس دیوبند

باہتمام : اسعد واجدی

صفحات : ۲۰۰

سن طباعت : ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۰۰۱ء

قیمت :

ناشر

زمزم بکڈپو دیوبند

Scanned by CamScanner

انتساب

العلامۃ الفہامۃ حضرت مولانا

سید محمد انظر شاہ کشمیری

کے نام

جن کے وجود سے علم وکمال

تقریر وخطابت اور تحریر وقلم

کی تاریک وادیاں روشن ہیں۔

غلام نبی کشمیری

Scanned by CamScanner

فہرست

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحات
۱	حرفِ آغاز	۵
۲	کلماتِ عالیہ	۷
۳	حرفِ شناخت	۱۱
۴	نام محمد ﷺ کی فضیلت اور ذات اقدس کی خصوصیات	۱۴
۵	دہر میں اسم محمد سے اجالا کردے	۲۸
۶	عکس سیرت	۴۰
۷	قرآن ایک زندہ اور معجز کتاب	۵۴
۸	استقامت علی الدین اور مقام عزیمت	۶۶
۹	روزہ تزکیہ نفس کا ذریعہ	۸۱
۱۰	حب الٰہی	۹۲
۱۱	راہ حق میں صحابہ کی بلاکشی	۱۰۵
۱۲	نماز ایک جامع عبادت	۱۱۸
۱۳	عبادت اور مذاہب	۱۲۹
۱۴	زکوٰۃ مصالح اور حکمتیں	۱۴۱
۱۵	اسلام اور سائنس	۱۵۳
۱۶	جہاد کا اسلامی تصور	۱۶۳
۱۷	خواب غفلت سے اٹھ جاؤ	۱۷۵
۱۸	حج بیت اللہ (عشق الٰہی کی دلکش ایک تصویر)	۱۹۰

Scanned by CamScanner

حرفِ آغاز

طلباء عزیز کے مسلسل اصرار اور برادر محترم جناب اسعد الواجدی صاحب مالک زمزم بک ڈپو کی مخلصانہ فرمائش پر یہ مجموعہ تقریر پیش خدمت ہے، ایسا نہیں ہے کہ چند کتابیں سامنے رکھ کر ایک تھیوری مرتب کر دی ہو، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ناچیز نے مسلسل مطالعہ کے بعد مختلف جلسوں اور علمی پروگراموں میں آج تک جو تقریریں کی ہیں ان کو ایک کتاب کی شکل دینے کی کوشش ہے اس لحاظ سے "یہ تھیوری" ہی نہیں بلکہ اس کی پشت پر پندرہ سالہ پریکٹیکل بھی ہے۔

معلوم ہے کہ اس وقت مارکیٹ میں تقریر و خطابت کے موضوع پر سینکڑوں کتابیں آچکی ہیں اور روزانہ ہی دیواروں پر ایک نئی کتاب کا اشتہار نظر آتا ہے۔ مگر میں پورے وثوق اور اعتماد کیساتھ کہہ سکتا ہوں زیرنظر مجموعہ اپنے اسلوب اور انداز کے لحاظ سے ان سب کتابوں سے منفرد ثابت ہوگا۔ مزید کچھ کہنے کی ضرورت نہیں قاری اس دعوی کی صداقت کا خود فیصلہ کرلیں گے۔ انشاءاللہ

یہ حقیقت ہے کہ تصنیف و تالیف کا کام بڑا نازک اور محنت طلب ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس میدان کی کامیابی کا راز اس میں ہے کہ لکھنے والا اپنی معلومات، اور مافی الضمیر کو اس سلیقہ اور شعور کیساتھ کاغذ پر منتقل

کردے کہ پڑھنے والا بھی اس کے احساسات اور جذبات کی گرمی کو محسوس کر سکے، بالفاظ دیگر احساسات وخیالات اور تاثرات وانفعالات کے جس ماحول میں لکھنے والا خود تھا قارئین کو بھی اس ماحول میں پہونچادے اور اس نے اپنی معلومات سے جو نتائج اخذ کرنے کی کوشش کی تھی ان نتائج کا ایک واضح خاکہ قاری کے ذہن کی بھی امانت بننا چاہئے یقین ہے کہ قارئین کرام زیرنظر مجموعہ میں یہ چیز جگہ جگہ پر محسوس کریں گے۔ انشاءاللہ

بقول مولانا ابوالکلام آزاد "وہ زندگی ہی کیا جس کے دامن خشک کو کوئی غلطی نہ کر سکے اور وہ چال ہی کیا جو لڑکھڑاہٹ سے یکسر محروم ہو"۔

بحثیت انسان ناچیز بھی سراپا خطاونسیان ہے۔ بہت ممکن ہے کہ اس خاصہ کا کہیں کہیں ظہور اہوا ہو قارئین کرام سے درخواست ہے کہ نشاندہی فرماکر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔ خدا تعالیٰ اس خدمت کو اپنی بارگاہ میں قبول فرماکر قارئین کے لئے نفع بخش اور اس سیاہ کار کیلئے ذریعہ نجات بنائے۔

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم

وتب علينا انك انت التواب الرحيم

غلام نبی کشمیری

۱۸/۷/۱۴۲۱ھ

Scanned by CamScanner

کلماتِ عالیہ

العلامۃ الفہامۃ استاذ الاساتذہ حضرت مولانا سید محمد انظر شاہ صاحب
کشمیری مدظلہ العالی
صدر المدرسین و ناظم تعلیمی دار العلوم وقف دیوبند

الحمد لاهله والصلوٰة والسلام لاهلها۔

کیسی کیسی نعمتیں، کیسے کیسے انعام، یہی جیتا جاگتا انسان جب رب منّان کے یہاں سے چلا تو دامن مراد لبریز بلکہ لبالب، سننے کیلئے کان، بولنے کیلئے زبان، دیکھنے کیلئے آنکھیں، سونگھنے کا ذریعہ بھی، چکھنے کا طریقہ بھی، چلنے کیلئے پاؤں پکڑ دھکڑ کیلئے ہاتھ، سراپا مکمل، بلکہ از سرتاپا گلدستۂ جمیل وجمال، سوچنے کی طاقت فکر کی قوت، دماغ حافظہ کا مرکز، قلب زندگی کا منبع، یہ تو سب کو ملا کمتر ہو کہ بہتر، ادنیٰ ہو کہ اعلیٰ، تقسیم میں نہ کوئی رُو رعایت، دینے لینے میں نہ بخل نہ امساک، گویا کہ ضرورت کے تمام سامان مہیا۔

اب دوسرے انداز کی نوازش شروع ہوئی الطاف وعنایت کے

دروازے کھلے، جو دوسخا کے خزانے لٹے، یہاں ایک بدرو تو وہاں خوبرو، یہ کریہہ المنظر تو وہ گلستاں، یہ دماغی قوت سے مفلوج تو دوسرا بیدار مغز، اس کے دل کی کائنات اجڑی ہوئی تو اس کا جہانِ قلب پھولوں سے لدا ہوا، یہ صحت کا کمزور تو وہ تندرست و توانا، یہ بحر الکاہل تو وہ سراپا حرکت و عمل، ایک بولنے پر قادر نہیں دوسرا طلاقتِ لسانی میں ماہر، اسے دولت و دہن سب کچھ دیا تو وہ خالی ہاتھ خالی دامن، یہاں عالیشان محل و بنگلے وہاں جھونپڑی بھی میسر نہیں، اس کے یہاں دستر خوانِ شاہی اس کے ہاتھ میں کاسۂ گدائی، فیصلے سب عادلانہ تقسیم منصفانہ، جس کے لئے جو مناسب سمجھا وہ دیا جو موزوں نہ جانا اس سے محروم کیا۔ خطابت کیا ہے؟ اپنے مافی الضمیر کو شستہ و رفتہ انداز میں پیش کرنا، سامعین کی بھرپور رعایت کیساتھ نہ جاہلانہ انداز نہ پرجوش و خطیبانہ اطوار، سادگی میں پرکاری، ذہن میں فیض رسانی، افادہ میں اخلاص، خود بھی ہر آن استفادہ کیلئے تیار مگر ہندوستان کا جانا پہچانا مسلک، جلسہ و جلوس کے پوسٹر چھپ رہے ہیں یہ قد آدم اعلانات چسپاں ہو رہے ہیں، القاب کی بھرمار، سیاق و سباق میں طول و طویل خطابات، گویا کہ دستار پنجاب کا لمبا چوڑا شملہ، یہ نہ جانا کہ یہ القاب عند اللہ شہادت ہیں اگر واقع کے مطابق ہیں تو سب ٹھیک ٹھاک خلاف واقعہ ہیں تو ہر ایک پر محاسبہ و مناقشہ پھر مواخذہ، یہ اسٹیج پر پھدک رہے ہیں رنگ برنگ پرندوں کی طرح نہیں

بلکہ فیل بے زنجیر کی طرح، کندھے پر رومال، گلے میں حمائل، سر پر دستار نمود و نمائش سیروں میں جسے تولا جا سکے، عبا لکی یا مدنی، ایک ہاتھ میں سونٹا دوسرے میں تسبیح، چشمہ اس کے عقب میں خونبار آنکھیں، ایسی کرسی پر سوار کہ اس کے وزن کی وہ بھی متحمل نہیں لب و لہجہ میں لطافت نہ نزاکت، متانت و ثقاہت تو بہت دور کی چیز ہے اب آتش باری شروع ہوئی بلکہ رائج الوقت زبان میں کلاشنکوف کھولدی گئی یا میزائل برسائے جارہے ہیں بے تکی باتیں، بے جوڑ جملے غیر مربوط بیان، جس میں تسلسل نہ تواتر۔

ایک اور خطیب ہے سنجیدگی کا پیکر، نہ تصنع نہ تکلف، متین انداز شگفتہ بیان فصاحت یمین میں، تو بلاغت یسار میں، عالمانہ وجاہت، فاضلانہ خطابت، نہ چھیڑ چھاڑ نہ سب و شتم کی بھرمار بلکہ مؤمنانہ طور طریق صحیح معنی میں اسلامی صفات کا حامل، اتحاد بین المسلمین کا داعی، تفریق بین المسلمین کے ہر انداز سے دور نہ اسکے یہاں لعن و طعن نہ تکفیر و تشریک کے بم، اسلامی تعلیمات کا مرقع، فکر اسلامی کا مناد، اسکی خطابت خدا تعالیٰ کی نعمت، بہر حال خطابت فطری جوہر ہے ریاضت و تمرین اسے جلا بخشتی ہے۔

جناب مولانا غلام نبی صاحب استاذ دار العلوم وقف دیوبند کشمیری ہونے کے باوجود، اردو صاف، انگریزی سے واقفیت عربی میں طاق، اسٹیج کے ایک تجربہ کار خطیب، جنکی خطابت سنی جاتی ہے، سمجھی جاتی ہے،

آپ ہی کا یہ مجموعۂ تقاریر اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے پڑھئے اور سر دھنئے۔ سیکھئے اور خطیب بنئے۔ لکھنے والا اگر مبتدی ہو تو زورِ قلم کی دعا، خطیب ہو تو سحر البیانی کی تمنا۔

خدا تعالیٰ اس مجموعہ کو نافع بنائے۔

مرتب کو جزاء خیر اور مقرر کو دولت اخلاص سے سرفراز فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین.

سید محمد انظر شاہ کشمیری

۱۵/۷/۲۱ ۱۴ھ

بیت الحکمت

Scanned by CamScanner

حرفِ شناخت

حضرت مولانا سید نسیم اختر شاہ قیصر صاحب
استاذ دارالعلوم (وقف) دیوبند

قلم اور زبان کی تاثیر کا انکار تو ممکن ہی نہیں ہاں ان کے موزوں اور غیر موزوں ہونے پر کلام کیا جاسکتا ہے ان کے شیریں اور تلخ ہونے پر گفتگو کی جاسکتی ہے ان کے خوبصورت اور بد صورت ہونے کی بات ہوسکتی ہے اب یہ مسئلہ کہ کونسا کلام پر اثر اور کونسی تحریر غیر مؤثر ہے اس کو تو نہ پڑھے بغیر بیان کیا جاسکتا اور نہ سنے بغیر کوئی فیصلہ دیا جاسکتا۔

ہمارے حلقہ میں بہت پہلے اسے ایسے افراد موجود رہے جو لکھ بھی سکتے تھے اور بول بھی سکتے تھے مگر دونوں میدان میں یکساں مقبولیت اور کامیابی چند ہی لوگوں کے حصہ میں آئی ورنہ عمومی طور پر لکھنے والا بولنے کے میدان میں ناکام دکھائی دیا ہے اور بولنے والا لکھنے کے فن کو پوری طرح نبھا نہیں سکا، حضرت مولانا غلام نبی صاحب قاسمی

مدظلہ العالی استاذ حدیث دار العلوم (وقف) دیوبند ان خوش نصیب لوگوں میں سے ہیں جو تحریر کے تقاضوں، باریکیوں اور نزاکتوں سے ہی واقف نہیں بلکہ ماہر شہسوار ہیں، اسٹیج کی دنیا سے ان کی وابستگی اسمی وابستگی نہیں بلکہ تقریر اور خطابت کی سحر انگیزیوں سے ان کو وافر حصہ ملا ہے ان کی تحریر نشستہ اور شیریں ہے تو ان کی تقریر رواں دواں اور جامع ہوتی ہے ان کی تحریریں میں پڑھتا رہتا ہوں اور تقریروں کو اسٹیج پر موجود رہنے کی وجہ سے سنا بھی ہے اور سمجھا بھی ہے متعدد جلسوں میں ان کا اور میرا ساتھ رہا ہے اس لئے میری شہادت سنی سنائی باتوں پر قائم نہیں بلکہ ٹھوس حقائق پر مبنی ہے۔

ان کے اس مجموعۂ تقاریر کا کافی حصہ میں نے پڑھا ہے اور پڑھتے وقت یہ تاثر گہرا ہوتا چلا گیا کہ اللہ نے تحریر و تقریر کی اعلیٰ صلاحیتوں اور خوبیوں سے انہیں نوازا ہے اپنی بات کو سلیقہ سے ادا کیا ہے اور اپنے پیغام کو خوبصورت انداز میں پہنچانے میں وہ کامیاب رہے ہیں ان کا بھی و لہجہ منفرد، ان کی آواز میں درد، ان کی فکر میں اعتدال، ان کی زبان میں حلاوت، ان کے بیان میں جامعیت اور آغاز و اختتام میں ایک خاص کیفیت موجود ہے اور یہی کیفیت ان کو دوسرے بہت سے لوگوں سے ممتاز کرتی ہے صرف طالبانِ علم دین ہی کے لئے نہیں بلکہ اچھے خاصے مقررین کے لئے ان کی یہ کتاب کچھ سیکھنے کا سامان اپنے

Scanned by CamScanner

دامن میں رکھتی ہے پھر جو موضوعات انہوں نے اختیار کئے ہیں ان میں کچھ تو وہ ہیں جن پر عمومی طور پر کافی مواد مل جاتا ہے اور کچھ عنوانات وہ ہیں جو شاید پہلی بار آپ کی نظروں سے گذریں دونوں طرح کے عنوانات میں آپ کشش محسوس کرینگے اور آپ کو دونوں جگہ کافی کچھ نیا مواد فراہم ہوگا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ بات کہنے کا اسلوب، سلیقہ اور خوبصورت ڈھنگ آپ کے سامنے ہوگا۔

مولانا محترم نے کافی محنت، عرق ریزی اور دیدہ وری کے ساتھ یہ تقاریر لکھیں اور ترتیب دی ہیں جس کے لئے وہ بجا طور پر ہم سے شکریہ کے مستحق ہیں اس مجموعہ کے مطالعہ کی نہ صرف سفارش کرتا ہوں بلکہ خود ذخیرۂ کتب کے لئے لازمی قرار دیتا ہوں یہ مجموعہ اپنی خوبیوں کی وجہ سے خود اس کا دعویدار ہے خدا کرے میری یہ چند سطور اس دعویٰ کا ثبوت بن جائیں۔

نسیم اختر شاہ قیصر

۲۸/۵/۱۴۲۱ھ / ۲۹/۸/۲۰۰۰ء (منگل)

نام محمد کی فضیلت اور ذات اقدس کی خصوصیات

الحمدللّٰہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علی خاتم النبین وعلیٰ الطیبین واصحابہ المطھرین ومن تبعھم الیٰ یوم الدین. امابعد:

فاعوذباللّٰہ من الشیطٰن الرجیم. بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم
مَاکَانَ مُحَمَّدٌاَبَآاَحَدٍ مِنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النبین.

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کردے
دھر میں اسم محمد سے اجالا کردے
(اقبالؔ)

صدر محترم! حاضرین جلسہ، سامعین کرام، نوجوان بھائیو اور دوستو! میں نے آپ حضرات کے سامنے قرآن کریم کی ایک آیت تلاوت کی ہے جس میں حق تعالیٰ شانہ، نے اپنے محبوب سرور کائنات ﷺ کا آپ کے نام مبارک محمد ﷺ کے ساتھ تعارف کرایا ہے کہ محمد (ﷺ) تم میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں بلکہ وہ اللہ کے برگزیدہ پیغمبر اور سلسلہ انبیاء

کی آخری کڑی یعنی خاتم النبیین ہیں آیت کریمہ کے بعد میں نے ایک شعر بھی پڑھا ہے اس شعر سے میری گذارشات کا موضوع خود بخود متعین ہو جاتا ہے یعنی نام محمد ﷺ کی فضیلت و برکات تاکہ معلوم ہو سکے کہ جب نام محمد ﷺ کی یہ خوبیاں ہیں تو آپ کی ذات ہیں کیسے کیسے کمالات کیسی کیسی خوبیوں اور کیسے کیسے محاسن ہوں گے؟

حضرات! تورات میں نبی کریم ﷺ کا نام مبارک محمد (ﷺ) بھی ذکر ہوا ہے اسی طرح آپ کا نام حمیاط اور ایک قول کے مطابق "حِمْطَایَا" بھی آیا ہے ایک نام "قَدْمَایا" بھی آیا جس کے معنی اولین کے ہیں ایک نام اَحْیَدُ یعنی اپنی امت کو آگ سے بچانے والا، ایک نام "طَابَ طَابَ" یعنی پاکیزہ اور صاحب تفسیر کشاف علامہ زمخشری کی تحقیق کے مطابق آپ کا ایک نام توراۃ میں حبیب الرحمٰن بھی آیا ہے

انجیل میں آپ کا اسم مبارک "مَنْحَمنّا" مذکور ہے یہ سریانی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی وہی ہیں جو محمد کے ہیں یعنی تعریف کیا ہوا، اسی طرح حَنبطاء امتیاز کرنیوالا "فَارقلیط، یا بارقلیط" بھی آیا ہے ان دونوں کے معنی رسول اور حکمت کی باتیں بتانے والے کے ہیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی پر "لاالٰہ الااللہ محمد رسول اللہ" درج تھا ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تمام آسمانوں میں گھوما میں نے کوئی ایسا مقام نہیں

Scanned by CamScanner

دیکھا جہاں محمد ﷺ کا نام نہ ہو، نہ ہی مجھے جنت میں کوئی ایسا محل یا کھڑکی نظر آئی جس پر آپ کا نام لکھا ہوا نہ ہو اسی طرح آپ کا اسم مبارک حورعین کی گردنوں پر لکھا ہوا دیکھا اور جنت میں بانس کے درختوں تک پر لکھا پایا، شجر طوبیٰ سدرۃ المنتہیٰ، فرشتوں کی آنکھوں کے درمیان اور ہر پردہ پر لکھا ہوا پایا، اگر چہ محدثین نے اس حدیث کو موضوع قرار دیا ہے تاہم فضائل کے باب میں کچھ نقصاندہ نہیں۔

حضرات! لوح محفوظ پر قلم نے سب سے پہلے کلمہ طیبہ لکھا، ایک روایت میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے قلم کو حکم دیا کے اگلی پچھلی سب باتیں لکھدے تو اس نے عرش کے پردوں پر کلمہ طیبہ لکھا۔

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ہم نبی کریم ﷺ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے ایک پرندہ اڑتا ہوا آیا اس کی چونچ میں ایک بادام تھا اس نے اس بادام کو وہیں گرادیا نبی کریم ﷺ نے اس کو اٹھالیا اس کے اندر ایک سبز رنگ کا کپڑا تھا جس پر زرد رنگ سے کلمہ طیبہ لکھا ہوا تھا۔

ایک بزرگ سے روایت ہے کہ طبرستان کے علاقہ میں ایک فرقہ آباد تھا جو خدا کو تو مانتا تھا مگر رسالت و نبوت پر ایمان نہیں رکھتا تھا ان لوگوں کی وجہ سے کافی فتنہ پھیل رہا تھا ایک روز کا واقعہ ہے کہ گرمی شدید پڑ رہی تھی اچانک ایک سفید بال آسمان پر نمودار ہوا، اور پھیلنا

شروع ہو گیا یہاں تک کہ مشرق سے مغرب تک چھا گیا جب زوال کا وقت ہوا تو بادلوں کے اندر صاف لکھا ہوا نظر آیا، لاالٰہ اللہ محمد رسول اللہ، یہ سلسلہ زوال سے عصر تک بدستور قائم رہا اس حیرتناک واقعہ کو دیکھ کر اس فرقہ کے لوگوں نے فوراً توبہ کر لی اور ساتھ ہی وہاں کے اکثر عیسائی اور یہودی بھی ایمان لے آئے۔

حضرت موسٰی و خضر علیہما الصلوٰۃ والسلام کے واقعہ میں دیوار اور خزانہ کی حقیقت "وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا" کے تحت مفسرین نے ایک روایت نقل کی ہے کہ دیوار کے نیچے ایک سونے کی تختی تھی اور ایک قول کے مطابق سنگِ مرمر کی تختی تھی جس پر یہ عبارت درج تھی۔

"اس شخص پر حیرت ہے جو موت پر یقین رکھتا ہے پھر بھی وہ ہنستا اور خوش ہوتا ہے، اس شخص پر حیرت جو حساب و کتاب پر یقین رکھتا ہے لیکن اس کے باوجود غفلت سے کام لیتا ہے، اس انسان پر حیرت ہے جو تقدیر پر یقین رکھتا ہے اس کے باوجود ناگوار حوادث پر غمگین اور دلگیر ہوتا ہے، اس انسان پر حیرت ہے جو دنیا اور اس میں رہنے والوں کے ساتھ انقلاب دیکھتا ہے پھر بھی اس دنیا سے مطمئن اور خوش رہتا ہے" اور آخر میں "لاالٰہ اللہ محمد رسول اللہ" درج تھا۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے دونوں مونڈھوں کے درمیان کلمہ "لاالٰہ اللہ محمد رسول اللہ" درج تھا۔

محترم سامعین! سرور کائنات ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

"ہر ایسا دستر خوان جس کو بچھانے کے بعد ایسا شخص آئے جس کا نام محمد یا احمد ہو اللہ اس جگہ کو ہر روز دو مرتبہ پاک کرتا ہے جس پر یہ دستر خوان بچھا ہوا تھا"

ارشاد نبوی ہے کہ "جس کے یہاں کوئی لڑکا پیدا ہو اور وہ میری محبت کی وجہ سے یا میرے نام کی برکت حاصل کرنے کیلئے اس کا نام محمد رکھے تو وہ شخص اور اس کا لڑکا دونوں جنتی ہوں گے، حضرت ابو رافعؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ اگر تم اپنے بچہ کا نام محمد رکھو تو نہ اس کو مارو اور نہ اس سے نفرت رکھو"۔

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ "جس شخص کے یہاں تین لڑکے پیدا ہوں اور اس نے ان میں سے ایک کا نام بھی محمد نہیں رکھا اس نے جہالت کا ثبوت دیا۔

ارشاد رسالت ہے کہ "جو شخص چاہے کہ اس کی بیوی کے حمل سے لڑکا پیدا ہو تو وہ اپنا ہاتھ حاملہ کے پیٹ پر رکھ کر کہے کہ اگر اس حمل سے لڑکا پیدا ہوا تو اس کا نام محمد" رکھوں گا، تو اس کے یہاں لڑکا پیدا ہو گا۔

ایک روایت ہے کہ "جو لوگ کسی مشورہ کیلئے جمع ہوں اور ان میں "محمد" یا "احمد" نام کا بھی کوئی شخص موجود ہو ان کے لئے اس

Scanned by CamScanner

مشورہ میں خیر اور بھلائی ظاہر ہوگی اور جس گھر میں بھی محمد نام کا شخص ہو اس میں اللہ برکت عطا فرمائے گا"۔

ایک روایت میں ہے کہ "جو لوگ حلال کھانا کھانے بیٹھیں اور کھانے والوں میں کوئی محمد نام کا شخص بھی موجود ہو اس کھانے میں دوگنی برکت ہوگی"۔

ایک روایت ہے کہ "قیامت کے دن حق تعالیٰ شانہٗ، قُم یا محمد، کہہ کر پکاریں گے تو محمد نام کے جتنے لوگ ہوں گے سب کھڑے ہو جائینگے حق تعالیٰ فرمائیں گے کہ تم لوگ کیوں کھڑے ہو گئے؟ عرض کریں گے کہ باری تعالیٰ ہم سمجھے کہ آپ ہمیں مخاطب فرمارہے ہیں حق تعالیٰ فرمائینگے میں نے اپنے حبیب کے نام کی برکت کی وجہ سے تم سب کو معاف کیا"

ایک بار ایک عورت نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میرا کوئی لڑکا زندہ نہیں رہتا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ "حق تعالیٰ کے ناموں پر فیصلہ کرلو کہ جو لڑکا اللہ تعالیٰ تجھے عنایت فرمائینگے اسکا نام محمد رکھو گی اس نے ایسا ہی کیا چنانچہ اسکا وہ لڑکا زندہ رہا۔

حضرت علیؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ "جنت میں ہر شخص کو اس کے نام سے پکارا جائیگا مگر حضرت آدم علیہ السلام کو ابو محمد کہکر پکارا جائیگا جس سے حضرت آدم علیہ السلام کی تعظیم اور نبی کریم ﷺ کی توقیر مراد ہوگی"

Scanned by CamScanner

حلیۃ الاولیاء میں حضرت وہب بن منبہؒ سے روایت ہے کہ بنی اسرائیل کے ایک شخص نے سو سال تک اللہ کی نافرمانی کی جب وہ مرا تو لوگوں نے نفرت کی وجہ سے اس کو کوڑی پر ڈال دیا اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ اس شخص کو وہاں سے اٹھالو، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ "باری تعالیٰ بنی اسرائیل نے اس کو دیکھا ہے کہ اس نے سو برس تک تیری نافرمانی کی ہے" وحی نازل ہوئی کہ ہاں وہ ایسا کرتا تھا مگر اس کی ایک عادت یہ تھی کہ، وہ جب بھی توراۃ کو کھولتا تھا اور اس میں محمد کے نام پر نظر پڑتی تھی وہ اس کو چومتا تھا اور اس کو آنکھوں سے لگایا کرتا تھا میں نے اس کی اس ادا کو قبول کیا اور اس کے گناہ معاف کر کے ستر حوروں کے ساتھ اس کا نکاح کیا ہے"

کتابوں میں نبی کریم ﷺ کے نام مبارک کی عظمت و احترام کے سینکڑوں واقعات موجود ہیں اس مختصر سے وقت میں ان سب واقعات کو سنانا تو ممکن نہیں البتہ محمود غزنوی کا ایک ایمان افروز واقعہ سنائے بغیر اپنی گفتگو کو نامکمل سمجھتا ہوں، تاریخ فرشتہ میں موجود ہے کہ محمود غزنوی نے ایک بار دربار میں اپنے غلام کو تاج الدین کہکر پکارا جبکہ غلام کا نام محمد تھا غلام حیران تھا کہ جہاں پناہ نے مجھے میرے نام سے کیوں نہیں پکارا شاید میرا نام بھول گئے یا ناراض ہو گئے پوچھنے

Scanned by CamScanner

پر جواب ملا کہ میں آج تک بغیر وضو کے محمد کا نام زبان پر نہیں لایا جس وقت میں نے تجھے پکارا اس وقت مجھے وضو نہیں تھا اس لئے میں نے محمد کے بجائے تاج الدین کہکر پکارا۔

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کردے
دہر میں اسم محمد سے اجالا کردے
ہو نہ یہ پھول تو کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو
چمن دہر میں بلبل کا ترنم بھی نہ ہو
یہ نہ ساقی ہو پھر مے بھی نہ ہو خم بھی نہ ہو
بزم توحید بھی دنیا میں نہ ہو تم بھی نہ ہو
خیمہ افلاک استادہ اسی نام سے ہے
نبض ہستی ہیں آمادہ اسی نام سے ہے

حضرات! غوث الاعظم، حسن بصریؒ، جنید بغدادیؒ، خواجہ امیریؒ، سید احمد سرہندیؒ، علاء الدین صابر کلیریؒ لاکھوں بندگان خدا ان سے عقیدت رکھتے ہیں مگر ان کو اپنی سروری و سرداری پر فخر نہیں اگر فخر ہے تو صرف اس پر کہ وہ نبی آخر الزماں کے غلام ہیں امام بخاری وغیرہ کی عظمت سے کون واقف نہیں انہوں نے پوری زندگی کس فعل کی نذر کردی محض ایک امی کے اقوال اور اعمال کے جمع کرنے میں۔

عسقلانیؒ، قسطلانیؒ، عینیؒ، طیبیؒ، سخاویؒ، شوکانیؒ، قاضیؒ، نوویؒ ان

جیسے سینکڑوں بلند پایہ علماء اور شیوخ نے اپنی زندگیوں کو اسی امی کے اقوال کی شرح و تفسیر کے لئے وقف کر دیا۔

ابن جوزیؒ، ابن تیمیہؒ، ابن قیمؒ، ان کی ساری تحقیق کا خلاصہ حضور ﷺ کے اقوال کی تنقیح کرنا ہے۔

افلاطون، سُقراط، بُقراط، بطلیموس، ارسطو، نیوٹن، ابن اسحاق اور ڈارون کے اقوال و ملفوظات اس قدر جرح اور موشگافیوں کے ساتھ موجود نہیں جس قدر سرکار دو عالم کی احادیث ہیں ابن اسحاقؒ، ابن ہشامؒ، سہیلیؒ، زرقانیؒ، ابن سعدؒ، قاضی عیاضؒ، دمیاطیؒ اور ان کے صدہا شاگردوں و رفیقوں کے ضخیم مجلدات آپ ہی کی سیرت کے نقوش ہیں۔

روشن خیال میور، علم دوست مارگولیس، تحقیق پسند کارلائل، اور حقیقت طراز دلہاؤسن کو کس کی سوانح نوسیوں کی صف میں شمار ہونے کی آرزو بیقرار کئے ہوئے تھی۔

دنیا میں بڑے بڑے، گردن کش بادشاہ اور تاجدار ہو چکے ہیں کس کی سیرت اس تحقیق اور اس تفصیل کے ساتھ تاریخ کے صفحات میں ملے گی؟

کسی فرعون، کسی نپولین، کسی سکندر، کسی قیصر کسی دارا، کسی فغفور کسی سلطان مہاراجہ، کسی ہز مجسٹی کا اٹھنا بیٹھنا وغیرہ اس جامعیت اس استقصاء، اس تاریخیت اور اس اہتمام کیساتھ صفحات کاغذ پر آج تک منتقل

ہو سکا ہے ؟ امام اعظمؒ اور ان کے تلامذہ ورفقاء، سفیان ثوریؒ حسنؒ، زفرؒ، حمادؒ، مزنیؒ، طحاویؒ سرخسیؒ صد ہزار فقہاء جو ابتک ہو چکے ہیں اسی امی کے لائے ہوئے قانون کی شرح وتفسیر، اس کی بتائی ہوئی شریعت سے جزئیات احکام کا استنباط کرنے میں ان کی زندگیاں گذر گئیں۔

دنیا میں بڑے بڑے قانون داں گذرے ہیں کیا ان میں کسی کو اتنے شارحین نصیب ہوئے۔

مولائے رومؒ، خواجہ سعدیؒ، شیرازیؒ، نظامی گنجویؒ، خسروؒ، جامیؒ، سنائیؒ، عطارؒ صدیوں سے کس کے نام پر سر دھن رہے ہیں اور کس کے پیغام کی ترجمانی کر رہے ہیں عمر فاروقؓ اور علی مرتضیٰؓ کے نام سے کیسے کیسے سورماؤں کے دل دہل جاتے ہیں، یہ کس کے پروانے تھے ہارون رشید، مامون، سلجوقیؒ، غزنویؒ، غوریؒ، تیمور، بایزیدؒ، طارقؒ قاسمؒ لودھیؒ، خلجی، بابر، ہمایوں، جہانگیر، شاہجہاں و اورنگزیب کس کی خاک بوسی کو وسیلہ نجات اور معراج کمال سمجھتے تھے۔

قاسم نانوتویؒ نے کس کی تعلیمات کیلئے مصیبتیں سہیں محمود حسنؒ کس کے ناموس کیلئے در در کی ٹھوکریں کھاتے پھرے اسی عبد اللہ کے لخت جگر اور آمنہ کے نورِ نظر کیلئے۔

غزالی کی تصانیف پر خود انہیں رشک آگیا جن پر ہم اور آپ رشک کرتے ہیں بقول جارج ہنری ایٹس (صاحب تاریخ وفلسفہ) کہ

اگر غزالی کی تصانیف کا ڈیکارٹ کے وقت تک ترجمہ ہو گیا ہوتا تو لوگ ڈیکارٹ کے فلسفہ کو غزالی کا سرقہ سمجھتے، یہ غزالی اور ان کے آثارِ قدیم پر چلنے والے شاہ ولی اللہؒ، حکیم الامتؒ، ابوالحسن اشعری، ابوبکر باقلانی،، رازیؒ، آمدیؒ، نسفیؒ، جرجانی اسی کے لائے ہوئے دین کی حمایت و نفرت میں سرگرم رہے۔

ضحاکؒ، قتادہؒ، مجاہدؒ اور ابن زیدؒ نے معانیٔ قرآن کی جو خدمت کی اسکا صلہ کس کے امکان میں ہے ابن جریر کے تیس مجلدات کو کون بھول سکتا ہے، ابن اثیر کی کاوشوں کی داد کون دے سکتا ہے۔ بیضاوی وزمخشری کی قدر کس کے دل میں نہیں، بغویؒ و نسفیؒ ابن حبانؒ، اور ابوسعودؒ نے اپنی عمر کس کے لئے صرف کر دی؟

کسائی ابوالاسود، خلیل، سیبویہ، ابن مالکؒ، ابن حاجب، ابن درید، ابن میدہ، جوھری، فیروز آبادی، ابن منظور، زبیدی، ان سب کا مقصود اصلی کیا ہے سب اسی کے اقوال کی حدیث میں سرگرم۔

ابن سینا، ابن رشد، طوسی، فارابی، شیرازی، سب کے سب اسی کی زلف کے اسیر، سب کی عقیدتوں کے دامن اسی نبی العربی کے بند و نعلین سے وابستہ، قوت وصولت کے کن کن پہلوؤں کو شمار کرایا جائے، سرداروں اور ناموروں کے نام شہادت میں کہاں تک پیش کئے جائیں جامعہ ازہر، دارالعلوم دیوبند، مظاہر علوم ندوۃ العلماء،

Scanned by CamScanner

علی گڈھ، جامع ملّیہ کس کے دین و آئین کی پابندی کررہے ہیں؟

چھوٹے چھوٹے قریوں، عرب کے ریگستانوں، چٹیل میدانوں، افریقہ کے صحراؤں و بیابانوں، سے لیکر، لندن، اور پیرس، اور برلن کے تمدن زاروں تک ہر روز، ہر روز میں پانچ پانچ بار کس کے نام کی پکار اللہ کے نام کے ساتھ بلند ہوتی رہتی ہے؟۔

دشت میں کہسار میں میدان میں ہے
بحر میں موج کی آغوش میں طوفان میں ہے
چین کے شہر، مراکش کے بیاباں میں ہے
اور پوشیدہ مسلمان کے ایمان میں ہے
چشم اقوام یہ نظارہ ابد تک دیکھے
رفعتِ شان رفعنا لک ذکرک دیکھے

الغرض زندگی کے ہر میدان میں اور علم دین کی ہر سطح پر اسی نبی العربی کی سیرت پاک پر کام ہو رہا ہے جس نے دلوں کو پاک، روح کو قوت، اور دماغ کو روشن کیا جو غریبی، امیری، جوانی، پیری، امن و جنگ امید اور ترنگ، گدائی و پادشاہی مستی و پارسائی، رنج و راحت اور حزن وملال میں خزاں رسیدہ انسانیت کی رہبری کی ہو۔ جس نے فلک کی بلندی، زمین کی پستی، رات کی تاریکی، دن کی روشنی، سورج کی چمک، جگنو کی دمک، ذرہ کی پرواز، قطرہ کی طراوت میں عرفانِ ربانی کی سیر کرائی

Scanned by CamScanner

ہو جس کے علم نے درندوں کو چوبانی، بھیڑیوں کو گلہ بانی رہزنوں کو جہاں بانی، غلاموں کو سلطانی اور شاہوں کو اخوانی سکھائی ہو، وہ غریبوں کا محبّ، شاہوں کا تاج، غلاموں کا غمخوار، بے آسروں کا آسرا، آقاؤں کا آقا، یتیموں کا سہارا، بے خانماؤں کا ماویٰ، اخلاق کا پیکر صبر کا معدن، رحمت ربانی کا سرچشمہ، خلاصہ کائنات، افضل البشر، خاتم الانبیاء، شافع محشر، عبداللہ کا پیارا، آمنہ کا دلارا یعنی محمد عربی ﷺ۔

وہ دامن جو یتیموں کو پناہیں دینے والا ہے
جو اندھوں کو بصیرت کی نگاہیں دینے والا ہے
وہ جس نے اجڑی بچھڑی آدمیت کو سنوارا ہے
جو بے یاروں کا یار بے سہاروں کا سہارا ہے
محمد ابر رحمت بن کے بے جانوں کو جان بخشے
چمن کو رنگ بخشے اور بلبل کو زبان بخشے
محمد نوع انسان کو غلامی سے رہائی دے
محمد پنجہ مرگِ دوامی سے رہائی دے

ہزار ہزار رحمتیں اور لاکھوں کروڑوں، درود سلام اس ذات پر جو محبوب ربانی فخر نوع انسانی ظل رحمانی، نور یزدانی اور سراج بزم ایمانی ہے

سلام اے آمنہ کے لال اے محبوب سبحانی
سلام اے فخر موجودات فخر نوع انسانی

سلام اے ظل رحمانی سلام اے نور یزدانی
ترانقش قدم ہے زندگی کی لوح پیشانی
سلام اے صاحب خلقِ عظیم انسان کو سکھلادے
یہی اعمال پاکیزہ یہی اشغال روحانی
سلام اے آتشیں زنجیر باطل توڑنے والے
سلام اے خاک کے ٹوٹے ہوئے دل جوڑنے والے

ابوالاثر حفیظ جالندھری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

دہر میں اسم محمد سے اجالا کر دے

اَلحَمۡدُلِلّٰہِ رَبِّ العٰلمین وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلامُ عَلٰی سَیِّدالانبیاء وَالمُرسَلین وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحبہ اَجمَعین اَمَّا بَعۡدُ فَاعوذ بِاللّٰہ مِنَ الشیطٰن الرَّجیم،بسم اللّٰہ الرَّحمٰنِ الرَّحیم، مُحمَّدرَسُولُ اللہ وَالَّذِین مَعَہٗ اَشداء عَلَی الکُفَّاررحمآءُ بینھم،صدق اللہ العظیم۔

صدر جلسہ ،معزز حاضرین،ملت بیضاء کے ہونہار نوجوانو، ہم شباب بھائیو، ہم عصر دوستو !آج کے اس عظیم الشان، پر وقار عہد ساز اور عہد آفریں جلسہ سیرت النبی میں حاضری اور سرور کائنات سردار دوجہاں، محبوب رب العٰلمین، رحمۃ للعٰلمین، فخر رسل، سید البشر، وجہ تخلیق کائنات، النبی العربی اور شافع محشر کی سیرت طیبہ پر اپنی گذارشات کو اپنے لئے سعادت عظیم تصور کرتا ہوں، خدا تعالی ہمیں اپنے محبوب کے ذکر جمیل اور تذکرہ جلیل کے صدقے میں دنیا اور آخرت کی سعادتیں، کامرانیاں، اور کامیابیاں نصیب فرمائے۔

Scanned by CamScanner

حضرات عربی شاعر نے خوب کہا۔

وَ اَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرقَطُّ عَينى
وَ اَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِسآءُ
خُلِقْتَ مبرّءً من كل عيبٍ
كَاَنّكَ خُلِقتَ كما تَشَاءُ

اور آپ سے زیادہ حسین میری آنکھ نے کبھی نہیں دیکھا اور آپ سے زیادہ خوبرو انسان کو عورتوں نے نہیں جنا، آپ ہر عیب سے بری اور پاک پیدا کئے گئے گویا کہ آپ کو آپ کی مرضی کے مطابق پیدا کیا گیا۔

حضرات! سرور عالم ﷺ کے عم محترم خواجہ ابو طالب اگر چہ آپ ﷺ پر ایمان کی دولت سے محروم رہے مگر رسول اکرم ﷺ کی شان میں ایسا شعر کہہ گئے کہ اگر ایمان کے بغیر حب رسول اور عقیدت کی فراوانی کام کرتی تو یقین کیا جاسکتا تھا کہ تنہا یہ شعر ان کے درجات اخرویہ کا سامان بن جاتا۔ شعر کے ایک ایک لفظ اور ایک ایک حرف سے حسن جہاں آرا، اور سیرت بے مثال کے آبشار پھوٹتے ہیں۔

و أبيض يُسْتَسْقَى الغمام بوجهه
ثما اليتامى عصمه للارامل

وہ گورے مکھڑے والا، جسکے روئے زیبا کے واسطے سے ابر رحمت کی دعائیں مانگی جاتی ہیں، یتیموں کا سہارا اور بیواؤں کا سرپرست۔

Scanned by CamScanner

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے جب مدح رسول کیلئے زبان کھولی تو الفاظ نے نذرانہ عقیدت کیلئے اپنا سینہ کھولدیا، ایک ایک شعر سے عقیدت و محبت اور عشق و سرمستی کا چشمہ سلسبیل بہتا نظر آتا ہے۔

سب سے پہلے مشیت کے انوار سے نقش روئے محمد بنایا گیا
پھر اسی نور سے ایک شعاع مانگ کر بزم کون و مکاں کو سجایا گیا

اور یہ اشعار تو عشق رسول کی بلندیوں کو چھوتے نظر آتے ہیں۔ ؎

تو بوئے گل ہے اگر مثل گل ہیں اور نبی
تو نور شمس ہے اگر اور انبیاء ہیں شمس و نہار
حیات جان ہے تو ہیں اگر وہ جان جہاں
تو نور دیدہ ہے اگر ہیں وہ دیدہ بیدار

عام طور پر شعراء نے نبی اکرم ﷺ کے حسن و جمال کو پھولوں کے ساتھ اور آپ کے تبسم و مسکراہٹ کو کھلتے ہوئے گلاب کے ساتھ تشبیہ دی ہے یہ شعر ملاحظہ فرمایئے شاعر نے پھولوں کو سردار دو جہاں کے حسن کامل کیساتھ تشبیہ دی ہے۔

فراق گورکھپوری کے اس شعر سے کون واقف نہیں گو مقام رسالت اور منصب نبوت سے شاعر نا آشنا ہے تاہم شعر وہ کہا جو رخ مصطفیٰ کی درخشندگی و تابندگی سے صاف شفاف آئینوں کو حیران کردیتا ہے۔ ؎

رخ مصطفیٰ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئینہ میں
نہ ہماری بزم خیال میں نہ دکان آئینہ ساز میں

اور شاعر مشرق علامہ اقبال نے اپنے اس شعر میں وہ سب کچھ کہدیا جس کو فصیح و بلیغ عبارتوں میں اگر بیان کیا جائے تو ہزاروں صفحات سیاہ کرنے کے بعد بھی کچھ نہ کہہ سکنے کی حسرت باقی رہے گی۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

اور حسین و جمیل تھے سفیدی میں سرخی ملی ہوئی رنگت، دل میں گھر کرنے والی حسین و سیاہ آنکھیں، کشادہ پیشانی موزوں قد اور وہ سب کچھ جسے حسن و جمال کی معراج اور دل کشی ورعنائی کا منتہائے کمال کہہ سکتے ہیں...... لالہ و گل یاسمین و نسترن، سنبل و نرگس، آفتاب، ماہتاب، لعل یمن، در عدن، مشکِ ختن، عنبر سارا، تبسم سحر، اور شگفتہ غنچہ، انسان کے حسن و جمال اور رعنائی و خوبی کے یہ تمام استعارے ہیں مگر محمد ﷺ کے جمال کی شرح و تفسیر کیلئے یہ سب کے سب استعارے ناتمام اور ادھورے اور تشبیہ و مماثلت کی سطح سے بہت فروتریں، جہاں شعر و ادب کے ان استعاروں اور تشبیہوں کی انتہاء ہوتی ہے وہاں سے رسول رحمت ﷺ کے حسن و خوبی کا آغاز ہوتا ہے آپ اپنا جواب آپ ہیں۔

دونوں جہاں آئینہ دکھلا کے رہ گئے
لانا پڑا تمہیں کو تمہاری مثال میں

قدرت نے آپ ﷺ کو انسان کامل بنا کر بھیجا تھا اس لئے ضرورت تھی کہ باطن ہی نہیں ظاہر بھی حسین تر ہو، حسن سیرت کے ساتھ صورت بھی خوب تر ہو، دل سے نگاہ تک روح سے جسم تک اور سر سے پیر تک حسن ہی حسن پاکیزگی ہی پاکیزگی اور دلکشی ہی دلکشی ہونا لازمی اور ضروری ہے اس لئے کہ

بزم اہل نظر بھی ہیں تماشائی بھی

انسان کامل کو سیرت و صورت، جسم و روح اور ظاہر و باطن کے اعتبار سے خوبی کمال کا معیار ہونا چاہئے اور محمد ﷺ اسکے صحیح مصداق تھے۔

فروغ مہر بھی دیکھا غرور گلشن بھی
تمہارے سامنے کس کا چراغ جلتا ہے

حضرات گرامی! یہ سچ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے چھ صدی قبل تزکیہ نفس کے کچھ درس دئے تھے لیکن مدت ہوئی دنیا اس سبق کو بھلا چکی تھی یہ بھی سچ ہے کہ موسیٰؑ نے اس کے بھی پیشتر ہدایت و نجابت کی ایک شمع جلائی تھی لیکن فتنوں اور ہنگاموں کی آندھی میں یہ چراغ طور بھی جل کر گل ہو گیا تھا اور پھر یہ بھی سچ ہے کہ مدت ہوئی کہ زرتشت نے روحانیت کی آگ سلگائی تھی لیکن یہ شعلہ بھی انسانی

خون کے چھینٹوں سے سرد ہو چکا تھا یہ بھی سچ ہے کہ اس سے بھی پہلے بودھ نے آریہ ورت کے پہاڑوں اور غاروں میں روح کا دارالامن ڈھونڈ نکالا تھا مگر حوادث کے طوفان نے ان پہاڑوں کو بے نام ونشان صحرا اور ان غاروں کو درندوں کا بھٹ بنادیا تھا، ہر قوم دوسری قوم سے برسرپیکار اور ہر قبیلہ دوسرے قبیلہ کے خون کا پیاسا تھا۔ حرص و طمع اور کشت و خون کی گرم بازاری تھی، نفس انسانی کی ملکوتی طاقت، جذبات حبشہ کے دیوتا کے سامنے پامال ہو چکی تھی، راستی، پاکبازی اور پارسائی کے عطر عنبر کی خوشبو انسان کے جامہ خاکی سے اڑ چکی تھی توحید اور خدا پرستی کا نور، دیوتاؤں، دیویوں، ستاروں، شہیدوں، ولیوں اور مجسموں کی پرستش کی عالمگیر تاریکی میں چھپ گیا تھا، دنیا کے حالات ہر طرح سے اس بات کے متقاضی تھے کہ کوئی عالم کا مصلح، اخلاق کا معلم حق کا داعی، نوع انسانی کا نجات دہندہ، آخری بار وجود میں آئے اور انسانیت کے شیرازہ میں جو عرصہ دراز سے پراگندہ و منتشر ہو رہا تھا پھر نظم وانتظام پیدا کر دے اور روحانیت و خدا پرستی کے خزاں رسیدہ باغ کو از سر نو بہار بلکہ سدا بہار اور دنیا کے ظلمت کدہ کو پھر مطلع انوار بنادے۔

”و رفعنا لک ذکرک“

حضرات! اس سراپا معصیت ماحول ”و رفعنا لك ذكرك“ میں

آمنہ کے لال عبداللہ کے لخت جگر عرب کے مہرمبین رحمت دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے انتہائی تقویٰ وطہارت پاکیزگی اور خوش اخلاقی کیساتھ دور جوانی اور عہد شباب گذارا، وہ قاتلوں، سفاکوں، ڈاکوؤں اور لٹیروں میں تنہا صلح وسلامتی کے پیامبر، چوروں، رہزنوں، پیمان شکنوں اور جھوٹوں میں اکیلے صادق الوعد اور امانت دار، جواریوں شرابیوں اور بدکاروں میں تنہا متقی، پرہیز گار، اور نیک کردار تھے زیادہ سے زیادہ نیکی کا تصور جو انسان کرسکتا ہے سرکار دو عالم ﷺ اس سے بھی زیادہ نیک اور صالح فطرت تھے، انسانیت کی بلندی کا آخری مقام جو ذہن میں آسکتا ہے سرور کائنات ﷺ کی شخصیت اس سے بھی بہت بلندی تھی۔

دنیا کے اندھیرے میں صرف یہی ایک چراغ تھا۔ زمانہ کے خارستان میں اس کی ذات گلاب بنکر مہک رہی تھی، دہر کے خس و خاشاک اور کنکروں پتھروں میں اس کی شخصیت گوہر شب تاب تھی ہر پیالہ میں زہر اور حنظل ملا تھا صرف اسی ایک کے جام حیات اور مینائے زندگی میں امرت ہلکورے لیتا تھا تمام رنگ و بو میں بس وہی ایک ذات حق وصداقت کا مرکز اور ہدایت کا روشن مینارہ تھی۔ یہی ایک انسان ناطق تھا جس کے نطق پر سچائی ناز کرتی تھی۔

نوجوانان ملت! رسول اکرم ﷺ نے لاالہ الااللہ کا نعرہ لگا کر کفر

کے ایوانوں کو کپکپادیا۔ جہاں جہاں اس کلمہ کی گونج پہونچی مشرک وظالم کے عناصر کانپنے لگے، ابوجہل اور ابولہب بھڑک کے ہماری سیادت پراس کی زد پڑتی ہے ابوسفیان تھرایا کہ میری سرداری کو یہ چیلنج دیا جارہا ہے نسب ونسل اور رنگ وخون پر فخر کرنے والے ڈرے کہ ہمارے نسبی فخروغرور کے بتوں پر ضرب لگائی جارہی ہے، کاہنوں، راہبوں، جادوگروں اور پجاریوں کو پسینہ آگیا کہ ہمارا مذہبی تقدس کلمہ توحید نے خطرہ میں ڈال دیا ہے نفس کے بندے اور خواہشوں کے پرستار خوفزدہ ہوگئے کہ ہوس کاریوں کے خلاف یہ محاذ قائم ہورہا ہے، ہماری نفسانی لذتوں کے تمام سہارے ٹوٹ جائیں گے، عیش پروردہ زندگیاں بے مزہ اور بے کیف ہوکر رہ جائیں گی الغرض جو جتنا زیادہ بُرا اور راہ استقامت سے جس قدر زیادہ دور اور منحرف تھا وہ اتنا ہی زیادہ خوف محسوس کررہا تھا سچے خدا کا نام بلند ہوتے ہی ہر مصنوعی رب، جھوٹا خدا، اور بناوٹی معبود لرز گیا۔

ان تمام مخالفتوں عداوتوں، دشمنیوں، بیزاریوں اور مشکلوں کے باوجود سرکار دوعالم ﷺ حق کا اعلان کرتے رہے، مخالفت ان کے عزم محکم میں ذرہ برابر ڈھیل پیدا نہیں کرسکتی تھی۔

ان کی ذات صبر واستقامت اور حق وصداقت کا کوہ گراں تھی یہ طوفان، یہ آندھیاں، اور باطل کی یہ زورآزمائیاں بے اثر ثابت ہوئیں،

Scanned by CamScanner

ان کی رسالت کا چراغ آندھیوں کی گود میں بھی جلتا رہا اور تیزاب کے دھارے میں بھی اس کی صداقت کا پودا نشو و نما پاتا رہا، اور فتح و نصرت اپنی جبینِ نیاز اس کے پائے ناز پر رکھی رہی۔

بزرگو! نبی کریم ﷺ پیغام حق کی تبلیغ کیلئے پیدل چل کر طائف پہونچے، اہل طائف نے سر بازار آپ کو گالیاں دیں، پتھروں کی بارش کی یہاں تک کہ آپ کے پائے مبارک زخمی ہو گئے، یہ منظر بڑا ہی دردناک تھا۔

سورج کی آنکھ سے خون ٹپک رہا تھا۔
درودیوار کانپ کانپ جاتے تھے۔
سینہ گیتی سے دلدوز آہیں سلگ رہی تھیں۔
شجر و حجر کی زبان پر فریاد تھی۔
کائنات کا ذرہ ذرہ اشکبار تھا۔
کلیوں کا رنگ پھیکا پڑ چکا تھا۔
بہاریں ماتم کناں تھیں۔
مہ و انجم کی ضو فشانی ماند پڑ گئی تھی۔

ایک طرف دنیا کا سب سے بڑا انسان، دوسری طرف انسانوں کی صورت میں درندوں اور بھیڑیوں کا غول، ایک طرف کائنات کا محسن اعظم، دوسری طرف سفاکوں، ظالموں، اور بے رحموں کا جمگھٹ، ایک

طرف انسانوں کا مسیحا، دوسری طرف قاتلوں کا گروہ، ایک طرف نیکو کاری، حق پرستی، صداقت شعاری، اور امانت و دیانت کا علمبردار دوسری طرف بدکاروں، مشرکوں، جھوٹوں، بددیانتوں، اور خائنوں کا انبوہ کثیر، ادھر سے سنگباری ادھر سے پھولوں کا نذرانہ جن قدموں کو چومنے کیلئے کائنات کا ذرہ ذرہ بے تاب تھا اب ان سے خون کے سوتے پھوٹ رہے ہیں، اس دلدوز منظر کو دیکھ کر ہلاکت وتباہی کے فرشتے انتظار میں تھے کہ اب سرور عالم ﷺ کی زبان سے اہل طائف کیلئے بددعا نکلتی ہے اور خدا کا حکم پاکر طائف کی سرزمین کو ہم دھوئیں کی طرح اڑادیتے ہیں، رسول رحمت کے لہو کی ایک ایک بوند کا ہم انتقام لے کر رہیں گے ایک ایک تُرش فقرہ کا جواب دیا جائیگا عاد وثمود کی قوموں سے زیادہ براحشر کر کے چھوڑیں گے مگر رحمت عالم کی زبان مبارک سے ایک لفظ بھی بددعا کا نہ نکلا آج اس ظلم وزیادتی کا ذرا بھی شکوہ نہ کیا اور صبر واستقامت اور توکل علی اللہ کی وہ مثال قائم کردی کہ جس سے تاریخ عالم کے صفحات خالی تھے۔

برادران ملت! سرکار دوجہاں کا فرمان، پیغام، اسوہ حسنہ، کردار اور زندگی کا ایک ایک گوشہ اسی طرح زندہ ہے جس طرح وہ مکہ، مدینہ، طائف، بدر، حنین، خندق اور خیبر و تبوک میں زندہ، قابل عمل لائق تقلید، نافذ اور جاری تھا آپ کے پیغام اور اسوۂ حیات کو زوال وفنا سے محفوظ کردیا

گیا، ستاروں کے چراغ اور مہر و مہ کی قندیلیں بجھ سکتی ہیں مگر رحمت للعالمین ہدایت کے جس چراغ کو لیکر آئے تھے وہ بجھ نہیں سکتا، تلوار ہی نہیں قلم، کتاب اور زبانوں نے بھی سرکار دو جہاں کے پیغام کے خلاف محاذ جنگ قائم کیا، شیطان جھوٹے فریبی اور خود ساختہ نبیوں کے بھیس میں آئے مگر دروغ کو فروغ نہ ہو سکا جھوٹ کھل کر رہا، آپ ﷺ کا پیغام زندہ ہے کام زندہ ہے آپ ﷺ کی زبان مبارک سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ زندہ ہے مقدس زندگی کی ایک ایک ادا محفوظ اور پائیدہ ہے آپ ﷺ آج بھی اسی طرح نبی ہیں جس طرح آج سے چودہ سو برس پہلے تھے تمام صالح قیادتوں، اور نیک سیادتوں کا مرکز محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی ہے آپ کا پیغام ملکوں اور خطوں میں محدود نہیں بحر الکاہل کا ساحل، بحر ہند وروم کے جزائر، دجلہ وفرات کے کنارے، سندھ کا ریگستان، کوہ بیتون کی وادیاں لبنان اور البرز کے ٹیلے نیل کی ترائی ک ماونٹ ایورسٹ کی چوٹیاں فارس کے آتش کدے، بھارت ورش کے پوتر استھان، کلیسائیوں کے مینارے اور بت خانوں کے درودیوار اس پیغام سے گونج اٹھے آپ ﷺ کے پیغام نے قوموں کی تقدیریں بدل دیں بیشمار نسلی و قومی اور لسانی و تہذیبی امتیازات کو مٹا کر ملت واحد بنادیا، محمد عربی ﷺ کے اس روحانی انقلاب نے صالح تمدن، اور پاکیزہ تہذیب کی نہ صرف بنیاد ڈالی بلکہ پوری عمارت

Scanned by CamScanner

کھڑی کر دی جس کی ایک ایک اینٹ صنعت تعمیر کا دیدہ زیب نمونہ اور حسین شاہکار ہے۔

حضرات! میں نے آپ کا کافی وقت لے لیا اس لیے میں اپنی گفتگو کو ان اشعار پر ختم کرتا ہوں۔

سلام اس پر کہ جس نے خوں کے پیاسوں کو قبائیں دیں
سلام اس پر کہ جس نے گالیاں سن کر دعائیں دیں
سلام اس پر کہ اسرار محبت جس نے سمجھائے
سلام اس پر کہ جس نے زخم کھا کر پھول برسائے
سلام اس پر کہ جسکے گھر میں چاندی تھی نہ سونا تھا
سلام اس پر کہ ٹوٹا بوریا جس کا بچھونا تھا
درود اس پر کہ جس کا نام تسکین دل وجاں ہے
درود اس پر کہ جس کے خُلق کی تفسیر قرآں ہے

واخر دعوانا ان الحمدللّٰہ رب العلمین

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عکس سیرت

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

الحمدللہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خاتم النبیین، وعلی الہٖ الطیبین. واصحابه الطاهرین ومن تبعهم الیٰ یوم الدین. اما بعد......

فاعوذباللہ من الشیطٰن الرجیم، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ماکان محمدٌ اَبآ احدٍ مِنْ رِّجالِکُمْ وَلٰکن رَّسُوْلُ اللہِ وَخَاتم النبیین.

وہ دانائے سبل مولائے کل ختم الرسل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادی سینا
نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآں وہی فرقاں، وہی یٰسین وہی طٰہٰ

(اقبال)

Scanned by CamScanner

جناب صدر، حضرات سامعین، دوستو اور بھائیو! اس سے پہلے کہ میں آپ حضرات کے سامنے تلاوت کردہ آیت کی روشنی میں کچھ عرض کروں آپ حضرات کے سامنے نبی کریم ﷺ کا سراپا اور آپ کے حسن جہاں آرا و جہاں تاب کی ایک جھلک پیش کرنا چاہتا ہوں۔

وَ اِذَا نَظَرْتُ اِلٰی اَسِرَّۃِ وَجْھِہٖ
بَرَقَتْ کَبَرْقِ الْعَارِضِ الْمُتَھَلِّلِ

جب میں نے اس کے روئے تاباں پر نگاہ ڈالی تو اس کی شان درخشندگی ایسی تھی جیسے کہ کسی لکۂ ابر میں بجلی کوندرہی ہو۔

حضرات! رنگ تغزل سے مملوء یہ شعر دور جاہلیت کے ایک مشہور شاعر ہذلی کا کہا ہوا ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بے تکلفی کے ایک موقع پر بڑے لطیف انداز سے حضور ﷺ کو اس کا مصداق قرار دیا۔

محترم حضرات! حضور کے چہرہ اقدس، قدو قامت، خدو خال، چال ڈھال، اور وجاہت کا جو عکس صدیوں کے پردوں سے چھن کر ہم تک پہونچا ہے وہ بہر حال ایک ایسے انسان کا تصور دلاتا ہے جو ذہانت، شجاعت، صبر واستقامت، راستی ودیانت، عالی ظرفی، سخاوت، فرض شناسی، وقار، انکسار، فصاحت وبلاغت جیسے اوصاف حمیدہ کا جامع ہے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ حضور ﷺ کے جسمانی نقشے میں روح نبوت کا پرتو دیکھا جاسکتا ہے اور آپ کی وجاہت خود آپ کے مقدس مرتبہ

Scanned by CamScanner

کی دلیل تھی اس موقع پر آپ کا ارشاد یاد آیا فرمایا "وَ اِنَّ تقوی اللہ تبیضُ الوُجوہ" خدا کا تقویٰ ہی چہروں کو روشن کرتا ہے، نبوت تو ایمان و تقویٰ کی معراج ہے نبی کا چہرہ تو نور افشاں ہونا ہی چاہیے، نبی کریم ﷺ کی شخصیت کے مرقعے یوں تو آپ ﷺ کے متعدد رفقاء واصحاب نے لفظوں میں پیش کئے ہیں مگر ام معبد نے جو تصویر مرتب کی ہے اس کا جواب نہیں، ہوایوں کی وادی ہجرت کا سفر طے کرتے ہوئے مسافر حق جب اپنی منزل اول یعنی غار ثور سے چلا تو پہلے ہی روز قوم خزاعہ کی اس نیک نہاد بڑھیا کا خیمہ راستہ میں پڑا حضور ﷺ اور آپ کے ہمراہی پیاسے تھے، فیضانِ خاص تھا کہ مریل سی بھوکی بکری نے اس وقت وافر مقدار میں دودھ دیا حضور ﷺ نے بھی پیا اور ساتھیوں نے بھی اور کچھ بچ گیا ام معبد کے شوہر نے گھر آکر دودھ دیکھا تو حیرت سے پوچھا کہ یہ کہاں سے آیا ام معبد نے سارا حال بیان کیا وہ پوچھنے لگا کہ اچھا اس قریشی نوجوان کا نقشہ تو بیان کرو، یہ وہی تو نہیں جس کی تمنا ہے اس پر ام معبد نے حسین ترین الفاظ میں آپ ﷺ کی تصویر کھینچی ام معبد کے الفاظ بھی سننے کے لائق ہیں اس لیے میں پہلے ام معبد کی لفظی منظر کشی کو بعینہ ان ہی کے الفاظ میں پیش کر رہا ہوں اور اس کے بعد ترجمہ کروں گا وہ کہتی ہیں:

رَأیتُ رَجُلاً ظَاهِرَ الوَضَاءَةِ اَبْلَجَ الْوَجْهِ لَمْ تَعِبْهُ نَحلَةٌ

Scanned by CamScanner

وَلَمْ تزرْ بِهٖ صُقْلَةٌ وَسِيْمٌ قَسِيْمٌ فِیْ عَیْنِهٖ دَعجٌ وَفِیْ اَشْفَارِهٖ وطْفٌ و فی صَوْتِہٖ صَهَلٌ و فی عُنُقِهٖ سَطعٌ وَفِیْ لِحْیَتِهٖ کَثَاثَةٌ اَزُجُّ اَقْرَنُ اِنْ صَمَتَ وَعَلَیهِ الوَقَارُ وَاِنْ تَکلَّمَ سَمَاوَعَلاَهُ البَهَاءُ اَجْمَلُ النَّاسِ وَاَبْهَاهُمْ مِنَ البَعیدوَاَجْلاهُمْ وَاَحْسَنُهُمْ مِنْ قَرِیبٍ حُلُوُّ المَنْطِقِ، فَصْلٌ لاَنَذْرٌ وَلاَ هَذْرٌ کَانَ مَنطقُهٗ خَذَرَاتُ نَظْمٍ یَتحدَّرْنَ،رَبْعَةٌ لایأسُ مِنْ طُولٍ وَلاَ تَقْتَحِمُهٗ عَیْنٌ عَنْ قَصْرٍ غُصْنٌ بَینَ غُصنین،فَهُوَ اَنضَرُ الثَّلاثَةِ. مَنظراً وَاَحْسَنُهُمْ، قَدراً لَهٗ رُفَقَآءُ یَحِفوْنَ بِهٖ اِنْ قَالَ اَنصَتُوا لقولِهٖ و اِنْ اَمَرَ تَبادرُوا لِاَمْرِہٖ محشُودٌ لاَعَابِسٌ وَلاَفَضْدٌ.

(اخرجه الحاکم وصححه)

اب ترجمہ ملاحظہ فرمایئے اور لطف لیجئے۔

"پاکیزہ رو، کشادہ چہرہ، پسندیدہ خو، نہ پیٹ باہر نکلا ہوا، نہ سر کے بال گرے ہوئے، زیبا، صاحب جمال، آنکھیں سیاہ و فراخ، بال لمبے اور گھنے، آواز میں بھاری پن، بلند گردن، روشن مرد، سرگیں چشم، باریک و پیوستہ ابرو، سیاہ گھنگریالے بال، خاموش اور وقار کے ساتھ گویا دلبستگی لئے ہوئے دور سے دیکھنے میں زیبندہ و دلفریب، قریب سے نہایت شریں اور کمال حسین، شریں کلام، واضح الفاظ کلام کمی و بیشی الفاظ سے مبرّا تمام گفتگو موتیوں کی لڑی جیسی پروئی ہوئی، میانہ

قد کہ کوتاہ نظر سے حقیر نظر نہیں آتی، نہ طویل کہ آنکھ اس سے نفرت کرتی، زیبندہ نہال کی تازہ شاخ، زیبندہ منظر والا قد، رفیق ایسے کہ ہر وقت اس کے گرد و پیش رہتے ہیں جب وہ کچھ کہتا ہے تو چپ چاپ سنتے ہیں جب حکم دیتا ہے تو تعمیل کیلئے جھپٹتے ہیں مخدوم، مطاع، نہ کوتاہ سخن نہ فضول گو۔

حضرات! یہ نبی کریم ﷺ کی صورت زیبا، قد و قامت کا حسین نقشہ، اور گفتار کا نقشہ اب میں نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ اور آپ کی خصوصیات کے کچھ نقوش پیش کرتا ہوں۔

دوستو!

اگر تمام انبیاء علیہ السلام نبی ہیں تو نبی کریم ﷺ خاتم النبیین ہیں۔

اگر تمام انبیاء مرجع اقوام و ملل ہیں تو نبی کریمؐ مرجع انبیاء و رسل بھی ہیں۔

اگر تمام عابدین تھے تو نبی کریم ﷺ کو عابدین کا امام بنایا گیا۔

اگر تمام انبیاء کی نبوتیں حادث تھیں تو نبی کریم ﷺ کی نبوت عالم خلق میں قدیم تھی۔

اگر تمام انبیاء اپنے ظہور کے وقت سے نبی تھے تو سرور کائنات ﷺ اپنے وجود کے وقت ہی سے نبی تھے۔

اگر تمام انبیاء اور ساری مخلوق نے "**عہد الست**" میں "بلیٰ" کہا تو نبی کریم ﷺ نے سب سے پہلے اللہ کی ربوبیت کا اقرار کیا۔

اگر اور انبیاء اور ساری مخلوق قیامت کے دن اپنی قبروں سے اٹھے گی تو نبی کریم ﷺ سب سے پہلے اپنی قبر سے اٹھیں گے۔

اگر دیگر انبیاء کو قیامت کے دن سجدہ کی جرأت نہ ہوگی تو نبی کریم ﷺ سب سے پہلے ہوں گے جو بارگاہ خداوندی میں سجدہ ریز ہوں گے۔

اگر دیگر انبیاء کو سجدہ سے سر اٹھانے کی اجازت نہ ہوگی تو نبی کریم ﷺ سب سے پہلے ہوں گے جنہیں سجدے سے سر اٹھانے کی اجازت دیجائیگی۔

اگر دیگر انبیاء شافع و مشفع ہوں گے تو نبی کریم ﷺ سب سے پہلے شافع و مشفع ہوں گے۔

اگر اور انبیاء کو شفاعت صغریٰ دی گئی تو نبی کریم ﷺ کو شفاعت کبریٰ عطا کی گئی۔

اگر دیگر انبیاء کو قیامت کے دن شفاعت کی جرأت نہیں ہوگی تو نبی کریم ﷺ اَنَا لَھَا اَنَا لَھَا کہکر مقام شفاعت سنبھالیں گے۔

اگر قیامت کے روز دیگر انبیاء ابھی عرصہ محشر ہی میں ہوں گے تو نبی کریم ﷺ سب سے پہلے ہوں گے جنہیں پکار بھی لیا جائیگا۔

اگر اور انبیاء ابھی میدانِ حشر ہی میں ہوں گے تو نبی کریم ﷺ سب سے پہلے ہوں گے جو پلصراط کو عبور کریں گے۔

Scanned by CamScanner

اگر اور انبیاء ابھی دروازۂ جنت کے سامنے ہی ہوں گے تو نبی کریم ﷺ سب سے پہلے ہوں گے جو جنت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے۔

اگر دیگر انبیاء اجازت ہی کے مرحلہ میں ہونگے تو نبی کریم ﷺ سب سے پہلے ہوں گے کہ جنہیں جنت میں داخلہ کی اجازت دیجائیگی۔

اگر دیگر انبیاء اجازت داخلہ کے بعد بھی جنت میں داخلہ کے آرزومند ہی ہوں گے تو نبی کریم ﷺ سب سے پہلے ہوں گے کہ جو جنت میں داخل بھی ہو جائیں گے۔

اگر دیگر انبیاء کو علوم خاصہ عطا ہوئے تو نبی کریم ﷺ کو علوم اولین و آخرین عطا ہوئے۔

اگر اور انبیاء کو خلق حسن اور خلق کریم، عطا ہوا تو نبی کریم ﷺ کو ان دونوں کا مجموعہ خلقِ عظیم عطا ہوا۔

اگر اور انبیاء کو منسوخ کتابیں دی گئیں تو نبی کریم ﷺ کو ناسخ کتاب عطا کی گئی۔

اگر دیگر انبیاء کو دین عطا ہوا تو نبی کریم ﷺ کو کامل دین عطا ہوا۔

اگر دیگر انبیاء کو ہنگامی دین عطا ہوئے تو نبی کریم ﷺ کو دوامی دین عطا ہوا۔

اگر دیگر انبیاء کو دین عطا ہوا تو نبی کریم ﷺ کو غلبۂ دین عطا ہوا۔

اگر دیگر انبیاء کے ادیان میں تحریف راہ پا گئی جس کی وجہ سے ا

باقی نہ رہ سکے تو نبی کریم ﷺ کے دین میں تجدید رکھی گئی تاکہ قیامت تک تازہ بہ تازہ رہے۔

اگر شریعت موسوی میں جلال اور شریعت عیسوی میں جمال غالب تھا تو نبی کریم ﷺ کی شریعت میں کمال غالب تھا۔

اگر دیگر ادیان میں تشدد اور تنگی اور شاق در شاق ریاضتیں رکھی گئی تھیں تو نبی کریم ﷺ کی شریعت میں تنگی اور سخت گیری کو ختم کر کے آسانیاں رکھی گئیں۔

اگر بسلسلۂ خصومات شریعت موسوی میں تشدد اور شریعت عیسوی میں عفوودرگذر ہے تو نبی کریم ﷺ کی شریعت میں توسط واعتدال رکھا گیا۔

اگر شریعت عیسوی میں طہارت ظاہری پر زور دیا گیا اور دوسری امتوں میں طہارت باطنی پر زور دیا گیا تو شریعت محمدی ﷺ میں طہارت ظاہری اور باطنی دونوں پر زور دیا گیا۔

اگر دیگر ادیان میں اپنی اپنی قوموں کی رعایت ہے تو شریعت محمد ﷺ میں پورے عالم بشریت پر شفقت سکھلائی گئی ہے۔

اگر دیگر شریعتوں میں صرف ظاہر شریعت پر یا باطنِ شریعت پر حکم کیا گیا تو نبی کریم ﷺ کو شریعت و حقیقت دونوں عطا کی گئیں۔

اگر دیگر انبیاء کو شرائع اصلیہ دی گئیں تو آپ ﷺ کی امت کے راسخین فی العلم کو شرائع وضعیہ دی گئیں یعنی اجتہادی مذہب عطا کیا

گیا کہ جس میں تشریح کی جان رکھی گئی کہ مجتہدین اصل شریعت کے احکام وعلل واسرار واوصاف میں ذوق سے غور وتدبر کر کے نئے نئے حوادث کے احکام کا استخراج کریں اور باطنِ شریعت کو کھولکر نمایاں کریں

اگر دیگر ادیان میں ایک نیکی کا ثواب ایک ہی تھا تو شریعت محمدی میں ایک نیکی کا دس گنا اجر رکھا گیا۔

اگر اور انبیاء کو ایک نماز ملی تو نبی کریم ﷺ کو پانچ نمازیں عطاء ہوئیں۔

اگر اور انبیاء کی ایک نماز ایک ہی رہی تو نبی کریم ﷺ کی پانچ نمازوں کا ثواب پچاس کے برابر رکھا گیا۔

اگر اور انبیاء نے بطور شکر اپنی نمازیں خود متعین کیں تو نبی کریم ﷺ کو آسمان پر بلا کر اللہ نے پانچ نمازیں عطا کیں۔

اگر اور انبیاء کی نمازیں مخصوص مواقع کیساتھ مقید تھیں تو نبی کریم ﷺ کیلئے پوری زمین کو مسجد بنایا گیا۔

اگر اور انبیاء اپنی اپنی قوموں کی جانب مبعوث ہوئے تو نبی کریم ﷺ کو تمام انسانوں کی جانب مبعوث کیا گیا۔

اگر اور انبیاء کی دعوت خصوصی تھی تو نبی کریم ﷺ کو دعوت عامہ دی گئی۔

اگر اور انبیاء محدود حلقوں کیلئے رحمت تھے تو نبی کریم ﷺ کو تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا گیا۔

اگر اور انبیاء کو ذکر عطا کیا گیا تو نبی کریم ﷺ کو رفعتِ ذکر عطا کیا گیا
اگر اور انبیاء کو عملی معجزے عطا ہوئے تو نبی کریم ﷺ کو علمی معجزہ قرآن عطا ہوا۔
اگر اور انبیاء کو وہ کتابیں ملیں جن کی حفاظت کا وعدہ نہیں کیا گیا تھا تو نبی کریم ﷺ کو وہ کتاب دی گئی جس کی حفاظت کا وعدہ کیا گیا۔
اگر اور انبیاء کو ایک ہی مضمون کی کتابیں دی گئیں تو نبی کریم ﷺ کو سات اصولی مضامین پر مشتمل کتاب عطا کی گئی۔
اگر اور انبیاء کو اداءِ مطلب کے کلمات دیئے گئے تو نبی کریم ﷺ کو فصیح و بلیغ تعبیرات عطا کی گئیں۔
اگر اور انبیاء کی ذوات کو قرآن کریم میں ذکر کیا گیا تو نبی کریم ﷺ کے ایک ایک عضو کا ذکر کیا گیا۔
اگر اور انبیاء کو انفرادی عبادتیں ملیں تو نبی کریم ﷺ کو اجتماعی عبادت عطا کی گئی۔
اگر اور انبیاء کے عملی معجزات اپنی اپنی اقلیتوں کو جھکا سکے تو نبی کریم ﷺ کے علمی معجزے نے اکثر کو مسخر کیا۔
اگر اور انبیاء کو عبادت الٰہی میں کسی جہت سے مخاطب نہیں کیا گیا تو نبی کریم ﷺ کو عین نماز کی حالت میں مخاطب کیا گیا۔
اگر اور انبیاء کے قیامت کے دن محدود جھنڈے ہوں گے تو نبی

کریم ﷺ کا عالمگیر جھنڈا ہو گا۔

اگر اور انبیاء قیامت کے دن سامع ہوں گے تو نبی کریم ﷺ خطیب ہوں گے۔

اگر اور انبیاء کی قومیں ان کے ناموں اور نسبتوں سے پہچانی جائینگی تو نبی کریم ﷺ کی امت اعضاء وضوء کی چمک سے پہچانی جائے گی۔

اگر اور انبیاء کو اللہ نے نام لے کر پکارا تو نبی کریم ﷺ کو القاب کے ساتھ پکارا۔

اگر اور انبیاء کو ان کی امتیں اور فرشتے ان کا نام لے کر پکارتے تھے تو نبی کریم ﷺ کی امت کو آپ کا نام لے کر پکارنے سے منع فرمایا۔

اگر اور انبیاء کو معراج روحانی یا منامی مگر درمیانی آسمان تک کرائی گئی تو نبی کریم ﷺ کو معراج روحانی کیساتھ معراج جسمانی ساتویں آسمان سے گذر کر سدرۃ المنتہیٰ تک کرائی گئی اگر اور انبیاء نے اپنا دفاع خود کیا تو نبی کریم ﷺ کا دفاع حق تعالیٰ نے فرمایا۔

اگر حضرت آدمؑ کی تحیت کے لئے فرشتوں کو حکم دیا گیا تو نبی کریم ﷺ کی تحیت حق تعالیٰ نے خود فرمائی۔

اگر حضرت آدمؑ کا شیطان کافر تھا اور کافر ہی رہا تو نبی کریم ﷺ کا شیطان مسلمان ہو گیا تھا۔

اگر حضرت آدمؑ کو حجر جنت عطا ہوا تو نبی کریم ﷺ کو روضۂ

جنت عطا کیا گیا۔

اگر حضرت نوحؑ نے مساجد اللہ سے پانچ بت نکلوائے تو نبی کریم ﷺ نے بیت اللہ سے تین سو ساٹھ بت نکلوائے۔

اگر حضرت ابراہیمؑ کو مقام ابراہیم عطا ہوا تو نبی کریم ﷺ کو مقام محمود عطا ہوا۔

اگر حضرت ابراہیمؑ کو حقائق ارض و سماد کھائے گئے تو نبی کریم ﷺ کو حقائق الٰہیہ دکھائے گئے۔

اگر حضرت ابراہیمؑ کو آیات کونیہ دکھائی گئیں تو نبی کریم ﷺ کو آیات کبریٰ دکھائی گئیں۔

اگر حضرت ابراہیمؑ کو محشر میں سب سے پہلے لباس پہنا کر ان کی کرامت کا اعلان کیا جائیگا تو نبی کریم ﷺ کو حق تعالیٰ کی دائیں جانب ایسے بلند مقام پر کھڑا کیا جائیگا کہ اولین و آخرین آپ پر غبطہ کر سکیں۔

اگر حضرت اسماعیلؑ کے لئے پر جبرئیلؑ سے زمزم کا چشمہ جاری ہوا تو نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک سے حضرت حسنؓ کے لئے پانی کا چشمہ جاری ہوا۔

اگر حضرت یوسفؑ کو حسنِ جزوی عطا ہوا تو نبی کریم ﷺ کو حسنِ کلی عطا ہوا۔

اگر حضرت موسیٰؑ کو وادیٔ مقدس پر اللہ نے بلا کر کلام کیا تو نبی

کریم ﷺ کو عرش پر بلا کر کلام فرمایا۔

اگر حضرت موسیٰؑ کے عصاء سے پانی کے بارہ بارہ چشمے جاری ہوئے تو نبی کریم ﷺ کے انگشتان مبارک سے پانی کے چشمے جاری ہوئے۔

اگر حضرت موسیٰؑ کو لذت کلام سے نوازا گیا تو نبی کریم ﷺ کو دیدار جمال سے نوازا گیا۔

اگر حضرت موسیٰؑ کے اشتیاق دیدار کے سوال پر حق تعالیٰ نے "لَنْ تَرانی" یعنی تم مجھے نہیں دیکھ سکو گے، فرمایا گیا تو نبی کریم ﷺ کو آسمانوں پر بلا کر دیدار سے سرفراز فرمایا۔

اگر حضرت موسیٰؑ کو ارضِ فلسطین دی گئی تو نبی کریم ﷺ کو زمین اور آسمان کی چابیاں دی گئیں۔

اگر انگشتری سلیمان میں تسخیر جنات کی تاثیر تھی تو نبی کریم ﷺ کی انگشتری میں تسخیر قلوب کی تاثیر تھی۔

اگر حضرت سلیمان علیہ السلام کو منطق الطیر کا علم دیا گیا تو نبی کریم ﷺ کو جانوروں کو بولیاں سمجھنے کا علم دیا گیا۔

اگر حضرت سلیمانؑ بعض جانوروں کی بولیاں سمجھتے تھے تو نبی کریم ﷺ کی برکت سے بعض جانور انسانی زبان میں باتیں کرتے تھے۔

اگر حضرت عیسیٰؑ کو احیاء موتیٰ کا معجزہ دیا گیا تو نبی کریم ﷺ کو احیاء قلوب وارواح کا معجزہ دیا گیا۔

اگر حضرت عیسیٰؑ کی حفاظت کیلئے روح القدس مقرر تھے تو نبی کریم ﷺ کی حفاظت حق تعالیٰ نے خود فرمائی۔

حاصل کلام یہ کہ نبی کریم ﷺ پر نازل شدہ کتاب خاتم الکتب، آپ کی شریعت خاتم الشرائع آپ کا دین خاتم الادیان، آپ کی امت خاتم الامم، آپ کی ملت خاتم الملل، آپ کی سنت خاتم السنن، آپ کے معجزات خاتم المعجزات، آپ کی سیرت خاتم السیر، آپ کی نبوت خاتم النبوت، آپ کی الرسالت خاتم رسالت، اور آپ کی ذات خاتم الانبیاء والمرسلین۔

مختصر یہ کہ:

؎ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

میں نے آپ حضرات کا کافی وقت لیا دراز بیانی اور سمع خراشی کیلئے معذرت خواہ ہوں۔

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم وتب علينا انك انت التواب الرحيم، يرحمتك يا ارحم الرحمين.

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قرآن ایک زندہ اور معجز کتاب

الحمدللہ رب العٰلمین والصلٰوۃ والسلام علی سیدالانبیاء والمرسلین وعلیٰ اٰلہ وصحبہ واھل بیتہ واتباعہ اجمعین. امابعد:

فاعوذباللہ من الشیطٰن الرجیم. بسم اللہ الرحمن الرحیم.

قُل لئِن اجْتمعتِ الاِنسُ وَالجِنّ عَلٰی ان یأتُوا بمثل ھٰذا القراٰنِ لاَیأتون بِمثلِہٖ ولَو کَان بَعَضھُم لِبعضٍ ظھیراً. صدق اللہ العظیم. (بنی اسرائیل۸۸)

صدر محترم، حاضرین کرام، عزیزدوستو اور نوجوان بھائیو! میں نے آپ کے سامنے قرآن کریم کی ایک آیت تلاوت کی ہے، ارشاد ربانی ہے کہ اے محمد ﷺ کہد یجئے کہ اگر تمام انسان اور جن ملکر اس قرآن جیسا کلام لانا چاہیں تو ہرگز نہیں لاسکیں گے چاہے وہ سب ایک دوسرے کے مددگار ہی کیوں نہ ہوں۔

Scanned by CamScanner

حضرات! لیل و نہار کی آمد و رفت حالات کے مد و جزر، زمانہ کے زبردست تغیر و تبدل اور انقلابات کے باوجود قرآن کریم کا پیغام آج بھی اتنا ہی روح پرور، حیات آفریں اور حیات بخش ہے جتنا آج سے چودہ سو سال قبل تھا، تلاوت کردہ آیت میں قرآن کریم نے اپنی جامعیت، فصاحت و بلاغت اعجاز و معانی میں چیلنج کیا ہے یہ چیلنج اگر کسی جاہل، کمزور اور علم سے نا آشنا قوم کو دیا جاتا تو اس کا دب جانا، عاجز ہو جانا، اور شکست کھا جانا کوئی معجزہ کی بات نہیں تھی مگر غور کیجئے کہ جو قوم، فصاحت و بلاغت میں ید طولیٰ رکھتی ہو، اس کی زبان دانی، قادر الکلامی اور سحر بیانی ایک نا قابل تردید تاریخی حیثیت رکھتی ہو، اس کا عاجز اور پسپا ہو جانا۔ بلاشبہ اعجاز قرآن کریم کے مسلسل چیلنجوں پیہم دعوؤں اور یکے بعد دیگرے تحدی کا نتیجہ یہ ہوتا کہ پورا عرب مشتعل ہو جاتا، تمام ادباء، شعراء، انشاء پرداز اور ماہرین علم و فن چراغ پا ہو جاتے اور گھر گھر سے قرآن کریم جیسی ہزاروں کتابیں منظر عام پر آجاتیں مگر ایسا کچھ نہیں ہوا۔ کتاب تو دور قرآن کریم جیسا ایک جملہ بھی نہیں بن سکا۔

حضرات! جب قرآن کریم کو انسانی کلام کہا جانے لگا تو قرآن کریم نے اس جیسی ایک کتاب لانے کا مطالبہ کیا فرمایا: قُلْ فَأْتُوا بِكِتَابٍ مِنْ عِنْدِ اللهِ هُوَ اَهْدٰى مِنْهُ اَتَّبِعْهُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ پھر اپنے دعوی میں نرمی پیدا کر کے جن و انس دونوں سے مطالبہ کیا کہ اس

Scanned by CamScanner

جیسی کتاب مل کر لائیں، فرمایا"قُل لئِن اجْتَمَعتِ الاِنس والجِنُّ عَلیٰ اَن یَأتوا بمثل ھٰذا القُرانِ، لاَیأتون بِمثلِہٖ ولو کان بعضھم لبعض ظھیراً"

جب یہ بھی نہ ہو سکا تو اپنے دعوی میں مزید لچک پیدا کر کے صرف دس سورتیں لانے کا مطالبہ کیا فرمایا:قُلْ فأتوا بِعَشْرِ سُورٍ مِثْلِہٖ مُفتَریات وَادعُوا من استطعتم من دونِ اللہ اِن کنتم صٰدقین پھر مزید نرمی پیدا کر کے صرف ایک سورۃ لانے کا مطالبہ کیا، فرمایا:اِنْ کُنْتُم فِی رَیب ممّا نزلنا عَلی عَبْدنَا فَاتُوا بِسُورَۃٍ مِنْ مِثْلِہٖ اِن کُنْتُم صٰدِقین پھر آخر میں ایک جملہ لانے کا مطالبہ کیا مگر کوئی جواب نہ دے سکا۔ آگے بڑھنے سے پہلے عاجزی اور پسپائی کے چند واقعات بھی سن لیجئے۔

عتبہ بن ربیعہ عرب کا ایک شہرۂ آفاق اور اعلیٰ درجہ کا نقاد فن ہونے کے ساتھ ساتھ شاعری میں بھی حذاقت و مہارت رکھتا تھا ایک دن قریش کی مجلس میں بولا دوستو! اگر سب کی رائے ہو تو میں خود محمد ﷺ کے پاس جاؤں اور ان کے سامنے کچھ ایسی چیزیں رکھ دوں کہ وہ اپنے رویہ میں کچھ تبدیلی اور اپنے موقف پر نظر ثانی کیلئے مجبور ہو جائیں حاضرین مجلس نے اس کی اس رائے سے اتفاق کیا، اسی وقت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پہنچا اور موقع ملتے ہی گفتگو شروع کر دی

Scanned by CamScanner

نبی کریم ﷺ دیر تک خاموشی سے اس کی باتیں سنتے رہے اس کے بعد فرمایا کہ اب ذرا میری بھی کچھ سن لو۔ میں لوگوں سے کیا بری بات کہتا ہوں اس کے بعد آپ نے سورہ حٰم سجدہ کی ابتدائی چند آیتیں تلاوت فرمائیں، صحابہ کا بیان ہے کہ عتبہ اس قدر متاثر ہوا کہ اپنی تجویز کا ذکر تک نہیں کیا اور خاموشی کے ساتھ لوٹ گیا ادھر کفار کی مجلس میں عتبہ کی واپسی کا بڑی شدت سے انتظار ہو رہا تھا عتبہ کو دیکھ کر لوگ چہ میگوئیاں کرنے لگے کہ عتبہ بھی غالباً ناکام لوٹ رہا ہے کیونکہ یہاں سے جاتے ہوئے خوشی کی جو چمک اس کے چہرہ پر موجود تھی وہ اب نام کی بھی دکھائی نہیں دیتی تھی۔ عتبہ آتے ہی ایک گوشہ میں بیٹھ گیا جب جھنجھوڑا تو کہنے لگا "وَاللهِ اِنّی سَمِعْتُ قَوْلاً مَا سَمِعْتُ مِثْلَهٗ قَطُّ واللهِ مَا هُوَ بِالشِّعْر وَلاَ بِالسحر وَلاَ بِالكِهَانَةِ" خدا کی قسم میں نے ایک ایسا کلام سنا ہے کہ اس جیسا کلام میں نے کبھی نہیں سنا، بخدا نہ تو وہ شعر ہے نہ ہی جادو ہے اور نہ ہی غیب کی خبریں دینے والے جھوٹوں کا کلام، یہ فیصلہ سناتے ہی عتبہ نے قریش برادری سے اپیل کی کہ میرے نزدیک محمد ﷺ کے معاملات میں کسی کو دخل نہ دینا چاہیئے۔

ولید بن مغیرہ ایک دن کفار سے وعدہ کر کے حضور ﷺ کی مجلس میں پہنچا کہ میں اپنی قوت بیانی اور طلاقت لسانی سے انہیں ایسا قائل کر دوں گا کہ پھر کبھی وہ اسلام کا نام نہیں لیں گے چنانچہ آتے ہی نبی

کریم ﷺ سے قرآن کریم سننے کی درخواست کی آپ ﷺ نے اِنَّ اللّٰہ یَامُرُ بِالعَدْلِ وَالاِحْسَانِ الخ پڑھ کر سنادی وہ بڑی خاموشی کیساتھ سنتا رہا اس کے بعد بولا ذرا ایک بار پھر سنائیے آپ ﷺ نے مکرر تلاوت فرمائی تو بیساختہ بول پڑا اِنَّ لَہٗ حَلاوَۃً وَاِنَّ علیہ لَطَلاوَۃً وَاِنَّ اَعْلاَہٗ لَمُثمِرٌ وَاِنَّ اَسفَلَہٗ لَمُغدِقٌ وَمَایقولُ ھٰذا بَشَرٌ اس کلام میں عجیب شیرینی ہے اور بلاشبہ یہ مسرت انگیز ہے شروع سے آخر تک لطافت اور تازگی میں ڈوبا ہوا ہے۔

حضرات! ولید بن مغیرہ کوئی معمولی انسان نہیں تھا عرب کا مشہور شاعر اور بے شمار ادیبوں اور شاعروں کا استاذ تھا ہو سکتا ہے کہ اس نے نبی کریم ﷺ کی مجلس میں مرعوب ہو کر ایسا کہدیا ہو مگر نہیں جب وہ اپنی جماعت میں واپس گیا اور لوگوں نے اس سے حقیقت حال دریافت کی تو کہنے لگا "وَاللّٰہ مَا فیکُم رَجُلٌ اعلَمُ بالاشعار مِنّی وَلاَ بالرّجزِ وَلاَ بِاَشعَارِ الجِنّ واللّٰہ مَایَشْبَہُ الَّذِیْ یَقُوْلُ شَیئاً مِن ھٰذِہٖ اِنَّہٗ لَیَعْلُو وَلاَ یُعْلٰی" بخدا مجھ سے زیادہ تم میں اشعار کے جملہ اصناف سے کوئی بھی واقف نہیں ہے اس لئے قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جو کچھ محمد ﷺ کہتے ہیں وہ ان میں سے کسی کے بھی مشابہ نہیں ہے یہ کلام یقیناً غالب آکر رہے گا مغلوب نہیں ہوگا، عمرو بن جموح کے بیٹے جب مشرف باسلام ہوئے تو والد نے ان سے پوچھا کہ تمہیں

کونسی ایسی چیز نظر آئی جوان کی جماعت میں شریک ہو گئے؟

جواب دیا کہ میں حضور ﷺ کے پاس پہنچا تو آپ سورۂ فاتحہ کی تلاوت کررہے تھے بیٹے نے "اھدنا الصراط المستقیم، تک ہی پڑھا تھا کہ والد وجد میں آکر کہنے لگے مَا احسنُ هَذا وَاَجْمَلُهٗ اَو كُلّ كَلامِهٖ مِثْلَ هٰذا کیا عمدہ اور بہترین کلام ہے کیا اس کا سارا کلام اسی طرح کا ہے؟

بیٹے نے جواب دیا یاَاَبَتِ وَمَااَحْسَنُ مَاهٰذا کہ اس سے بھی بڑھ چڑھ کر ہے بید عرب کا مشہور شاعر ہے "اِنّا اَعْطيناكَ الكوثَر" کو دیکھ کر انتہائی شرمندہ ہوا اور دیوار کعبہ سے وہ پورا قصیدہ مٹادیا جو قرآن کے معارضہ میں لکھ کر آویزاں کیا تھا، دیگر فصحائے عرب نے بھی اس سورۃ کو دیکھ کر اپنے اپنے قصیدے اتار لئے ایک شاعر نے تو مافوق البشر کلام کا اظہار کرتے ہوئے کعبہ کی دیوار پر سورۂ کوثر کے نیچے لکھدیا "مَا هٰذا كَلامُ البَشر" ابو مقنع کے بارے میں ہے کہ جب قرآن کے معارضہ میں لکھنا شروع کیا تو اس دوران ایک بچے کے پاس سے گذرا جو یہ آیت پڑھ رہا تھا۔

وَقِيلَ يا اَرْضُ ابْلَعِى مَاءكِ وَيَاسَمَآءُ اقْلَعِىْ وَغِيْضَ المَاءُ وقُضِیَ الاَمْرُ.

اس آیت کو دیکھ کر جو لکھا تھا اس کو مٹادیا۔

فصحاء عرب تو یہاں تک کہہ گذرے ہیں کہ اگر یہ قرآن کسی چٹیل میدان میں پڑا ہوا ملتا اور یہ پتہ نہ چلتا کہ کس نے لکھا ہے اور یہاں کس نے لاکر رکھا ہے؟ تو عقل سلیم یہی جواب دیتی کہ یہ کلام خدا کی طرف سے نازل کردہ ہے۔

محترم دوستو! قرآن کریم نے اپنے مدمقابل کو جو چیلنج کیا تھا اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں تھا کہ قرآن کے طرز بیان پر کوئی کتاب لے آؤ بلکہ مراد یہ ہے کہ اس پائے، اس مرتبہ اور اس شان کی کوئی کتاب لے آؤ، جو صرف عربی ہی میں نہیں دنیا کی کسی زبان میں ہو اور ان خصوصیات کے لحاظ سے قرآن کریم کی مدمقابل قرار پاسکے جن کی بناء پر قرآن ایک معجزہ ہے مختصراً چند موٹی موٹی خصوصیات ملاحظہ ہوں جن کی بناء پر قرآن کریم پہلے بھی معجزہ تھا اور آج بھی معجزہ ہے۔

(۱) جس زبان میں قرآن کریم نازل ہوا ہے اس کے ادب کا وہ بلند ترین اور کامل واکمل نمونہ ہے پوری کتاب میں ایک لفظ اور ایک جملہ بھی معیار سے گرا ہوا نہیں ہے، جس مضمون کو بھی ادا کیا گیا ہے موزوں ترین الفاظ اور انداز بیان میں ادا کیا گیا ہے، اول سے آخر تک ساری کتاب میں الفاظ کی نشست ایسی ہے جیسے نگینے تراش تراش کر جڑے گئے ہوں، کلام اتنا موثر ہے کہ کوئی زبان داں اسے سن کر سر دُھنے بغیر نہیں رہ سکتا تا آنکہ منکر اور مخالف کی روح بھی وجد کرنے

Scanned by CamScanner

لگتی ہے، چودہ سو سال گذرنے کے باوجود عربی زبان کا معیار فصاحت وہی ہے جو اس کتاب نے قائم کردیا تھا حالانکہ اتنی طویل مدت میں زبانیں بدل کر کچھ کی کچھ ہو جاتی ہیں، دنیا کی کوئی زبان ایسی نہیں ہے جو اتنی صدیوں تک، املاء انشاء محاورے، قواعدِ زبان، اور استعمالِ الفاظ میں ایک ہی شان پر باقی رہ گئی ہو، لیکن یہ صرف قرآن کی طاقت ہے کہ اس نے عربی زبان کو اپنے مقام سے ہلنے نہ دیا، اس کا ایک لفظ بھی آج تک متروک نہیں ہوا ہے، اس کا ہر محاورہ آج تک عربی زبان میں مستعمل ہے فیصلہ کیجئے کہ کیا دنیا کی کسی زبان میں کوئی انسانی تصنیف اس شان کی ہے؟

(۲) یہ دنیا کی واحد کتاب ہے جس نے انسانی افکار، اخلاق، تہذیب اور طرز زندگی پر اتنی وسعت، اتنی گہرائی، اور اتنی ہمہ گیری کے ساتھ اثر ڈالا ہے کہ دنیا میں اس کی نظیر نہیں ملتی پہلے اس کی تاثیر نے ایک قوم کو بدلا اور پھر اس قوم نے اٹھ کر دنیا کے ایک بہت بڑے حصے کو بدل ڈالا کوئی دوسری کتاب ایسی نہیں ہے جو اس قدر انقلاب انگیز ثابت ہوئی ہو یہ کتاب صرف کاغذ کے صفحات پر لکھی ہوئی نہیں رہ گئی بلکہ عمل کی دنیا میں اس کے ایک ایک لفظ نے خیالات کی تشکیل اور ایک مستقل تہذیب کی تعمیر کی ہے۔

(۳) جس موضوع سے یہ کتاب بحث کرتی ہے اس موضوع کی

وسعت کا یہ عالم ہے کہ وہ ازل سے ابد تک پوری کائنات پر حاوی ہے وہ کائنات کی حقیقت اور اس کے آغاز و انجام اور اس کے نظم و آئین پر کلام کرتی ہے وہ بتاتی ہے کہ اس کائنات کا خالق، مالک، مربی، اور مدبر کون ہے کیا اس کی صفات ہیں کیا اس کے اختیارات ہیں اور وہ حقیقت نفس الامر کیا ہے جس پر اس نے یہ پورا نظام قائم کیا ہے وہ اس دنیا میں انسان کی حیثیت اور اس کا مقام ٹھیک ٹھیک مشخص کر کے بتاتی ہے کہ یہ اس کا فطری مقام ہے اور یہ اس کی پیدائشی حیثیت ہے جسے بدل دینے پر وہ قادر نہیں، وہ بتاتی ہے کہ اس مقام اور اس مرتبہ کے لحاظ سے انسان کے فکر و عمل کا صحیح راستہ کیا ہے، جو حقیقت سے پوری مطابقت رکھتا ہے، اور غلط راستے کون سے ہیں، جو حقیقت سے متصادم ہوتے ہیں راستوں کی صحت اور عدم صحت پر وہ زمین و آسمان کی ایک ایک چیز سے نظام کائنات کے ایک ایک گوشے سے، انسان کے اپنے نفس اور اس کے وجود سے اور انسان کی اپنی پوری تاریخ سے بے شمار دلائل پیش کرتی ہے وہ صحیح راستوں کی صرف نشاندہی کر کے نہیں رہ جاتی بلکہ اس راستے پر چلنے کیلئے ایک پورے نظام زندگی کا نقشہ پیش کرتی ہے جس میں عقائد، اخلاق، تزکیہ نفس، عبادات، معاشرت تہذیب و تمدن، معیشت، سیاست، عدالت، قانون غرض حیات انسانی کے ہر پہلو سے متعلق نہایت مضبوط اور مربوط ضابطہ بیان کرتی ہے۔

Scanned by CamScanner

(۴) صاحب کتاب یعنی نبی کریم ﷺ کا بیان ہے کہ یہ خطبے اور جملے اسکے طبع زاد نہیں بلکہ خداوند عالم کی طرف سے اس پر نازل ہوئے ہیں اگر کوئی شخص انہیں صاحب کتاب محمد رسول اللہ ﷺ کے طبع زاد قرار دیتا ہے تو وہ دنیا کی تاریخ سے کوئی ایسی نظیر پیش کرے کہ سالہا سال تک مسلسل ایک ایک طاقتور اجتماعی فکر اور نصب العین کی راہنمائی کرتے ہوئے ایک راہنما نے جو تقریریں کی ہوں یا باتیں کہی ہوں وہ جمع ہو کر ایک مکمل، مربوط، اور جامع نظام فکر و عمل بن گئی ہوں ان میں کہیں کوئی تناقض اور تضاد نہ پایا جائے، ان میں ابتداء سے انتہا تک ایک ہی مرکزی تخیل اور سلسلہ فکر کارفرما نظر آئے۔

جس راہنما کی زبان پر یہ خطبے اور جملے جاری ہوئے تھے وہ یک لخت کسی گوشہ گم نامی سے نکل کر قوم کے سامنے نہیں آیا تھا کہ اس کی گفتگو اور تقریروں کی زبان اور طرز بیان سے لوگ واقف نہ ہوں حدیث میں پیغمبر کے خطبوں اور تقریروں کا بڑا حصہ اب بھی موجود ہے جسے بعد کے عربی داں پڑھ کر بآسانی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ پیغمبر کا اپنا طرز کلام کیا تھا پیغمبر کے ہم زبان لوگ اس وقت بھی محسوس کرتے تھے اور آج بھی محسوس کرتے ہیں کہ اس کی زبان اور اس کا اسلوب قرآن کی زبان اور اسلوب سے بالکل مختلف ہے، سوال یہ ہے کہ کیا دنیا میں کوئی انسان بھی اس بات پر قادر ہوا ہے یا ہو سکتا ہے کہ

سالہا سال تک دو قطعی مختلف اسلوبوں میں کلام کرنے کا تکلف نبھاتا چلا جائے اور یہ راز کبھی فاش نہ ہو سکے کہ یہ دو الگ اسلوب دراصل ایک ہی شخص کے ہیں، عارضی اور وقتی طور پر اس قسم کے تصنع میں کامیاب ہو جانا تو ممکن ہے لیکن مسلسل ۲۳؍ سال تک ایسا ہونا کسی طرح ممکن نہیں ہے۔

(۵) پیغمبر ﷺ جن مختلف، جانکاہ اور خوں آشام حالات سے دوچار رہے، ان حالات میں ایک انسان کے جذبات یکساں نہیں رہ سکتے لیکن خدا کی طرف سے آئی ہوئی وحی کے طور پر ان مختلف حالات میں جو کلام اس کی زبان سے سنا گیا وہ انسانی جذبات سے بالکل خالی تھا اور آج بھی خالی نظر آتا ہے کسی ایک موقع پر بھی بڑے سے بڑا نقاد انگلی رکھکر کلام الٰہی میں یہ نہیں بتا سکتا کہ یہاں انسانی جذبات کار فرما نظر آتے ہیں۔

(۷) جو وسیع اور جامع علم اس کتاب میں پایا جاتا ہے وہ اس زمانے کے بڑے بڑے اکابر علم میں سے کسی کے پاس موجود نہیں ہے، فلسفہ وسائنس اور علوم تو عمر بھر ان کی کسی ایک شاخ کے مطالعہ میں سر کھپانے کے بعد آدمی کو پتہ چلتا ہے کہ اس شعبۂ علم کے آخری مسائل کیا ہیں اور پھر جب وہ بنظر غائر قرآن کو دیکھتا ہے تو اسے معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب میں ان مسائل کا ایک واضح جواب

Scanned by CamScanner

موجود ہے یہ مسئلہ کسی ایک علم تک محدود نہیں بلکہ ان تمام علوم کے باب میں صحیح ہے جو کائنات اور انسان سے کوئی تعلق رکھتے ہیں۔ پھر یہ کیسے یقین کیا جاسکتا ہے کہ چودہ سو برس پہلے عرب کے ریگستان میں ایک امی کو علم کے ہر گوشے پر اتنی وسیع نظر حاصل تھی اور اس نے ہر بنیادی مسئلہ پر غور وخوض کر کے اس کا ایک صاف اور قطعی جواب سوچ لیا تھا۔

حضرات! اعجاز قرآن کی اور بھی بیشمار وجوہ ہیں لیکن صرف انہیں چند پر اگر آدمی غور کریں تو اسے معلوم ہو جائیگا کہ قرآن ایک زندہ اور معجز کتاب ہے اور انشاء اللہ قیامت تک رہے گی خدا تعالی ہمیں اور آپ کو کتاب اللہ کی روشنی میں زندگی گذارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب للعٰلمین

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

استقامت علی الدین اور مقام عزیمت

الحمدللہ ربّ العٰلمین والصلٰوۃ والسلام علی الأنبیاء وخاتم النبیین وعلی اٰله الطاھرین وأصحابه الطیبین وأتباعه المتقین۔ أما بعد!

قال النبی صلی الله علیه وسلم:مَنْ رأی منکمْ مُنکراً فلیغیرهُ بِیَدِهٖ وَاِنْ لَمْ یَسْتطِع فَبِلِسانه وَاِنْ لَمْ یَسْتطعْ فِبِقَلْبِهٖ وَذَالِکَ اَضْعَفُ الایمانِ۔

حاضرین صدر، حاضرین مجلس! دعوت وقیام حق اور امتوں کی اصلاح وتربیت کا اصل سرچشمہ ومرکز مقام نبوت ہے، اور ہر دور میں اسکا جس قدر بھی ظہور ہوتا ہے وہ سب اسی مقام سے ملحق ومتصل ہے اور سب کی روشنی شمس نظام وقوام عالم سے مکتسب ومستنیر اور فیضان وسعادت کی تمام نہروں کے لئے یہی سلسبیل نبوت مخرج ومنبع کا حکم رکھتی ہے ”عیناً یشرب بھا عباداللّٰہ ویفجرونھا تفجیراً“ اور

کوئی قائم حق، و داعیٔ اصلاح و کاشف حقائق فوز و نصرت سے ہمکنار نہیں ہو سکتا، جب تک اس کا قدم منہاج نبوت پر واقع نہ ہوا ہو۔

جب دعوت و اصلاح کا اصل سرچشمہ و اصل مقام "نبوت" ٹھہرا، اور تمام عوازم امور دعوت اسی سے ماخوذ اور اس کے اسوہ سے متأسی ہیں تو ضروری ہوا کہ دعوت و عزیمت کے جملہ امور اسی اسلوب اور نہج پر واقع ہوں۔

حضرات! قرآن حکیم نے ہدایت کو حیات ارض سے تعبیر کیا ہے اور ضلالت کو زمین کی موت سے، اور ہدایت خود زندگی ہے "استجیبوا للہ وللرّسُول اذا دعاکم لما یحییکم" کہ خدا اور رسول کو لبیک کہو جب وہ تمہیں زندگی کی طرف بلائیں، اور ضلالت موت ہے، "وما انت بسمع من فی القبور" کہ قبروں کے اندر کے لوگوں کو تو نہیں سنا سکتا، جب بہار کا موسم آتا ہے تو وہ زمین کے ہر گوشہ کو روئید گی و سرسبزی سے مالامال کر دینا چاہتا ہے، مگر سب سے پہلے بہار کی آمد کی برکتیں باغ و چمن ہی میں ظاہر ہوتی ہیں، اور صبح کا طلوع اگرچہ دنیا کے گوشے گوشے کے لئے پیغام نور ہوتا ہے، مگر سورج کی پہلی کرنیں اونچی دیواروں اور بلند میناروں ہی پر چمکتی ہیں، یہی حال برکات سماویہ اور انوار ہدایت کا ہوتا ہے اس عالم میں بھی خزاں و بہار کے موسم آتے ہیں، اور لیل و نہار کا اختلاف موجود ہے، اگرچہ بہار

سعادت کا موسم سارے جہاں اور ساری زمین کے لئے موسم حیات وکامرانی ہے، لیکن اس کی سب سے پہلی برکت اصحاب عزائم اورامت کے نفوس ذکیہ کے ریاحین قلوب اور بساطین ارواح ہی سے بُروز وظہور کرتی ہے، گرچہ آفتاب ہدایت کی تجلی تمام بحر وبر کوظلمت وغفلت وبطالت سے نجات دلانا چاہتی ہے مگراس کی سب سے پہلی کرنوں سے درخشندہ وجہانتاب ہونے کا حق صرفا نہیں طبائع مستعدہ وقلوب صافیہ کو حاصل ہوتا ہے جنہوں نے اپنی استعداد سربلندی ورفعت سے اکتساب ہدایت کے لئے اسبقیت واولویت کا مقام حاصل کرلیا ہو، اور یہ معلوم ہے کہ موسم بہار ہر پھُول کولالی اور ہر پتی کوہریالی بخشے گا، اور صبح کی تجلی ہر زرہ کو چمکیلا اور ہر آنکھ کو بینا بنادے گی مگر اس سے کیا ہوتا ہے؟ دیکھنا یہ ہے جس وقت باغ وچمن میں پھول کھلکھلا رہے تھے، اور شاخیں ہنس ہنس کر جھوم رہی تھیں تواس وقت اموات صحرااور گلشن کا کیا حال تھا؟ اور جس وقت دیواروں کی اونچی منڈیروں اور مناروں کی چوٹیوں کو صبح تجلی زیور طلائی پہنا رہی تھی تواس وقت صحن مکان کے گوشوں اور ابواب ومحاریب کے نیچے سونے والوں کا بھی اس فیضان اول میں حصہ تھایا نہیں؟ تہہ خانوں اور سردابوں کے بسنے والوں کا یہاں ذکر ہی نہ کرنا چاہیئے ان کے لئے توشاید "والنھار اذا تجلی" کا وقت ہی روشنی کی پہلی کرن پہنچانے ورنہ والفجر اور

والضحیٰ کے مراتب اولیہ تو ان کے لئے واللیل اذا یغشی کے حکم میں داخل ہیں۔

محترم سامعین! ٹھیک اسی طرح ہر دور میں اگرچہ علماء و صلحاء کی ایک بہت بڑی جماعت موجود تھی، اور ان کا فضل و کمال اور ورع و تقویٰ بھی ہر طرح مسلم و ثابت تھا، بلکہ بعض تو ان میں ایسے تھے کہ علم و عمل کی متعدد شاخوں میں اپنا عدیل و نظیر نہیں رکھتے تھے، مگر عزیمت و دعوت اور تجدید ملت کے مرتبہ خاصہ میں ان کا کوئی حصہ نہ ہوا، اور یہ مرتبہ صرف چند افراد عزائم ہی کے تحت میں آیا، خیال کیجیے، بنوامیہ کے ابتدائی عہد میں جبکہ ہجرت کی پہلی صدی بھی ختم نہیں ہوئی تھی اجلہ صحابہ، ارکان بیت نبوت، اور خیر القرون کے بقیہ صالحین کی کتنی بڑی جماعت موجود تھی، اور کون ہے جو ان کی عظمت و شرف میں ایک لمحہ بھی شک کر سکے؟ لیکن بنوامیہ کے بدعات و محدثات کے مقابلہ میں سر فروشانہ اقدام عظیمت جو ایک مخصوص مقام تھا بجز سیدنا حسین علیہ و علی آبائہ واجدادہ الصلوٰۃ والسلام کے کسی کے حصہ میں نہیں آیا، عبدالملک بن مروان کا زمانہ اجلۂ تابعین و حفاظ سنت و جملہ علوم نبوت سے مملوء تھا، لیکن اتباع سنت و قیام حق کی راہ میں سو دروں کی ضرب مردانہ وار برداشت کر لینے کا جو شرف سید التابعین حضرت سعید بن المسیبؒ کو حاصل ہے، اس میں ان کا کوئی سہیم و شریک نہیں

تھا، منصور عباسی کے زمانہ میں کون کہہ سکتا تھا صاحب علم و عمل کا کال تھا، لیکن معلوم ہے کہ شاہان ظلم وجور کے مقابلہ میں ثبات حق واعتماد کا جو مقام عزیمت امام دار الہجرت حضرت مالک بن انسؒ کو طلاق مکروہ اور مسئلہ یمین کے سلسلہ میں ملاوہ تو صرف انہیں کے لئے تھا، یہ کیا چیز تھی کہ عین اس وقت جبکہ مشکیں اس زور سے کس دی گئیں تھیں کہ ہاتھ بازو سے الگ ہو گیا تھا اور ستر کوڑوں کی ضربیں انکے جسم اقدس پر پڑ رہی تھیں تو اسی اونٹ کی پیٹھ پر کھڑے ہو گئے جس پر تشہیر و تذلیل کیلئے سوار کیا گیا تھا اور پکار کر کہا مَنْ عَرفَنِی فَقدْ عَرفَنِی وَمَنْ لَمْ یَعْرِفنِی فَانَامَالكُ بنُ انس اَقُولُ اِنَّ طلَاقَ المكرَہَ ليس بشيئٍ یعنی جو مجھے جانتا ہے سو جانتا ہے جو نہیں جانتا سو جان لے کہ میں مالک ہوں انس کا بیٹا اور اسی مسئلہ کا اعلان کرتا ہوں کہ جس سے جبراً روکا جارہا ہے یعنی طلاق مکرہ کوئی چیز نہیں۔

سبحان اللہ یہ وہی مقام عزیمت کبریٰ کی شان و فرمانروائی تھی جس کے آگے دنیا کی بادشاہتیں مکھی کے پر کے برابر بھی وقعت نہیں رکھتیں، اور یہی وہ ہیبت ربانی اور جلالت روحانی تھی جسے دیکھ کر سفیان ثوریؒ بے اختیار پکار اٹھے تھے "فهو المصاب وليس ذاسلطان" کہ وہ بارعب ہے حالانکہ سلطان نہیں، اور حافظ ابن الجوزیؒ نے امام موصوف کے بارے میں کیا خوب فرمایا "وَكانّما تلك السّياطُ

حُلیا حُلیَ بِہٖ" یعنی انہیں کوڑوں سے پیٹا گیا اور مشکیں کسی گئیں، لیکن ان باتوں سے ان کی عزت و عظمت گھٹنے کے بجائے اور بڑھ گئی، گویا کہ یہ تازیانے ان کے جمال عظمت و جلال کا زیور تھے کہ جب پہنائے گئے تو رعنائی و خوبروئی دوچند ہوگئی۔

محترم سامعین! تیسری صدی کے اوائل میں جب فتنۂ اعتزال نے سر اٹھایا، اور صرف ایک ہی نہیں بلکہ لگاتار تین عظیم الشان فرمانرواؤں یعنی مامون، معتصم، اور واثق باللہ کی شمشیر استبداد نے اس فتنہ کا ساتھ دیا حتیٰ کہ بقول علی بن مدینی فتنۂ ارتداد اور انکار زکوۃ کے بعد یہ دوسرا فتنۂ عظیم تھا جو اسلام کو پیش آیا، تو کیا اسوقت علماء امت اور ائمہ شریعت سے عالم اسلام خالی ہو گیا تھا؟ غور کرو کیسے کیسے سلاطین علم و فن اور اکابر فضل و کمال موجود تھے، خود بغداد علماء اہلسنت وحدیث کا مرکز تھا مگر سب دیکھتے کے دیکھتے ہی رہ گئے، اور عزیمت اور قیام حق۔ کا وہ جو ایک خاص مقام تھا وہ صرف سید المجددین وامام المصلحین حضرت امام احمد بن حنبلؒ ہی کے حصہ میں آیا، اپنے رنگ میں سب صاحب مراتب تھے مگر اس مرتبہ میں اور کسی کا ساجھا نہ تھا یہ وہ وقت تھا کہ قیام سنت و دین خالص کا قیامت تک کے لئے فیصلہ ہونے والا تھا مامون و معتصم کے قہر و جبر اور بشر مریسی اور قاضی ابن ابی داؤد جیسے جبابرہ معتزلہ کے تسلط و حکومت نے علماء حق کے لئے صرف

Scanned by CamScanner

دو ہی راستے باز رکھے تھے یا اصحاب بدعت کے سامنے سر جھکا دیں اور مسئلہ خلق قرآن پر ایمان لا کر ہمیشہ کے لئے دین میں نئے نئے اضافات و محدثات کا دروازہ کھول دیں، یا پھر قید خانہ میں دھنا ہر روز سو کوڑوں سے پیٹا جانا اور تہہ خانوں میں بند ہو جانا قبول کر لیں بہتوں کے قدم تو ابتداء ہی میں لڑکھڑا گئے بعضوں نے ابتداء میں استقامت دکھائی لیکن پھر ضعف و رخصت کے کونے میں پناہ گیر ہو گئے، عبد اللہ بن عمر القواریری اور حسن بن حماد امام احمد بن حنبلؒ کے ساتھ ہی قید کئے گئے تھے مگر شدائد و محن کی تاب نہ لا سکے اور اقرار کر کے چھوٹ گئے، بعضوں نے گوشہ نشینی اور روپوشی اختیار کر لی کوئی اس وقت کہتا تھا "لیسَ ھذا زَمانُ حدیثٍ انّما ھذا زمان بکاءٍ وتضرّعٍ ودعاءٍ کَدعاءِ الغَریق" یعنی یہ زمانہ اشاعت علوم و سنت کا نہیں ہے یہ تو وہ زمانہ ہے کہ اس اللہ کے سامنے تضرع و زاری کیجئے اور ایسی دعائیں مانگئے جیسی سمندر میں ڈوبنے والا مانگتا ہے، کوئی کہتا "اِحفظوا لسانکم وعالجوا قلبکُمْ وخذوا ماتعرفوا ودعوا ماتُنکروا" یعنی اپنی زبان کی حفاظت کرو، اپنے دل کے علاج میں لگ جاؤ، جو کچھ جانتے ہو اس پر عمل کئے جاؤ اور جو برا ہو اس کو چھوڑ دو، کوئی کہتا "ھذا زمانُ السکوتِ وملازمۃُ البیوت" یہ زمانہ خاموشی کا زمانہ ہے اور اپنے اپنے دروازہ کو بند کر کے بیٹھے رہنے کا۔

Scanned by CamScanner

دوستو! جب تمام اصحاب کار و رجال علم کا یہ حال ہو رہا تھا اور دین خالص کا قیام ایک عظیم قربانی کا طلبگار تھا تو غور کرو کہ امام احمد بن حنبل ہی تھے کہ جن کو فاتح و سلطان عہد ہونے کا شرف نصیب ہوا، انہوں نے نہ تو اصحاب بدعت وارباب فتن کے آگے سر جھکایا، نہ روپوشی و کنارہ کشی اور خاموشی اختیار کی، نہ صرف بند حجروں کے اندر کی دعاؤں مناجاتوں پر قناعت کر لی، بلکہ دین خالص کے قیام کی راہ میں اپنے نفس و وجود کو قربان کر دینے اور تمام خلف امت کے لئے ثبات و استقامت کی راہ کھول دینے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے، انکو قید کیا گیا، قید خانہ میں چلے گئے، چار چار بوجھل بیڑیاں پاؤں میں ڈالی گئیں پہن لیں اسی عالم میں بغداد سے طرطوس لے چلے اور حکم دیا گیا کہ بلا کسی کی مدد کے خود ہی اونٹ پر سوار ہوں اور خود ہی اونٹ سے اتریں اسے بھی قبول کر لیا بوجھل بیڑیوں کی وجہ سے ہل نہیں سکتے تھے، اور گر پڑتے تھے عین رمضان کے عشرۂ اخیرہ میں بھوکے پیاسے جلتی دھوپ میں بٹھائے گئے اور اس پیٹھ پر جو علوم و معارف نبوت کی حامل تھی لگاتار اس طرح کوڑے مارے گئے کہ ہر جلاد دو کوڑے پوری قوت سے مار کر پیچھے ہٹ جاتا اور پھر نیا تازہ دم جلاد اس کی جگہ لے لیتا، یہ بھی خوشی سے برداشت کر لیا مگر اللہ کے عشق سے منہ نہ موڑا اور راہ سنت سے ذرا بھی منحرف نہ ہوئے، تازیانے کے ہر ضرب پر

Scanned by CamScanner

بھی جو صدا زبان سے نکلتی تھی وہ نہ تو جزع وفزع کی تھی نہ شور وفغاں کی بلکہ وہی تھی جس کے لئے یہ سب کچھ ہو رہا تھا یعنی القرآن کلام اللہ غیر مخلوق، کہ قرآن کلام الٰہی ہے اور غیر مخلوق ہے۔

اللہ اللہ یہ کیسی دعوت کبریٰ کی خسروی وسلطانی تھی اور وراثت نبوت کی ہیبت وسطوت کو خود معتصم باللہ کہ جس کی ہیبت ورعب سے قیصر وروم لرزاں رہتے تھے، سر پر کھڑا تھا، جلادوں کا مجمع چاروں طرف سے گھیرے ہوئے تھا وہ بار بار کہہ رہا تھا۔

یااحمدُ واللہ اِنی علیکَ لشفیق وانّی لاشفق علیکَ کَشفقتی علیٰ ھارون ابنی واللہِ لَئِنْ اجلَبتَنِی لاُ طَلقنّ عَنك بیدیٰ ماَ تقُول"۔

یعنی بخدا میں تم پر اس سے بھی زیادہ شفیق ہوں جس قدر اپنے بیٹے کے لئے شفقت رکھتا ہوں اگر تم "خلق قرآن" کا اقرار کرلو تو خدا کی قسم ابھی اپنے ہاتھوں سے تمہاری بیڑیاں کھولدوں۔

حضرات! اس پیکر حق، اس مجسمۂ سنت اس مؤید بروح القدس اور صابر اعظم کی زبان صدق سے صرف یہی جواب نکلتا" اعُطونیٰ شیئاً مِنَ کتاب اللہ او سنّۃ رَسُولہٖ حتیٰ اقولَ بہٖ" کہ اللہ کی کتاب میں سے کچھ دکھلادو یا اس کے رسول کا کوئی قول پیش کر دو تو میں اقرار کرلوں اس کے سوا میں اور کچھ نہیں جانتا۔

Scanned by CamScanner

جو غلام آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم
نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم

نوجوانو! اگر اس چراغ تجدید و مصباح عزیمت و دعوت کی روشنی مشکوٰۃ نبوت سے مستنیر نہ تھی تو پھر کیا تھا کہ جب معتصم ہر طرح سے عاجز آکر قاضی ابن ابی داؤد وغیرہ علماء بدعت واعتزال سے کہا "ناظروہ وکلموہ" کہ ان سے بحث کرو اور گفتگو کرو، اور وہ کتاب وسنت کے میدان میں عاجز آکر اپنے اوہام وظنون باطلہ کو پیش کرتے تو امام احمد بن حنبلؒ جواب میں بیساختہ بول اٹھے "ماادری ماھذا" میں نہیں جانتا یہ کیا بلاء ہے؟ اعطونی شیئاً من کتاب اللہ اومن سنۃِ رسولہ حتیٰ اقولُ" مطلب یہ تھا کہ اس تمام کائنات ہستی میں میرے سر کو جھکانے والی صرف دو ہی چیزیں ہیں اللہ کی کتاب اور اسکے رسول کی سنت اسکے سوا دین میں میرے لئے نہ کوئی دلیل ہے نہ علم۔ ؎

ماقصہ سکندر ودارا نہ خواندہ ایم
از ما بجز حکایت مہر ووفا مپرس

برادران ملت! احمد بن حنبلؒ کو جب قید کر کے طرطوس لیجایا گیا تو ابوبکر الاحول نے پوچھا "ان عرضت علیک السیف" کہ اگر تلوار کے نیچے کھڑے کر دئیے گئے تو کیا اس وقت مان جاؤ گے؟ کہا نہیں، ابراہیم بن مصعب کوتوال کا بیان ہے کہ میں نے کسی انسان کو

بادشاہوں کے آگے احمد بن حنبلؒ سے بڑھ کر بارعب نہ پایا۔

یَومئذٍ مَانحنُ فِی عینَیہٖ اِلاّ کَاَشکالِ الذُّبابِ، کہ ہم حکومت کے کارندے ان کی نظروں میں مکھیوں سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے تھے اور یہ بالکل حق ہے جن لوگوں کی نظروں میں جلال الٰہی سمایا ہوا ہو وہ مٹی کے ان پتلوں کو جنہوں نے لوہا تیز کر کے کاندھوں پر ڈال رکھا ہے یا بہت سی چاندی اور سونا اپنے جسم پر لپیٹ لیا ہے کیا سمجھتے ہیں انکو تو خود اقلیم عشق الٰہی کی سروری و بادشاہی اور اور شہرستان صدق و صفا کا تاج حاصل ہے۔

مبیں حقیر گدیان عشق را کیں قوم
شہان بے کمر وخسروان بے کلہ اند

حضرات! حافظ جوزیؒ روایت کرتے ہیں کہ جب رقہ میں امام احمد بن حنبلؒ قید تھے تو علماء کی ایک جماعت گئی اور اس قسم کی روایات اور نقول سنانے لگی جن سے بخوف جان تقیہ کر لینے کی رخصت نکلتی ہے امام موصوف نے سب سنکر جواب دیا کیف تصنعونَ بحدیث حباب؟ انَّ من کان مِن قبلکمُ کانَ لینشرُ احمدھم بالمنشارِ ثمّ لایصدّہٗ ذالک من دینہٖ، قالوا فیئسنا منہ، یعنی یہ تو سب کچھ ہوا مگر بھلا اس حدیث کی نسبت کیا کہتے ہو، جب صحابہ نے نبی کریم ﷺ سے مظالم و شدائد کی شکایت کی تو فرمایا، تم

سے پہلے ایسے لوگ گذر چکے ہیں جنکے سروں پر آرہ چلایا جاتا تھا اور جسم لکڑی کی طرح چیر ڈالے جاتے تھے مگر یہ آزمائشیں بھی انہیں حق سے متزلزل نہیں کر سکتی تھیں، ابو العباس کہتے ہیں کہ جب ہم نے یہ بات سنی تو مایوس ہو کر چلے آئے کہ انہیں سمجھانا بیکار ہے۔

حافظ ابن جوزیؒ ہی لکھتے ہیں کہ جب معتصم باللہ نے جلادوں کو تازیانے لگانے کا حکم دیا تو وہ علماء اہل سنت بھی دربار میں موجود تھے جو شدت محن و مصائب کی تاب نہ لا سکے اور اقرار کر کے چھوٹ گئے ان میں سے بعض نے کہا، من صنع من اصحابك ماتصنع خود تمہارے ساتھیوں میں ایسی ہٹ کسی نے کی جو تم کر رہے ہو؟ امام احمدؒ نے فرمایا یہ تو کوئی دلیل نہ ہوئی "اعطوني شيئاً من كتاب الله أومن سنة رسوله حتیّٰ أقول به" عین حالت صوم میں جبکہ صرف پانی کے چند گھونٹ پی کر روزہ رکھ لیا تھا تازہ دم جلادوں نے پوری قوت سے کوڑے مارے یہاں تک کہ تمام پیٹھ زخموں سے چور چور ہو گئی اور جسم خون سے رنگین ہو گیا، خود فرماتے ہیں کہ جب ہوش آیا تو چند آدمی پانی لائے اور کہا پی لو میں نے انکار کر دیا کہ روزہ نہیں توڑ سکتا، وہاں سے مجھے اسحاق بن ابراہیم کے مکان میں لے گئے ظہر کی نماز کا وقت آگیا تھا ابن سماعہ نے امامت کی اور میں نے نماز پڑھی نماز کے بعد ابن سماعہ نے کہا تم نے نماز پڑھی حالانکہ خون

تمہارے کپڑوں سے بہہ رہا ہے یعنی دم جاری وکثیر کے بعد طہارت کہاں رہی؟ میں نے جواب دیا **قد صلی عمر وجرحهٗ یثعبُ دماً،** ہاں میں نے وہی کیا جو حضرت عمرؓ نے کیا تھا صبح کی نماز پڑھا رہے تھے اور قاتل نے زخمی کیا مگر اسی حالت میں انہوں نے نماز پوری کی۔

حضرات! ابن سماعہ کے جواب میں امام احمد بن حنبلؒ نے حضرت عمرؓ کی جو نظیر پیش کی تھی یہ ان کی تشفی کے لئے کافی تھی، مگر میں کہتا ہوں کہ جو خون اس وقت امام احمد بن حنبلؒ کے زخموں سے بہہ رہا تھا اگر وہ خون ناپاک تھا اور اس کے ساتھ نماز نہیں ہوسکتی تھی تو پھر دنیا میں اور کونسی ایسی چیز ہے جو انسان کو پاک کرسکتی ہے اور کون سا پانی ہے جو طاہر ومطہر ہوسکتا ہے؟ اگر یہ ناپاک ہے تو دنیا کی تمام پاکیاں اس ناپاکی پر قربان اور دنیا کی ساری طہارتیں اس پر نچھاور، اور یہ کیا بات ہے کہ پاک سے پاک اور مقدس سے مقدس انسان کی میت کے لئے بھی غسل ضروری ٹھہرا مگر شہید ان حق کے لئے یہ بات ہوئی کہ ان کی پاکی شرمندۂ آب غسل نہیں، بلکہ ان کے خون میں رنگے ہوئے کپڑوں کو بھی ان سے الگ نہ کیجئے اور اسی لباس گلگوں وخلعت رنگین میں وہاں جانے دیجئے جہاں ان کا انتظار کیا جارہا ہے اور جہاں خون عشق کے سرخ دھبوں سے بڑھ کر شاید اور کوئی نقش ونگار عمل مقبول ومحبوب نہیں ۔

خون شہیدان راز آب اولی ترست

ایں گناہ از صد ثواب اولی ترست

اللہ اللہ، یہاں طہارت جسم ولباس کا کیا سوال ہے؟ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی تمام عمر میں اگر کوئی پاک سے پاک اور سچی سے سچی نماز پڑھی تھی تو وہ یقیناً وہی ظہر کی نماز تھی ان کی تمام عمر کی وہ نمازیں ایک طرف جو دجلہ کے پانی سے پاک کی گئی تھیں اور وہ چند گھڑیوں کی عبادت ایک طرف جس کو ثباتِ حق کی راہ میں بہنے والے خون نے مقدس اور مطہر کردیا تھا۔

سبحان اللہ جس کے عشق میں چار چار بوجھل بیڑیاں پاؤں میں پہن لی تھیں، جس کی خاطر سارا جسم زخموں سے چور اور خون سے رنگین ہو رہا تھا اسی کے آگے جبین نیاز جھکی ہوئی اس کے ذکر میں قلب وزبان لذت یاب تسبیح و تمحید، اسی کے جلوۂ جمال میں چشم شوق وقف نظارۂ دید اور اسی کی یاد میں روح مضطر محو وسرشار!

یوں عبادت ہو تو زاہد ہیں عبادت کے مزے

حضرات! امام احمد بن حنبلؒ سے متعلق صرف ایک واقعہ اور سنا کر اپنی گفتگو کو ختم کرتا ہوں۔ امام احمدؒ کے بیٹے عبد اللہ کہتے ہیں کہ میرے والد ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ "خدا ابو الہیثم پر رحم کرے" میں نے ایک دن پوچھا کہ یہ ابو الہیثم کون ہے؟ فرمایا جس دن سپاہی مجھے

Scanned by CamScanner

دربار میں لے گئے اور کوڑے مارے گئے تو جب ہم راستے سے گذر رہے تھے ایک آدمی مجھ سے ملا اور کہا پہچانتے ہو؟ میں مشہور چور اور عیار ابو الہیثم جداد ہوں میرا نام شاہی دفتر میں ثبت ہے، بار بار چوری کرتے پکڑا گیا اور بڑی بڑی سزائیں جھیلیں، صرف کوڑوں ہی کی مار گنوں تو سب ملا کر اٹھارہ ہزار ضربیں تو میری پیٹھ پر ضرور پڑی ہوں گی اسکے باوجود میری استقامت کا یہ حال ہے کہ اب تک چوری سے باز نہ آیا، جب کوڑے کھا کر جیل خانہ سے نکلا، سیدھا چوری کی تاک میں چل دیا میری استقامت کا یہ حال شیطان کی اطاعت میں رہا ہے، دنیا کی خاطر، افسوس تم پر اگر اللہ کی محبت کی راہ میں اتنی استقامت بھی نہ دکھلا سکو اور دین کی خاطر چند کوڑوں کی ضرب برداشت نہ کرو میں نے جب یہ سنا تو اپنے جی میں کہا کہ اگر حق کی خاطر اتنا بھی نہ کر سکے جتنا دنیا کی خاطر ایک چور اور ڈاکو کر رہا ہے تو ہماری بندگی پر صد ہزار حیف۔ ؎

کس منہ سے اپنے آپ کو کہتا ہے عشق باز
اے روسیاہ تجھ سے تو یہ بھی نہ ہو سکا

وآخر دعوانا ان الحمدلله رب العٰلمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

روزہ تزکیۂ نفس کا ذریعہ ہے

الحمدللہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علی خاتم الانبیاء والمرسلین وعلیٰ الہٖ وصحبہٖ اجمعین امابعد.

فاعوذباللہ من الشیطٰن الرجیم☆بسم اللہ الرحمٰن الرحیم.

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ.(بقرہ:۱۸۳)

اللہ کی راہیں اب بھی کھلی آثار ونشاں سب باقی ہیں
اللہ کے بندوں نے لیکن اس راہ پر چلنا چھوڑ دیا

جناب صدر جلسہ، حضرات سامعین ومعزز حاضرین! میں نے آپ حضرات کے سامنے قرآن پاک کی ایک آیت تلاوت کی ہے حق تعالیٰ شانہٗ اس آیت کریمہ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ ”اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے جیسا کہ ان لوگوں پر فرض کئے گئے تھے جو تم سے پہلے گذرے ہیں عجب نہیں کہ تم متقی بن جاؤ“۔

حضرات! روزہ ہجرت کے بعد اس وقت فرض کیا گیا جب سختیوں کے بادل چھٹ گئے عسرت اور تنگی کا دور ختم ہوا، مسلمان نے مدینہ میں اطمینان کی سانس لی، ان کی زندگی آرام کے ساتھ بسر ہونے لگی کیونکہ پریشانی اور عسرت کے دور میں اگر روزہ کا حکم نازل ہوتا تو بہت سے لوگ اس کو معاشی بدحالی، غربت اور افلاس اور تنگ حالی کا نتیجہ سمجھتے اور یہ محسوس کرتے کہ روزہ صرف فقراء و مساکین اور مظلوموں اور فاقہ کشوں کیلئے ہے فرضیت صوم کی آیات ایمان و عقیدہ عقل و ضمیر اور قلب و جذبات سب کو بیک وقت اپیل کرتی ہیں اور ان تمام چیزوں کو غذا پہنچاتی ہیں اور محض قانون الٰہی کے اجراء ہی کے لئے نہیں بلکہ خوشدلی کے ساتھ اس کے استقبال کے لئے بھی فضا سازگار کرتی ہیں یہ قرآن کریم کے اصول دعوت، علم النفس اور حکیمانہ قانون سازی کا ایک ناقابل انکار معجزہ ہے۔

حضرات! حق تعالیٰ نے ان لوگوں کو جو اس قانون کے مکلّف ہیں "یا ایھا الذین اٰمنوا" کہکر خطاب فرمایا گویا کہ ان کو پہلے ہی سے ان تمام احکام کی بجا آوری اور تعمیل کیلئے تیار اور آمادہ کر دیا ہے جو ان کو خداتعالیٰ کی طرف سے دیئے جائیں خواہ وہ ان کے نفس پر کتنے ہی شاق اور گراں کیوں نہ ہوں اس لئے کہ ایمان کا تقاضہ اور مطالبہ یہی ہے کہ اگر کوئی اللہ پر ایمان لاچکا ہے اس کو اپنا معبود اور رب خالق

Scanned by CamScanner

ومالک، اور اطاعت وفرمانبرداری کے لائق تسلیم کر چکا ہے اور اپنی زمام کار اس کے حوالہ کر چکا ہے اور دل وجان سے اس کی محبت میں سرشار ہے اس کو بجاطور پر اس کے ہر حکم، ہر قانون، ہر فیصلہ اور ہر مطالبہ کے سامنے بے چوں وچرا سر تسلیم خم کر دینا چاہیے۔

یہ اس شریعت کی پابندی ہے جو اپنے جملہ فرائض وعبادات اور احکام وقوانین میں نفوس انسانی کیلئے آب حیات ہے اس کے بعد ارشاد ربانی ہے کہ ان مکلّف اہل ایمان پر روزہ فرض ہے اور یہ بھی وضاحت فرمادی کہ یہ مذاہب کی تاریخ میں کوئی نئی عبادت نہیں ہے بلکہ اس سے پہلے بھی سب اہل کتاب اور مذہب وشریعت کی حامل تمام قوموں پر روزہ فرض تھا اس حکیمانہ ارشاد سے وہ گرانی اور بوجھ کم ہو گیا جو انسان کو تنہائی کے احساس سے ہوتا ہے یعنی اگر انسان کو یہ معلوم ہو جائے کہ جس بات کا اس کو پابند کیا جا رہا ہے وہ کوئی نئی بات نہیں ہے بلکہ اس کی نظیریں پہلے بھی گذر چکی ہیں اور بہت سی قوموں اور ملتوں نے اس کی پابندی کی ہے تو اس کو وہی چیز کسی قدر آسان معلوم ہونے لگے گی اور ہمت پہلے سے بڑھ جائے گی۔

پھر اس ماہ صیام کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا شَھْرُ رَمْضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرآنُ، کہ یہ وہ مہینہ ہے کہ جس میں قرآن نازل ہوا، اور نسل انسانی کو ایک نئی زندگی کا پیغام ملا ایک مسلمان

کیلئے اس سے زیادہ مفید اور موزوں بات کیا ہو سکتی ہے کہ وہ اس مبارک مہینہ میں صیام وقیام کے ذریعہ نئی زندگی، نئے ایمان، اور نئی قوت سے بہرہ مند ہو یہ وہ اسلامی روزہ روحانی غذا ہے جو بھرپور زندگی، ہر طرح کے فوائد اور ہر قسم کی برکتوں سے معمور اور اس مشکل پسندی، تشدد اور ناروا بوجھ سے خالی ہے جو نفس انسان کی طاقت سے باہر اور اس کی قوت وبرداشت سے زیادہ ہے۔

حضرات گرامی! حق تعالیٰ شانہ، نے روزے ماہ رمضان میں فرض کرکے دو برکتوں اور سعادتوں کو جمع فرمادیا کیونکہ رمضان وہ مہینہ ہے کہ جس میں قرآن کریم نازل ہوا اور بھٹکی ہوئی انسانیت کو "صبح صادق" نصیب ہوئی، جس طرح طلوع صبح صادق کو روزہ کے آغاز کے ساتھ مربوط کردیا گیا اسی طرح اس مہینہ کو بھی جس میں ایک طویل اور تاریک رات کے بعد پوری انسانیت کی صبح ہوئی پورے مہینہ کے روزے کے ساتھ مخصوص کردیا بالخصوص اس وقت جب کہ اپنی رحمت وبرکت اور روحانیت ونسبت باطنی کے لحاظ سے بھی یہ مہینہ تمام مہینوں سے افضل تھا اس کے دنوں کو روزے سے اور راتوں کو عبادت سے آراستہ کردیا۔

بزرگان محترم! روزہ اور قرآن کریم کے درمیان نہایت گہرا اور مضبوط تعلق ہے اسی لئے نبی کریم ﷺ رمضان میں تلاوت کا زیادہ

اہتمام فرماتے تھے، حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ "نبی کریم ﷺ سب سے زیادہ سخی تھے لیکن رمضان میں جب جبرئیل علیہ السلام آپ سے ملنے آئے تو اس زمانہ میں سخاوت پورے شباب پر ہوئی جبرئیل علیہ السلام رمضان کی ہر رات میں آپ کے پاس آئے اور قرآن مجید کا دور کرتے اس وقت جبرئیل علیہ السلام آپ ﷺ سے ملتے، آپ ﷺ سخاوت اور نیکی کے کاموں میں تیز ہوا سے بھی زیادہ تیز نظر آتے۔

رمضان المبارک کو حق تعالیٰ نے عبادت، ذکر و تلاوت، اور زہد و تقویٰ کا ایک ایسا پر بہار موسم بنادیا ہے کہ اس میں پوری دنیا کے مسلمان ایک دوسرے کے شریک و رفیق اور ہمدم و دمساز نظر آتے ہیں ہر شہر، ہر گاؤں، امیر کے محل اور غریب کی جھونپڑی دونوں میں اس کا جلوہ نظر آتا ہے ایسے مبارک مہینہ میں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ پورے اسلامی معاشرہ پر نورانیت اور سکینیت کا ایک وسیع شامیانہ سایہ فگن ہے۔

برادران اسلام! شریعت اسلامی نے روزہ کی ہیئت اور ظاہری شکل پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ اس کی حقیقت اور اس کی روح کی طرف بھی متوجہ رہی ہے اس نے صرف کھانے پینے اور جنسی تعلقات ہی کو حرام نہیں کیا بلکہ ہر اس چیز کو حرام اور ممنوع قرار دیا ہے جو روزہ کے مقاصد کے منافی اور اس کی حکمتوں اور اس کے روحانی و اخلاقی فوائد کیلئے مضر ہے اس نے روزہ کو ادب و تقوی، دل اور زبان کی عفت اور

Scanned by CamScanner

طہارت کے حصار میں گھیر دیا ہے نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔
"تم میں سے کوئی جب روزہ سے ہو تو نہ بدکلامی اور فضول گوئی کرے اور نہ شور و شر کرے اگر کوئی اس کو گالی دے اور لڑنے جھگڑنے پر آمادہ ہو تو یہ کہدے کہ میں روزہ سے ہوں"
یہ بھی اشارہ فرمایا کہ "جس نے جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑا تو اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی حاجت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے"

وہ روزہ جو تقویٰ و عفاف کی روح سے خالی اور محروم ہو وہ ایک ایسی صورت ہے جس کی حقیقت ایسا جسم ہے جس کی روح نہیں، ارشاد نبوی ہے "کتنے روزہ دار ہیں جن کو ان کے روزے سے سوائے پیاس، کے اور کچھ ہاتھ نہیں لگتا، اور کتنے ایسے عبادت گذار ہیں جن کو اپنے قیام میں شب بیداری کے علاوہ کچھ نہیں ملتا"۔

حضرت ابو عبیدہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا "روزہ ڈھال ہے جب تک اس کو پھاڑ نہ ڈالا جائے" اسلامی روزہ محض سلبی امور و احکام ہی کا نام نہیں کہ جس میں صرف کھانے پینے، رغبت چغلی، لڑائی جھگڑے اور گالی گلوچ کی مخالفت ہو وہ بہت سے ایجابی امور اور احکام کا بھی مجموعہ ہے یہ عبادت و تلاوت ذکر و تسبیح، ہمدردی اور خیر خواہی اور غرباء پروری کا زمانہ ہے نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے "اس میں جو کسی ایک خصلت اور ایک عمل سے خدا کا تقرب حاصل کرنا

Scanned by CamScanner

چاہے گا وہ دوسرے دنوں کی ادائیگی فرض کے برابر سمجھا جائیگا اور جو اس میں فرض ادا کریگا وہ اس شخص کی طرح ہو گا جو غیر دنوں میں ستر فرض ادا کرے یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے اور یہ غمخواری کا مہینہ ہے"

امام غزالیؒ روزہ کے مقاصد اور انسانی زندگی پر اس کے اثرات کا جائزہ لیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "روزہ کا مقصد یہ ہے کہ انسان اخلاق الٰہیہ میں سے ایک اخلاق کا پر تو اپنے اندر پیدا کرے اور امکانی حد تک فرشتوں کی تقلید کرتے ہوئے خواہشات نفسانی سے دست کش ہو جائے اس لئے کہ فرشتے بھی خواہشات سے پاک ہیں اور انسان کا رتبہ بھی بہائم سے بلند ہے نیز خواہشات کے مقابلہ کیلئے اس کو عقل و تمیز کی روشنی عطا کی البتہ غلبہ خواہشات میں وہ فرشتوں سے کم تر ہے اس لئے خواہشات پر غلبہ پانے کیلئے اس کو ریاضت اور مجاہدہ کی ضرورت ہے چنانچہ جب وہ خواہشات کی رو میں بہنے لگتا ہے تو اسفل سافلین تک پہونچ جاتا ہے اور جانوروں کے ریوڑ سے جا ملتا ہے اور جب خواہشات پر غلبہ پاتا ہے تو اعلیٰ علیین اور فرشتوں کے آفاق تک پہنچ جاتا ہے"۔ (احیاء العلوم)

علامہ ابن القیمؒ اسی بات کی مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں "روزہ سے مقصود یہ ہے کہ نفس انسانی خواہشات اور عادتوں کے شکنجہ سے آزاد ہو سکے اس کی شہوانی قوتوں میں اعتدال اور توازن پیدا

ہو اور اس کے ذریعہ سے وہ سعادت ابدی کے گوہر مقصود تک رسائی حاصل کر سکے اور حیات ابدی کے حصول کے لئے اپنے نفس کا تزکیہ کر سکے، بھوک اور پیاس سے اس کو ہوس کی تیزی اور شہوت کی حدت میں تخفیف پیدا ہو جائے اور یہ بات یاد آئے کہ کتنے مساکین ہیں جو نان شبینہ کے محتاج ہیں، وہ شیطان کے راستوں کو اس پر تنگ کر دیگا، اور اعضاء، جوارح کو ان چیزوں کی طرف مائل ہونے سے روک دیگا جس میں اس کی دنیاو آخرت کا نقصان ہے اس لحاظ سے یہ اہل تقوی کی لگام، مجاہدین کی ڈھال اور ابرار و مقربین کی ریاضت ہے۔(زاد المعاد)

علامہ ابن القیمؒ روزہ کے اسرار و مقاصد پر نہایت بلیغ انداز میں روشنی ڈالتے ہوئے مزید فرماتے ہیں "روزہ جوارح ظاہری اور قوائے باطنی کی حفاظت میں بڑی تاثیر رکھتا ہے فاسد مادّہ کے جمع ہونے سے انسان میں جو خرابیاں پیدا ہوتی ہیں اس سے وہ حفاظت کرتا ہے جو چیزیں مانع صحت ہیں انکو خارج کر دیتا ہے اور اعضاء و جوارح میں جو خرابیاں اس کے نتیجہ میں ظاہر ہوتی رہتی ہے وہ اس سے دور ہو جاتی ہیں وہ صحت کے لئے مفید اور تقویٰ کی زندگی اختیار کرنے میں مدد دیتا ہے" (زاد المعاد)

حضرات! اسلام نے جس طرح دوسرے تمام فرائض و عبادات اور مناسک میں اپنا اصلاحی کردار ادا کیا ہے اسی طرح اس نے روزہ کے مفہوم، آداب، احکام اور اس کی شکل و طریق کار میں بھی اپنا یہ

Scanned by CamScanner

اصلاحی اور انقلابی کردار ادا کیا ہے اس بات نے روزہ کو بہت آسان وخوشگوار، فطرت سلیمہ سے بہت قریب، متعدد روحانی واجتماعی فوائد کا حامل اور معاشرہ پر پوری طرح اثرانداز بنادیا ہے، یہودی مذہب میں روزہ غم وماتم کی علامت اور تاریخی مصائب کی الم انگیز یاد کی حیثیت رکھتا تھا اسلام نے اس تاریک مفہوم کو ایک ایسے ہمت افزاء اور روشن مفہوم سے بدل دیا ہے جس میں امید اور ذوق وشوق کی روح کار فرما ہے اسلام نے روزہ کو ایک عمومی عبادت بنادیا جس میں روزہ دار خوشی ومسرت اور قوت ودلچسپی کے ساتھ حصہ لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا کے جو وعدے فرمائے ہیں اور جو بشارتیں دی ہیں ان سے خوش ہوتا ہے اور اطمینان قلب حاصل کرتا ہے جو آیات اور احادیث روزہ کے سلسلہ میں وارد ہوتی ہیں ان سے بھی روزہ دار کے اس شعور اور اعتماد میں بڑی مدد ملتی ہے حدیث قدسی ہے "روزہ ہی وہ چیز ہے جس کا بدلہ میں خود دوں گا" حق تعالیٰ شانہ' نے روزہ دار کو تقدس وپاکیزگی، رفعت وبلندی، اور خدا کے ہاں بلند مرتبہ ومقام کی ایک خاص فضا سے گھیر دیا ہے ارشاد ربانی ہے "روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ بہتر ہے"۔

محترم سامعین! رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف کو سنت قرار دیا گیا ہے اعتکاف درحقیقت رمضان کے فوائد اور مقاصد کی

تکمیل کیلئے ہے اگر روزہ دار کو رمضان کے پہلے حصہ میں وہ سکون قلب، جمیعت باطن، فکر وخیال کی مرکزیت انقطاع الیٰ اللہ کی دولت، رجوع الیٰ اللہ کی حقیقت اور اس کی رحمت پر عاجزی کی سعادت حاصل نہیں ہوسکتی، تو اس اعتکاف کے ذریعہ وہ اس کا تدارک کرسکتا ہے۔

علامہ ابن القیمؒ کہتے ہیں:

اعتکاف کی روح اور اس سے مقصود یہ ہے کہ قلب اللہ تعالیٰ کے ساتھ وابستہ ہو جائے اس کیساتھ جمیعت باطنی حاصل ہو، اشتغال بالخلق سے رہائی نصیب ہو اور اشتغال بالحق کی نعمت میسر آئے اور یہ حال ہو جائے کہ تمام افکار وترددات اور ہموم ووساوس کی جگہ اللہ کا ذکر اور اس کی محبت لے لے ہر فکر اس کی فکر میں ڈھل جائے اور ہر احساس وخیال اس کے ذکر وفکر اس کی رضا وقرب کے حصول کی کوشش کے ساتھ ہم آہنگ ہو جائے مخلوق سے انس کے بجائے اللہ سے انس پیدا ہو جائے اور قبر کی وحشت میں جب اس کا کوئی غمخوار نہ ہو گا یہ انس اس کا زاد سفر بنے"

بزرگان محترم! رمضان المبارک کے اسی آخری عشرہ میں اللہ تعالیٰ نے ایک مبارک رات رکھی جس کو شب قدر کہا گیا، جس کے بارے میں ارشاد ربانی ہے "لیلۃ القدر خیر من الف شھر" شب قدر ہزار مہینوں سے بڑھ کر ہے" نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ "شب قدر

میں جو شخص ایمان اور احتساب کے ساتھ عبادت کرے گا اس کے پچھلے گناہ معاف کردئے جائیں گے"۔

محترم دوستو! رمضان المبارک کا روزہ بیشمار فضائل وبرکات کا حامل ہے قرآن اور حدیث میں روزہ کی بیشمار فضیلتیں وارد ہیں جن کا احصاء اور ذکر اس مختصر وقت میں ممکن نہیں ہے خدا تعالیٰ ہم اور آپ سب کو روزہ رکھنے، اور اس کی برکتوں سے لطف اندوز ہونے کی توفیق نصیب فرمائے۔ خدا تعالیٰ کی رحمتیں عام ہیں، کاش کہ ہم اپنے عمل سے ان رحمتوں کے مستحق ہو جائیں۔ ؎

کوئی قابل ہو تو ہم شان کئی دیتے ہیں
ڈھونڈنے والے کو دنیا بھی نئی دیتے ہیں

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العٰلمین

Scanned by CamScanner

حب الٰہی

الحمد لله رب العٰلمين الصلوٰة والسلام علی سيد الانبياء والمرسلين وعلىٰ اله وصحبه اجمعين. اما بعد:
فاعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم. بسم اللّٰه الرحمٰن الرحيم.
ومن الناس من يتخذ من دون الله انداداً يحبونهم كحب الله والذين امنو اشد حبًا لله. (بقره: ۲) صدق اللّٰه العظيم.

تیرے آسماں کے ستاروں کی خیر
زمینوں کے شب زندہ داروں کی خیر
جوانوں کو سوزِ جگر بخش دے
میرا عشق میری نظر بخش دے

صدر جلسہ حضرات علماء کرام، سامعین عظام، نوجوان بھائیو اور دوستو! صدر جلسہ کے حکم کی تعمیل میں حب الٰہی، کے موضوع پر آپ

حضرات کے سامنے کچھ عرض کرنے کی جسارت کر رہا ہوں دعا فرمائیں کہ پروردگار عالم ہمیں اپنی محبت کے جام سے سرشار و سیراب فرمائے۔

حضرات! میں نے آپ کے سامنے موضوع کی مناسبت سے سورۃ بقرہ کی ایک آیت تلاوت کی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے اور بعضے لوگ وہ ہیں جو بناتے ہیں اللہ کے برابر اوروں کو، ان کی محبت ایسی رکھتے ہیں جیسی اللہ کی محبت اور ایمان والوں کو اس سے زیادہ تر اللہ کی محبت ہے۔

محترم حضرات! ایمان کی سب سے بڑی علامت اور خاصیت حب الٰہی ہے، اس نشہ محبت پر باپ، ماں، اولاد، بھائی، بیوی، جان، مال، خاندان سب کو قربان اور نثار ہونا چاہئے ارشاد ہوتا ہے قُل اِن کَانَ اٰبَآؤُکُمْ وَاَبْنَآؤُکُمْ وَاِخْوَانُکُمْ وَاَزْوَاجُکُمْ وعشیرَتُکُمْ وَاَمْوَالُ نِاقْتَرفتُمُوهَا وَتِجارَةٌتَخشَونَ کَسَادَهَا وَمَسٰکِنَ تَرضَونَها اَحَبَّ اِلَیْکُمْ مِنَ اللهِ وَرَسُولِهٖ وَجِهَادٍ فِی سَبِیلِه فَتَربصوا حتّٰی یَأتیَ اللّٰهُ بِأمرهٖ. (توبہ: ۳)

اگر تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں اور تمہارا کنبہ اور وہ دولت جو تم نے کمائی ہے اور وہ سوداگری جس کے مندا پڑ جانے کا تم کو اندیشہ ہے اور وہ مکانات جن کو تم پسند کرتے ہو خدا اور اس کے رسول اور خدا کی راہ میں جہاد کرنے سے تم کو زیادہ محبوب اور پیارے ہیں تو اس وقت تک انتظار کرو کہ خدا اپنا فیصلہ لے آئے۔

Scanned by CamScanner

حضرات! ہر معنوی اور روحانی حقیقت ظاہری آثار اور جسمانی علامات سے پہچانی جاتی ہے اگر آپ کو کسی سے محبت کا دعویٰ ہے مگر آپ کے دل میں نہ اس کے دیدار کی تڑپ ہے، نہ سینے میں صدمۂ فراق کی جلن، نہ آنکھوں میں ہجر و جدائی کے آنسو اور نہ سوزش عشق، تو بتایئے کہ اس دعویٔ محبت کی تصدیق کون کرے گا اسی طرح خدا کی محبت اور پیار کے دعویدار تو بہت ہو سکتے ہیں مگر اس غیر محسوس کیفیت کی مادی نشانیاں اور ظاہری علامتیں اس کے احکام کی پیروی اور اس کے رسول کی اطاعت ہے۔ ان کُنتُم تُحِبُّونَ اللہَ فَاتبِعُونی یُحببکُمُ اللہ (اٰل عمران: ۴) اگر تم کو خدا سے محبت ہے تو میری پیروی کرو کہ خدا بھی تم کو پیار کرے گا۔

دوستو! یہ محبت کس طرح حاصل ہو؟ وحی الٰہی نے اس عظیم دولت کے حصول کی تدبیر بھی بتا دی ہے فرمایا۔ انَّ الذین اٰمنوا وَعَمِلُوا الصّٰلحٰتِ سَیَجْعَلُ لَھُم الرحمٰنُ وُدًّا (مریم: ٦) جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے رحمت والا خدا ان کے لئے محبت پیدا کر دیگا۔ آیت کریمہ میں ذکر کردہ محبت کے حصول کے جن دو ذریعوں یعنی ایمان اور عمل صالح کا ذکر ہے طبقات انسانی میں متعدد گروہ انہیں ذریعوں سے خدا کی محبت حاصل کرتے رہے ہیں۔

اِنَّ اللہ یُحبّ المحسنین۔ (مائدہ: ۳ و بقرہ: ۲۴)

خدا نیکی کرنیوالوں کو پیار کرتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبّ التوابین. (بقرہ:۲۸)

خدا توبہ کرنے والوں کو پیار کرتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبّ المتوکلین. (آل عمران:۱۷)

خدا توکل کرنیوالوں کو پیار کرتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہ یُحِبّ المقسطین. (مائدہ:۶ و حجرات:۱)

خدا منصف مزاجوں کو پیار کرتا ہے۔

بزرگان محترم! دنیا کے عیش و مسرت میں اگر کوئی خیال کانٹا سا چبھتا ہے اور ہمیشہ انسان کے عیش و سرور کو مکدر اور منقبض بنا کر بے فکری کی بہشت کو فکر و غم کی جہنم بنا دیتا ہے تو وہ ماضی و حال کی ناکامیوں کی یاد اور مستقبل کی بے اطمینانی ہے پہلے کا نام حزن و غم دوسرے کا نام خوف دہشت ہے غم اور خوف یہی وہ دو کانٹے ہیں جو عاجز و درماندہ انسان کے پہلو میں ہمیشہ چبھتے رہتے ہیں لیکن جو محبوب حقیقی کے طلب گار اور اس کے دیوانے اور شیدائی ہیں ان کو بشارت ہے کہ ان کے عیش کا چمن زار ان کانٹوں سے پاک و صاف ہو گا۔

اَلاَ اِنَّ اَوْلِیآءَ اللّٰہِ لاَخَوْفٌ عَلیھم ولاھُمْ یَحْزَنُون. (یونس:۷)

ہاں خدا کے دوستوں کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

دنیا میں انسانوں کے درمیان رحم و کرم اور مہر و محبت کے جو عناصر

Scanned by CamScanner

پائے جاتے ہیں اور جن کی بناء پر ایک دوسرے سے میل ملاپ اور رسم و محبت ہے، جس کی بناء پر دنیا میں عشق و محبت کے شاندار مناظر دکھائی دیتے ہیں آپ کو معلوم ہے کہ اس مشاہد حقیقی کے سرمایہ محبت کا کون سا حصہ ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کے سو حصے کئے ان میں سے ایک حصہ اپنی مخلوق کو عطا کیا جس کے اثر سے لوگ ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں باقی ننانوے حصے خدا کے پاس ہیں اس لطف و کرم اور مہر و محبت کی بشارتیں کس مذہب نے انسانوں کو سنائی ہیں اور کس نے گنہگار انسانوں کے مضطرب دلوں کو اس طرح تسلی کے سامان بہم پہنچائے ہیں۔

جگر نے کہا ہے ؎

بھڑکا رہا ہوں آتش عصیاں کو
پھیلا رہا ہوں رحمت پروردگار کو

صحیح بخاری میں ایک واقعہ مذکور ہے کہ ایک شخص شراب خوری کے جرم میں بار بار گرفتار ہو کر دربار رسالت میں پیش ہوا، صحابہ نے تنگ آکر کہا خداوندا! تو اس پر اپنی لعنت نازل کر، یہ کس قدر بار بار لایا جاتا ہے رحمۃ للعلمین کو لوگوں کی یہ بات پسند نہ آئی فرمایا "اس پر لعنت نہ کرو اس کو خدا اور رسول سے محبت ہے"۔

بزرگو! آپ نے دیکھا کہ اسلام نے گنہگاروں کے لئے خدا کی

محبت کا دروازہ کس طرح کھول رکھا ہے غور فرمایئے محمد رسول اللہ ﷺ کی تعلیم نے عرب کے ان وحشیوں کو جو خدا کی محبت تو در کنار اس کی معرفت سے بھی نا آشنا تھے کس طرح آشنائے حقیقت کیا، اور ان کو ذات الٰہی کے ساتھ وابستگی، محبت اور سرشاری کے لطف سے کس درجہ بہرہ ور کیا حضرت بلالؓ کو دیکھئے دوپہر کے وقت عرب کی جلتی ہوئی ریت پران کو لٹایا جاتا ہے، ایک گرم پتھر سینہ پر رکھا جاتا ہے، اور خدائے واحد سے انحراف کیلئے ان کو مجبور کیا جاتا ہے، وہ یہ سب تکلیفیں اٹھاتے ہیں مگر زبان سے وہی احد احد کا ترانہ نکلتا ہے، مکہ کا ذرہ ذرہ صدائے حق کا دشمن ہے ابوذر غفاری یہ جان کر بھی صحن مکہ میں جوش وحدت سے سرشار ہو کر کلمہ توحید کا بآواز بلند اعلان کرتے ہیں ہر طرف سے پتھروں اور ہڈیوں کی بارش ہوتی ہے بعض لوگ آکر چھڑا دیتے ہیں لیکن جب دوسری صبح نمودار ہوتی ہے تو پھر محبت الٰہی کے کیف و مستی کا وہی عالم نظر آتا ہے اور مشرکین کی طرف سے وہی سزا ملتی ہے۔

ایک صحابی جو رات کو میدان جنگ میں ایک پہاڑ پر پہرہ دینے کے لئے متعین تھے وہ اپنی نیند بھگانے کیلئے خدا کی یاد میں مصروف ہوتے ہیں دشمن مسلسل تین بار تیر مارتا ہے تیر بدن میں پیوست ہو جاتا ہے مگر وہ بدستور نماز میں مشغول رہتے ہیں ان کے ساتھی پوچھتے ہیں کہ تم نے نماز کیوں نہیں توڑی؟ کہتے ہیں کہ جو سورہ شروع کی تھی جی نہ

چاہا کہ اس کو پورا کئے بغیر چھوڑ دوں۔

محمد رسول ﷺ کے دو جانشیں عین نماز کی حالت میں زخم کھا کر گرتے ہیں مگر مقتدیوں کی صف اس ذاتِ باری کے سامنے کھڑی ہو کر ہر فانی و میت ہستی کی محبت سے بے نیاز رہتی ہے اسی لئے خدا نے بشارت سنائی کہ وہ خدا کے محبوب اور خدا ان کا محبوب ہے یعنی

رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ۔

حضرات گرامی! احادیث کی متعدد کتابوں میں متعدد صحابہ سے منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی دعاؤں میں محبت الٰہی کی دُعا مانگا کرتے تھے انسان کو اس دنیا میں سب سے زیادہ محبوب اپنی اور اپنے اہل وعیال کی جان ہے لیکن محبوب خدا کی نگاہ میں یہ چیزیں ہیچ تھیں فرماتے تھے۔

۱ کللّٰھم اِنّی اَسئلُ حُبُّکَ وَحُبُّ مَن یُحِبُّکَ وَحُبَّ عَمَلٍ یُقَرِّبُ اِلٰی حُبّکَ. (ترمذی وحاکم)

اے اللہ میں تیری محبت مانگتا ہوں اور جو تجھ سے محبت کرتا ہے اس کی محبت، اور اس کام کی محبت جو تیری محبت کے قریب کر دے۔

اللّٰھم اجعَل حُبّکَ اَحبَّ اِلیّ مِن نفسی وَاَھلی وِمن الماءِ البارد

الٰہی تو اپنی محبت کو میری جان سے، میرے اہل و عیال سے، اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ میری نظر میں محبوب بنا۔

حضرات! عرب میں ٹھنڈا پانی دنیا کی تمام دولتوں اور نعمتوں سے زیادہ گراں اور قیمتی ہے لیکن سرور کائنات کی پیاس اس مادی پانی کی خنکی سے نہیں بجھتی تھی وہ صرف محبت الٰہی کا آب زلال اور چشمہ سلسبیل تھا جو اس تشنگی کو تسکین دے سکتا تھا عام انسان روٹی سے جیتے ہی ہیں مگر ایک عاشق الٰہی یعنی حضرت مسیحؑ کا قول ہے کہ انسان صرف روٹی سے نہیں جیتا پھر وہ کونسی غذا اور کونسی روٹی ہے کہ جس کو کھا کر انسان پھر کبھی بھوکا نہیں ہوتا نبی کریم ﷺ دعا فرماتے ہیں اللّٰھم ارزُقنی حُبّك وَحُبَّ مَنْ يَنْفَعنى فِي حُبّك (ترمذی) خداوندا تو اپنی محبت اور اس کی محبت جو تیری محبت کی راہ میں نافع ہو مجھے روزی کر۔

عام ایمان خدا اور رسول پر یقین کرنا ہے مگر جانتے ہو کہ تکمیل ایمان کی آخری منزل کیا ہے؟ صحیحین میں ہے مَن كَانَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَحَبُّ اِلَيْهِ مِمّا سِوَاهُما یہ کہ خدا اور رسول کی محبت کے آگے تمام ماسوا کی محبتیں ہیچ ہو جائیں۔

حدیث میں ہے کہ لڑائی کا میدان گرم ہے دشمنوں کے اندر بھگدڑ مچی ہوئی ہے ہر شخص اپنی جان بچانے کی فکر میں ہے بھائی بھائی سے، بچہ ماں سے الگ ہے اسی حال میں ایک عورت آتی ہے جس کا بچہ گم ہو گیا ہے محبت کی دیوانگی کا یہ عالم ہے کہ جو بچہ بھی اس کے سامنے آجاتا ہے اس کو اپنے بچہ کے جوش محبت میں چھاتی سے لگا لیتی ہے

اور دودھ پلادیتی ہے دفعتاً رحمۃ للعلمین کی نظر پڑتی ہے اور آپ صحابہ سے مخاطب ہوکر فرماتے ہیں "کیا یہ ممکن ہے کہ یہ عورت خود اپنے ہاتھ سے اپنے بچہ کو دھکتی ہوئی آگ میں ڈال دے؟" لوگ عرض کرتے ہیں کہ "ہرگز نہیں" آپ ﷺ فرماتے ہیں "تو ایسا نہ ہونا چاہئے کیونکہ جتنی محبت ماں کو اپنے بچہ سے ہے خدا کو اپنے بندوں سے اس سے بھی کہیں زیادہ محبت ہے (بخاری کتاب الادب) ایک دفعہ نبی کریم ﷺ ایک غزوہ سے واپس تشریف لا رہے تھے ایک عورت اپنے بچہ کو گود میں لے کر سامنے آتی ہے اور عرض کرتی ہے "یارسول اللہ! ایک ماں کو اپنی اولاد سے جتنی محبت ہوتی ہے کیا خدا کو اپنے بندوں سے اس سے زیادہ نہیں ہے؟" فرمایا" ہاں بیشک اس سے زیادہ ہے" بولی تو کوئی ماں اپنی اولاد کو آگ میں ڈالنا گوارہ نہ کرے گی" یہ سن کر فرط مسرت سے آپ ﷺ پر گریہ طاری ہوگیا۔ پھر سر اٹھا کر فرمایا" خدا صرف اس بندہ کو سزا دیتا ہے جو سرکشی سے ایک کو دو کہتا ہے"۔

(سنن نسائی باب ما یرجی من الرحمۃ)

آپ ایک مجلس میں تشریف فرما ہیں ایک صحابی ایک پرندے کو اس کے بچوں کے ساتھ چادر میں باندھ کر لاتے ہیں اور کہتے ہیں، "یا رسول اللہ! میں نے ایک جھاڑی سے ان بچوں کو اٹھا کر کپڑے میں لپیٹ لیا، ماں نے یہ دیکھا تو میرے سر پر منڈلانے لگی میں نے ذرا سا

کپڑے کو کھول دیا تو فوراً آکر بچوں پر گر پڑی "ارشاد ہوا" کیا بچوں کے ساتھ ماں کی اس محبت پہ تم کو تعجب ہے؟ قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا جو محبت اس ماں کو اپنے بچوں کے ساتھ ہے خدا کو اپنے بندوں کیساتھ اس سے بدرجہا زیادہ ہے۔

(ابوداؤد کتاب الاسماء)

برادرانِ ملت! جمال حق کا پہلا مشتاق اور مستور ازل کے زیر نقاب چہرہ کا پہلا بند کشا زندگی کے آخری مرحلوں میں ہے، مرض کی شدت ہے بدن بخار سے تپ رہا ہے چلنے کی سکت نہیں مگر یک بیک وہ اپنے اندر اعلان خاص کی طاقت پاتا ہے مسجد نبوی میں جاں نثار حاضر ہوتے ہیں سب کی نظریں حضور ﷺ کی طرف لگی ہوئی ہیں نبوت کا آخری پیغام سننے کے لئے بے چین ہیں دفعتاً لب مبارک ہلتے ہیں اور یہ آواز آتی ہے "لوگو!" میں خدا کے سامنے اس بات کی برأت کرتا ہوں کہ انسانوں میں میرا کوئی دوست نہیں ہے مجھ کو خدا نے اپنا پیارا بنایا ہے جیسے ابراہیم علیہ السلام کو اس نے اپنا پیارا بنایا تھا (مسلم کتاب المساجد) یہ تو وفات سے پہلے کا اعلان تھا عین حالت نزع میں زبان مبارک پر یہ کلمہ جاری تھا۔ اللھم رفیق الاعلی (بخاری ذکر وفات نبوی ﷺ) اللہ کی کریمی ورحیمی اس کی کرم پروری وکرم طرازی، عاجزوں ودرماندوں کی دستگیری، اور اپنے گنہگار بندوں پر اس کی شان

بخشش کا ترانہ، محمد رسول اللہ ﷺ نے خود اپنے کانوں سے سنا اور نادم ومتاسف سیہ کاروں اور خطا کاروں تک اس مژدہ کو پہنچا کر ان کے شکستہ اور زخمی دلوں پر مرہم رکھا حضرت ابوذر غفاریؓ فرماتے ہیں کہ رحمۃ للعلمین نے یہ پیغام ربانی ہم کو سنایا۔

"میرے بندو! میں نے اپنے اوپر بھی اور تمہارے درمیان بھی ظلم کو حرام کیا ہے تو ایک دوسرے پر تم ظلم نہ کیا کرو، اے میرے بندو! تم میں ہر ایک گمراہ تھا مگر جس کو میں نے راہ دکھائی، تم مجھ سے راستہ پوچھو میں بتاؤں گا، اے میرے بندو! تم میں ہر ایک بھوکا تھا مگر جس کو میں نے کھلایا، تم مجھ سے کھانا مانگو میں تم کو کھلاؤنگا، اے میرے بندو تم میں ہر ایک پیاسا تھا مگر وہ کہ جس کو میں نے پلا دیا، تم مجھ سے پانی مانگو میں تم کو پلاؤنگا، اے میرے بندو! تم میں ہر ایک ننگا تھا لیکن جس کو میں نے پہنایا، تم مجھ سے کپڑا مانگو میں تم کو پہناؤں گا، اے میرے بندو! تم دن رات گناہ کرتے ہو اور میں سب گناہوں کو معاف کرتا ہوں تم مجھ سے معافی مانگو میں تم کو معاف کروں گا، اے میرے بندو! مجھے نقصان پہونچانا تمہاری طاقت میں نہیں اور نہ نفع پہونچانا تمہاری قدرت میں ہے، اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے پچھلے جن وانس چھوٹے اور بڑے، مرد اور عورت دنیا کے سب سے بڑے پرہیزگار کے دل کے برابر ہو جائیں تو میری شہنشاہی میں ایک ذرہ اضافہ نہ

ہو گا۔ اوراے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے اور پچھلے جن وانس چھوٹے اور بڑے مرد اور عورت دنیا کے سب سے بڑے گنہگار کے دل کے برابر ہو جائیں تو بھی تیری شہنشاہی میں ذرّہ برابر کمی نہ ہو گی، اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے اور پچھلے اور جن وانس سب کسی ایک زمین میں کھڑے ہو کر مجھ سے مانگیں اور میں سب کے سوال کو پورا کروں تو میرے خزانہ میں کچھ کمی نہ ہو گی مگر اتنی جتنی ایک سوئی سمندر کے پانی میں ڈبو کر نکال لی جائے، اے میرے بندو! تمہارے ہی عمل ہوں گے جن کو میں گن گن کر تم کو واپس کرونگا اور پورا کرونگا تو جس کو بھلائی ملے وہ خدا کا شکر ادا کرے اور جس کو برائی ملے وہ خود اپنے ہی کو ملامت کرے"۔ (صحیح مسلم در ترمذی کتاب الزہد)

بزرگان محترم! محبت کا یہ پرکیف نغمہ دنیا نے محمد رسول اللہ ﷺ ہی کی زبان مبارک سے سنا، تسلی و تشفی کا یہ روح افزاء پیغام آپ ہی کے مبارک لبوں سے ادا ہوا، عفو و کرم کے بحر بیکراں کا یہ ساحل امید آپ ہی کے دکھانے سے ہم کو نظر آیا۔ اور گنہگاروں کو "میرے بندو!" کہکر پکارے جانے کی عزت آپ ہی کے وسیلے سے میسر آئی، خدا تعالیٰ ہمیں اور آپ سب کو رحمۃ للعلمین کے طفیل میں حب الٰہی، کی دولت سے مالامال فرمائے۔ آمین

حفیظ جالندھری نے طائف کے اس خون آشام واقعہ کا جو نقشہ

کھینچاہے اسکو پڑھکر اور سنکر دل پھٹنے لگتا ہے اور کلیجہ منہ کو آتا ہے۔

بڑے انبوہ در انبوہ پتھر لیکے دیوانے
لگے بارانِ سنگ اس رحمت عالم پہ برسانے
وہ ابر لطف جس کے سائے کو گلشن ترستے تھے
یہاں طائف میں اس کے جسم پر پتھر برستے تھے
وہ بازوجو غریبوں کو سہارا دینے والے تھے
پے بہ پے آنیوالے پتھروں کی چوٹ سہتے تھے
وہ سینہ جس کے اندر نور حق مستور رہتا تھا
وہی اب شق ہوجاتا تھا اس سے خون بہتا تھا
فرشتے جس پہ آ کر جبین شوق رکھتے تھے
وہ پائے نازنیں زخموں کی لذت آج چکھتے تھے
جگہ دیتے تھے جن کو حاملین عرش آنکھوں پر
وہ نعلین مبارک خاک وخوں میں بھر گئیں یکسر
بشر کی عیب پوشی کیلئے جس کو اتارا تھا
بشر کی چیرہ دستی سے وہ دامن پارہ پارہ تھا

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

راہ حق میں صحابہ کرام کی بلاء کشی

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدالانبیاء والمرسلین وعلیٰ الہ وصحبہ واھل بیتہ وا تباعہ اجمعین.
امابعد:فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم.وَالسّابقون الاوّلون مِنَ المُھَاجِرِینَ وَالانصارِ وَالّذِیْنَ اتّبَعُوھُمْ بِاِحْسَانٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ وَاَعَدَّلَھُمْ جنّٰتٍ تَجْرِی تَحْتَھَا الاَنْھٰرُ خٰلِدِینَ فِیْھَااَبداً ذَالِکَ الفَوْزُالعَظِیْمُ. (التوبۃ:۱۰۰)

انوکھی وضع ہے سارے زمانے سے نرالے ہیں
یہ عاشق کونسی بستی کے یارب رہنے والے ہیں

جناب صدر و محترم سامعین! آج کی اس مجلس میں میں آپ حضرات کے سامنے صحابہ کرام اور راہ حق میں ان کی قربانیوں اور جاں نثاریوں کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔

حضرات! سرورِ کائنات ﷺ کی ذات گرامی کے بعد آپ کے صحابہؓ اپنی سیرت و کردار، اخلاق و عادات، اور شمائل و خصائل کے لحاظ سے اتنے اعلیٰ و ارفع مقام پر فائز ہیں کہ جماعت انبیاء کو چھوڑ کر اتنے عظیم مرتبہ اور اعلیٰ مقام کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا، یہ وہ نفوس قدسیہ تھے جنہوں نے نبی آخرالزماں کے روئے انور سے اپنی آنکھوں کو منور کیا ان کے اسوہ حسنہ، اور طریقے کو اپنی زندگی کا شعار بنایا ان کے آتشیں نفوس سے آج تک فوز و فلاح اور ہدایت و سعادت کے چراغ روشن ہیں جہالت کے اندھیروں اور کفر کی تاریکیوں میں انہوں نے ایمان باللہ کی قندیلیں روشن کیں اعلاء کلمۃ اللہ اور دینِ حق کے لئے انہوں نے اپنی جان مال اولاد اور جس چیز کی ضرورت پڑی نذر کردی۔ شمع رسالت کے ان پروانوں نے راہ حق میں جو مصائب جھیلے، اور جن مشکلات سے دوچار ہوئے ان کا حال سنکر جسم پر لرزہ طاری ہوتا ہے، روح کانپ اٹھتی ہے ان کی مظلومیت اور بیکسی کی دلخراش اور دلدوز داستان سن کر آنکھیں اشکبار اور دل پھٹنے لگتا ہے، ایسے ایسے مظالم کہ جن سے انسانیت بھی تڑپ اٹھتی ہے اگر انسان کبھی انسان بن گیا تو سوچنے پر مجبور ہوگا کہ وہ انسان بھی انسان کہلانے کے مستحق اور روادار تھے جنہوں نے صحابہؓ کی مظلوم و مقہور اور مسکین جماعت کیلئے وہ زیادتیاں، ناانصافیاں ستم رانیاں اور درندگیاں ایجاد کیں جن سے خوفناک

Scanned by CamScanner

سے خوفناک درندہ، اور بڑے سے بڑا وحشی جانور اور سنگدل سے سنگدل ظالم بھی آشنا نہیں۔

حضرات! ان پروانوں کی دلگذاری، جانسوزی اور جانبازی کی نرالی شان تھی دین متین کی ترویج اور پرچم حق کی سربلندی کیلئے ان عشاق رسول نے زندگی کے ہر میدان میں وہ قربانیاں پیش کیں کہ ان کا انفرادی واجتماعی کردار صبح قیامت تک فرزندان توحید کیلئے مشعل راہ بن گیا ان قدسی صفات انسانوں نے خدائے واحد کی رضاء کیلئے ماں باپ کو چھوڑا اہل وعیال کی فرقت برداشت کی قبیلے اور وطن عزیز کو خیر باد کہا، گھر بار لٹایا۔

نہ پوچھو مجھ سے لذت خانماں برباد رہنے کی
نشیمن سینکڑوں میں نے بنا کر پھونک ڈالے ہیں

فاقے سہے طرح طرح کی جسمانی اذیتیں برداشت کیں یہاں تک کہ ضرورت پڑنے پر راہ حق میں اپنی جانوں تک کا نذرانہ پیش کر دیا۔

اللہ کے ان پاکباز، وپارسا اور برگزیدہ انسانوں کا جذبہ فدائیت وجاں نثاری بارگاہ خداوندی میں اتنا پسند آیا کہ قرآن پاک میں جگہ جگہ ان کے اوصاف بیان کئے گئے ان کی تعریف وتحسین کی گئی۔ اور ان کو جنت کی بشارت دی گئی، ارشاد فرمایا "محمدرسول اللہ وَالّذین معہٗ اَشِدّاء عَلی الکُفّار رُحماءُ بَینَھم" (فتح آیت ۲۹)

وہ کافروں کے مقابلہ میں پتھر کی چٹان سیسہ پلائی دیوار یا سد سکندری ہیں، کوئی دھمکی، سختی، دباؤ، یا ترغیب و تحریص انہیں راہ حق سے برگشتہ نہیں کرسکتی وہ آپس میں رحیم، ایک دوسرے کے ہمدرد، غمگسار ہیں ایک دوسرے کو سلام کرنے میں پہل کرتے ہیں، خوش کلام اور خندہ رو ہیں ایک دوسرے کا خون اپنے اوپر حرام سمجھتے ہیں، قطع رحمی، ظلم، انتقام، بدعہدی، بدگمانی، تہمت طرازی، تمسخر اور فتنہ و فساد سے اجتناب کرتے ہیں، جذبہ اخوت کی انتہاء یہ تھی حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ آئے تو حضرت سعد بن ربیعؓ کے گھر پر قیام کیا حضرت سعد کی دو بیویاں تھیں انہوں نے حضرت عبدالرحمٰنؓ سے کہا میرا تمام مال و اسباب نصف تقسیم کرلیں۔

یہاں تک کہ میں اپنی ایک بیوی کو طلاق دیتا ہوں عدت گذرنے کے بعد آپ اس سے نکاح کرسکتے ہیں، حضرت سعدؓ کے دل میں اخوت و محبت اور ایمان کا جو جذبہ موجزن تھا حضرت عبدالرحمٰنؓ کا دل بھی اس سے سرشار تھا انہوں نے اپنے بھائی کو اس آزمائش میں ڈالنا گوارہ نہ کیا ان کے جذبہ اخوت کو سراہتے ہوئے بولے "اللہ تمہارے مال اور اولاد میں برکت دے اور تم پر اپنی رحمتوں کی بارش کرے مجھے اور کچھ نہیں چاہئے صرف اتنا بتادو کہ بازار کا راستہ کدھر ہے؟ میں تجارت کرکے اپنی روزی کماؤں گا"۔

Scanned by CamScanner

سورۂ انفال میں صحابہ کے یہ اوصاف بیان کئے گئے ہیں۔

اِنّما المُؤمنُونَ الّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوبُھُمْ وَاِذَا تُلِیتْ عَلَیْھِمْ اٰیَاتُہٗ زَادَتْھُمْ اِیْمانًا وَعَلٰی رَبِّھِمْ یَتوَکّلُون. اَلّذِیْنَ یُقِیمونَ الصَّلٰوۃَ وَمِمّارَزقنٰھُمْ یُنْفِقُون. اُولئِكَ ھُمُ المُؤمِنُوْنَ حَقًّالَھُمْ دَرجَاتٌ عِنْدَرَبّھِمْ وَمَغْفِرَۃٌ وَرِزْقٌ کَرِیمٌ. (الانفال)

حقیقت میں ایمان والے تو وہ ہیں کہ جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر ہو تو ان کے دل خشیت الٰہی سے کانپ جاتے ہیں اور جب ان کے سامنے اس کی آیتیں تلاوت کی جاتی ہیں تو ان کے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے اور اپنے پروردگار پر بھروسہ کرتے ہیں، جو نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں دراصل یہی مومن ہیں ان کے پروردگار کے ہاں ان کے لئے درجات جنت ہیں اور مغفرت اور عمدہ رزق۔

سورۂ توبہ میں حق تعالیٰ نے مہاجرین و انصار کو اپنی خوشنودی کی بشارت دیتے ہوئے فرمایا: وَالسّابقُون الاوّلُون مِنَ المُھاجرِینَ وَالانصارِ وَالّذِیْنَ اتّبَعُوھُمْ بِاِحْسَانٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ وَاَعَدَّلَھُمْ جنّٰتٍ تَجْرِی تَحْتَھَا الاَنْھٰرُ خٰلِدینَ فِیْھَا اَبداً ذَالِكَ الفَوْزُالْعَظِیْمُ. (التوبۃ ۱۰۰)

"اور وہ لوگ جو پہلے ایمان لانیوالے ہیں مہاجرین اور انصار میں

سے اور وہ جنہوں نے ان کی اتباع کی خلوص نیت کے ساتھ اللہ ان سے خوش ہو گئے، اور وہ اللہ سے خوش ہو گئے، اللہ نے ان کے لئے ایسی جنتیں تیار کر رکھی ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی ان میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے یہ بہت بڑی کامیابی ہے" سورۂ توبہ میں ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا: والمؤمنون والمؤمنات بعضهم اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ یَاْمُرُوْنَ بِالمَعْرُوف وَینھون عَنِ المُنْکَرِ ویُقیمُون الصَّلٰوة ویُوتُوْنَ الزکوٰة ویُطیعُوْن اللهَ وَرَسُولَهٗ أُولٰئِكَ سَیَرْحَمُهُمُ اللهُ اِنَّ اللهَ عزیزٌ حَکِیمٌ. (التوبہ)

"مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں نیکی کا حکم کرتے ہیں برائی سے روکتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن پر اللہ رحم کرے گا بیشک اللہ غالب اور حکمت والا ہے" سورۂ انفال میں ایک اور جگہ ارشاد ہے:

وَالّذین اٰمنُوْا وَھَاجَرُوْا وَجَاھَدُوْا فِی سَبیل اللهِ وَالّذین آوَوْا وَنَصَرُوا أُولٰئك هم المؤمنُونَ حَقًّا لَهُمْ مَغفرةٌ وَرِزْق کریمٌ وَالّذِین اٰمنُوا مِنْ بَعْد وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا مَعَكم فاؤلئك مِنكُمْ. (الانفال)

"وہ لوگ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا،

اور وہ لوگ کہ جنہوں نے پناہ دی، اور نصرت کی یہی لوگ کامل الایمان ہیں ان کے لئے مغفرت ہے اور عمدہ رزق، اور وہ لوگ کہ جو بعد میں ایمان لائے، اور ہجرت کی، اور تمہارے ساتھ رہ کر جہاد کیا، پس وہ بھی تم میں سے ہیں"۔

حضرات! ان نفوس قدسیہ میں سے چند ایک کے ایمان افروز واقعات بھی سن لیجئے۔

حضرت بلال حبشیؓ مکہ کے ایک مشرک اور متکبر رئیس امیہ بن خلف کے غلام تھے، اسلام کی منادی سنتے ہی صدق دل سے ایمان لے آئے اس نے قبول حق کے جرم میں حضرت بلالؓ کیلئے طرح طرح کے عذاب ایجاد کئے ان کی گردن میں رسی باندھ کر شریر اور اوباش لڑکوں کے ہاتھ میں دے دیتا اور وہ ان کو مکہ کے پہاڑوں میں گھسیٹتے پھرتے، جلتی ہوئی ریت پر اوندھے منہ لٹا دیتے اور ان پر پتھروں کا ڈھیر لگا دیتے، مشہور شاعر رسالت حضرت حسان بن ثابتؓ کا بیان ہے کہ زمانہ جہالت میں وہ مکہ حج یا عمرہ کیلئے آئے، دیکھا کہ لڑکوں نے بلالؓ کو رسی سے باندھ رکھا ہے اور گھسیٹ رہے ہیں لیکن وہ کہے جا رہے ہیں میں "لات، عزیٰ، ھُبل، اَساف، نائلہ اور بوانہ سب کا انکار کرتا ہوں"

کبھی امیہ خود بھی انہیں گھر سے نکال دیتا اور حرہ کی جلتی ہوئی ریت پر لٹا کر بھاری پتھر ان کے سینے پر رکھ دیتا۔

مشہور صحابی رسول حضرت عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ میں نے بلالؓ کو اس حال میں دیکھا کہ امیہ نے ان کو سخت تپتی ہوئی زمین پر لٹار کھا ہے جس پر اگر گوشت رکھ دیا جاتا تو وہ گل جاتا، مگر وہ اس حالت میں بھی کہہ رہے تھے کہ میں "لات وعزیٰ" کا انکار کرتا ہوں۔

کسی دن بنوجمح کے لونڈے حضرت بلالؓ کو بری طرح پیٹتے، دن کے وقت ان کے کپڑے اتروا کر لوہے کی زرہ پہناتے اور دھوپ میں ڈال دیتے شام کو ہاتھ پاؤں باندھ کر ایک کوٹھری میں پھینک دیتے اور رات کو انہیں تازیانے رسید کرتے رہتے لیکن کیا مجال کہ ان کے قدم جادۂ حق سے ڈگمگائیں۔

حضرت ابو فکیہہ یسار ازدی بھی اسی امیہ بن خلف کے غلام تھے، یہ ان کو بھی قبول اسلام کے جرم میں تپتی ہوئی ریت پر لٹاتا، اور پیٹھ پر ایک وزنی پتھر رکھدیتا، گرمی کی شدت اور پتھر کے بوجھ کی وجہ سے بیہوش ہو جاتے، ایک دن تپتی ہوئی ریت پر لٹا کر اس زور سے گلا دبا دیا کہ ان کی زبان باہر آگئی اور بے حس وحرکت ہو گئے وہ سمجھا کہ ختم ہو گئے لیکن ابھی ان میں زندگی کی رمق باقی تھی حسن اتفاق سے حضرت ابو بکر صدیقؓ کا ادھر سے گذر ہوا انہوں نے یہ منظر دیکھا تو دل بھر آیا اسی وقت خرید کر آزاد کر دیا۔

حضرت یاسر بن عامرؓ، ان کی بیوی، سمیہ بنت خباط اور دو فرزندوں

Scanned by CamScanner

حضرت عبد اللہ و حضرت عمارؓ نے قبول حق کی سعادت حاصل کی تو ابو جہل نے انہیں ایسی ایسی اذیتیں اور تکلیفیں دیں کہ ان کا حال پڑھ کر آدمی تھراجاتا ہے۔

حضرت ابو جندلؓ اور حضرت عبد اللہؓ رئیس قریش سہیل بن عمرو کے سعید الفطرت فرزند ہیں اوائل بعثت میں جب اسلام قبول کیا تو باپ اس قدر غضبناک ہوا کہ اس نے دونوں بیٹوں کے پاؤں میں بیڑیاں ڈال کر قید خانہ میں ڈال دیا جہاں وہ سالہاسال تک قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرتے رہے۔

حضرت زبیر بن العوام جو نبی کریم ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی ہیں جب حلقہ بگوش اسلام ہوئے تو ان کے سر پرست چچا نوفل بن خویلد غم و غصہ سے دیوانہ ہو گیا۔ حافظ ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں بیان کیا کہ نوفل حضرت زبیرؓ کو چٹائی میں لپیٹ دیتا، پھر آگ سلگا کر اس کی دھونی دیتا، اور حضرت زبیرؓ سے کہتا کہ اپنے آبائی دین کی طرف واپس آجا لیکن حضرت زبیرؓ بار بار یہی کہتے کہ ”ہرگز نہیں ہرگز نہیں اب میں کبھی کفر اختیار نہیں کروں گا“۔

حضرت مصعب بن عمیرؓ ایک خوشحال گھرانے کے چشم و چراغ تھے مکہ میں ان جیسا شکیل، خوبصورت، سجیلا اور خوش پوش نوجوان نہیں تھا، وہ اعلیٰ سے اعلیٰ کپڑے پہنتے، عمدہ سے عمدہ خوشبو استعمال کرتے، جس

راہ سے گذر جاتے وہ خوشبوؤں میں بس جاتی اس زمانہ میں دو سو درہم کا قیمتی جوڑا پہنتے تھے ماں باپ کا یہ چہیتااور لاڈلا اپنے وقت کا بیشتر حصہ اپنی تزئین و آرائش اور خوبصورت زلفوں کو سنوارنے میں صرف کر دیتا اللہ تعالیٰ نے انہیں سعید فطرت سے نوازا تھااوائل بعثت میں جوں ہی صدائے حق کانوں میں پڑی بلاتامل اس پر لبیک کہکر اہل ایمان کے زمرہ میں شامل ہو گئے گھر والوں کو خبر ملی تو قبول اسلام کے جرم میں ان کے ہاتھ پاؤں باندھ کر قید تنہائی میں ڈال دیا۔ ۵ء میں جب نبی کریم ﷺ کے ایماء پر ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے وہاں سے واپس آئے تو ابتلاء اور آزمائشوں نے سارا رنگ و روپ ختم کر دیا تھا، حریر و قاقم کے بجائے ایک کمبل آدھا اوڑھے اور آدھا باندھے نظر آتے تھے جسے اگلی طرف سے ببول کے کانٹوں سے اٹکار کھا تھا ۳ھ میں غزوہ احد میں مردانہ وار لڑتے ہوئے شہادت پائی تو نبی کریم ﷺ کو بڑا صدمہ ہوا آپ ان کی لاش کے قریب کھڑے ہو گئے اور یہ آیت تلاوت فرمائی۔

مِنَ الْمُئو مِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَا هَدوا الله عَلَیْهِ فَمِنْهُمْ من قَضٰی نَخبَهٗ. وَمِنْهُمْ مِنْ مُنْتَظِروا مَا بَدَّلُوا تَبْدِیْلاً.

ترجمہ: اہل ایمان میں ایسے لوگ بھی ہیں۔ جنھوں نے سچے کر دکھایا۔ اس عہد کو جو انھوں نے اللہ سے کیا تھا ان میں سے بعض وہ ہیں جو اپنی باری (زندگی) پوری کر چکے ہیں اور بعض وہ ہیں ان میں سے جو

Scanned by CamScanner

انتظار کر رہے ہیں اور انھوں نے ذرا بھی تبدیلی نہیں کی۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے آبدیدہ ہو کر فرمایا "میں نے تمہارے جیسا حسین اور خوش پوش اور کوئی نہ دیکھا تھا لیکن آج میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ تمہارے بال گرد آلود اور تمہارے جسم پر ایک چادر ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ تم لوگ قیامت کے دن اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوگے"

حضرت خباب بن الارث نے اسلام قبول کیا تو کفار نے ان پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے وہ ان کے کپڑے اتروا کر دہکتے انگاروں پر لٹاتے اور سینہ پر بھاری پتھر رکھدیتے، کبھی انگاروں پر لٹا کر ایک قوی ہیکل انسان ان کے سینے پر بٹھا دیتے تا کہ کروٹ نہ بدل سکیں، حضرت خبابؓ نہایت صبر واستقامت کے ساتھ ان انگاروں پر کباب ہوتے رہتے یہاں تک کہ زخموں سے خون اور پیپ رس رس کر ان انگاروں کو ٹھنڈا کر دیتے۔

ابن ہشام مشہور مورخ اور سیرت نگار کا بیان ہے کہ حضرت خبابؓ ایک قسی القلب اور سنگدل عورت کے غلام تھے وہ انہیں قبول اسلام کے جرم میں کبھی لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ میں لٹاتی اور کبھی تپتے ہوئے لوہے سے ان کا سر داغتی حضرت خبابؓ کو اس طرح کے لرزہ خیز ستم سہتے سہتے ایک مدت گذر گئی تو ایک دن فریاد لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پہنچے۔ بخاری کی روایت ہے کہ اسوقت نبی کریم ﷺ

کعبہ کے سایہ میں رداء مبارک سر کے نیچے رکھ کر لیٹے ہوئے تھے، حضرت خبابؓ نے عرض کیا "یارسول اللہ آپ اللہ پاک سے ہمارے لئے دعا کیوں نہیں فرماتے؟"

یہ سن کر نبی کریم ﷺ سنبھل کر بیٹھ گئے آپ کا چہرہ اقدس سرخ ہو گیا اور آپ ﷺ نے فرمایا "تم سے پہلے گذشتہ زمانہ میں ایسے لوگ بھی ہوئے ہیں کہ لوہے کی کنگھیوں سے ان کا گوشت نوچ ڈالا گیا سوائے ہڈیوں اور پٹھوں کے ان کے جسم پر کچھ نہ چھوڑا ایسی سختیوں نے بھی ان کا دین پر اعتقاد متزلزل نہیں کیا ان کے سروں پر آرے چلائے گئے، چیر کر بیچ میں سے دو کر دیئے گئے اس کے باوجود بھی دین کو نہیں چھوڑا، اللہ اس دن ان کو ضرور کامیاب کرے گا اور تم دیکھو گے کہ اکیلا سوار صنعاء (یمن) سے حضر موت تک جائیگا اور سوائے اللہ عزوجل کے کسی سے نہیں ڈرے گا"۔

نبی کریم ﷺ کے ارشادات سن کر حضرت خبابؓ منشاء خداوندی سمجھ گئے اور خاموشی سے واپس چلے گئے۔

علامہ ابن اثیرؒ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے اپنے عہد خلافت میں حضرت خبابؓ سے اپنی داستانِ مصیبت سنانے کی فرمائش کی۔ انہوں نے امیر المومنین کو کپڑا اٹھا کر اپنی پشت دکھائی تو وہ حیران رہ گئے ساری پشت لٹھے کی طرح سفید تھی حضرت خبابؓ نے فرمایا

"امیر المومنین آگ دہکا کر اس پر مجھے لٹایا جاتا تھا یہاں تک کہ میری پشت کی چربی پگھل پگھل کر اس کو بجھا دیتی" **اللہ اکبر۔**

یہ مکہ میں مشرف باسلام ہونے والے نفوس قدسیہ اور عاشقانِ رسول کی بلاکشی کی چند ہی مثالیں ہیں ورنہ دیکھا جائے تو ابتدائے اسلام میں توحید کے علمبرداروں میں کوئی بھی ایسا متنفس نہیں تھا' جو کفار و مشرکین کی ستم رانیوں اور چیرہ دستیوں سے محفوظ رہ سکا ہو۔

ہزار گردشِ شام و سحر سے گذرے ہیں
وہ قافلے جو تری راہ گذر سے گذرے ہیں

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العٰلمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نماز ایک جامع عبادت ہے

الحمدللہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلیٰ اٰلہ وصحبہ اجمین. امابعد

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرّجیم☆ بسم اللہ الرّحمٰن الرحیم.

اَلَم تَرَ اَنَّ اللہ یَسْجُدُلَہٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُومُ وَالجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ وکثیرٌ مِنَ النَّاسِ وکثیرٌحقَّ عَلَیْہِ العَذَاب وَمَنْ یُہِنِ اللہ فَمَالَہٗ مِنَ مُکرمٍ اِنَّ اللہ یَفْعَلُ مَایَشَآءُ(حج ـ۱۸) ؎

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

جناب صدر! حضرات سامعین نوجوانان ملت، میں نے آپ حضرات کے سامنے سورہ حج کی ایک آیت تلاوت کی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔ "کیا تجھے خبر نہیں کہ اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں جو کوئی بھی

آسمانوں اور زمین میں ہے اور سورج اور چاند اور ستارے اور پہاڑ اور درخت اور چوپائے اور کثرت سے انسان بھی۔ اور بہتوں پر عذاب ثابت ہو گیا ہے اور جس کو اللہ ذلیل کرے اس کو کوئی عزت دینے والا نہیں بیشک اللہ جو چاہے کرے"۔

حضرات! جب سے یہ عظیم کائنات اور اس میں پائی جانے والی مخلوق، وجود میں آئی اسی وقت سے کائنات کی ہر چیز اپنے اشکال کے اختلاف و تنوع اور طرز عبادت کے فرق کے باوجود ایک ایسی نماز اور ایک ایسی حمد و تسبیح میں مشغول ہے جو اس کے فرض منصبی اور اس کے مزاج کے ساتھ ہم آہنگ ہے جس کو صرف وہی سمجھ سکتا ہے جسکی چشم بصیرت اللہ تعالی نے کھول دی ہو اور یہ مادی حجاب اٹھالئے ہوں" تُسَبِّح لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبعُ وَالاَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ وَاِنْ مِنْ شيئٍ الاَّ يُسبحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لاَ تفقَهُونَ تَسْبِيحهُمْ ۔ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيماً غَفُوراً (بنی اسرائیل) اسی کی پاکی بیان کرتے ہیں ساتوں آسمانوں اور زمین اور جو کوئی بھی ان میں موجود ہیں اور کوئی بھی چیز ایسی نہیں جو حمد کے ساتھ اس کی پاکی نہ بیان کرتی ہو البتہ تم ہی ان کی تسبیح کو نہیں سمجھتے ہو بیشک وہ بڑا حلم والا ہے۔ بڑا مغفرت والا ہے۔

حضرات! انسان برتری و شرف، اپنی عقل اور اپنے قلب کی وجہ سے دوسری مخلوقات کی بہ نسبت اس بات کا زیادہ حقدار تھا کہ مسلسل

عبادت میں رہتا، اپنا ہر لمحہ رکوع و سجود، تسبیح و تقدیس، تحمید و تنزیہ اور ذکر الٰہی میں گذارتا اور جو بیشمار نعمتیں بارش کی طرح اس پر برستی ہیں ان کا بھی تقاضہ تھا کہ وہ عبادت کو ایک لمحہ کیلئے بھی ترک نہ کرتا اور کسی بھی وقت اس کی زبان اللہ کے ذکر سے خالی نہ ہوتی اس کا دل یاد الٰہی سے کسی بھی وقت غافل نہ ہوتا ان تمام خصوصیات اور امتیازات کی وجہ سے انسان کے لئے ایک ایسے طرز عبادت اور نظام بندگی کی ضرورت تھی جو اس کی فطرت، اس کے فرض منصبی، کائنات میں اس کے مرتبہ و مقام اور اس ذمہ داری فریضہ کے ساتھ ہم آہنگ ہو جو خلافت الٰہی کی صورت میں اس کے کاندھوں پر ڈالی گئی ہے، ایک طرف عبادت اس کے لئے ضروری بھی تھی اس لئے کہ اس کی فطرت کا تقاضہ، اس کے وجود کا منشا اس کے ضمیر کی آواز اس کی شرافت و کرامت کا اظہار انسانیت کی ضرورت اور قلب و روح کی غذا ہے دوسری طرف یہ بھی ضروری تھا کہ یہ عبادت اس کے قد و قامت اور شخصیت کے مطابق اور اس کی نازک اور اہم حیثیت اور اس کے متفرد و ممتاز مقام و مرتبہ کے ساتھ جوڑ بھی کھاتی ہو اور اس پوشاک کی طرح ہو جو اس کے جسم پر پوری طرح فِٹ آجائے۔ نہ تنگ ہو نہ ڈھیلا نہ لمبا ہو نہ چھوٹا، نہ بدزیب۔ اور نہ بدنما، نماز درحقیقت یہی لباس ہے جو ٹھیک اس کے وجود پر اتر رہا ہے۔

حضرات! نماز بندوں پر اللہ تعالیٰ کا ایک عظیم فریضہ ہے، نماز دین کا ستون ہے، نماز مؤمن کی معراج ہے، نماز مسلمانوں اور کافروں کے درمیان وجہ امتیاز ہے۔ نماز نجات کی شرط ہے ایمان کی محافظ ہے ہدایت و تقویٰ کی بنیاد ہے، نماز برائیوں سے روکتی ہے، فحش کاموں فحش باتوں اور بے حیائی سے بچاتی ہے اخلاق ذمیمہ ورذیلہ کو دور کرتی ہے اخلاق فاضلہ اور اوصاف حمیدہ پیدا کرتی ہے نماز کامیابی کی ضمانت ہے نماز تزکیہ نفس تزکیہ اخلاق اور تزکیہ قلب کا ذریعہ ہے۔

نماز ہر آزاد اور غلام امیر اور غریب، بیمار اور تندرست، مسافر اور مقیم پر ہمیشہ کیلئے اور ہر حال میں فرض ہے نماز درحقیقت اس فطرت انسانی اور تقاضہ بشری کی تسکین وتکمیل ہے، نماز ضعف واحتیاج، مجبوری درماندگی کی حالت، دعاو مناجات کے ساتھ اس خدائے بزرگ و برتر کی پناہ میں آجانے کا نام ہے جو طاقتور ہے بے نیاز ہے، سخی ہے، داتا ہے، کرم کرنے والا اور مہربان ہے، حفاظت کرنے والا ہے عطا کرنے والا جاننے والا، خبر رکھنے والا، سننے والا، دیکھنے والا اور دینے والا ہے۔ نماز درحقیقت شکر واحسان و فاشعاری اور حب الٰہی عبودیت و تذلل اور خشوع و خضوع اور تواضع وانکساری کے اس جذبہ کی تسکین ہے جو انسان کی فطرت، اور اس کی سرشت میں ہے۔ اور اس کی انسانیت کا سب سے بڑا جوہر ہے اس سلسلہ میں تو مومن کی مثال مچھلی کی سی ہے

جو پانی کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی اگر پانی سے زبردستی اس کو نکال بھی دیا جائے تب بھی وہ پانی کے لئے بے قرار اور بے تاب رہے گی اور موقع ملتے ہی فوراً پانی میں کود جائیگی نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد گرامی اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے ”جُعِلَتْ قُرَّةُ عَیْنِی فِی الصَّلٰوۃ“ کہ میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے اس طرح ایک موقع پر حضرت بلالؓ سے فرمایا ”یَا بِلَالُ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ اَرِحْنَا بِھَا“ کہ اے بلال نماز کی تیاری کرو اور اس کے ذریعہ ہم کو آرام پہنچاؤ۔

سامعین کرام! نماز مؤمن کے لئے اس محبت کرنے والی ماں سے بھی زیادہ پناہ لینے، سر چھپانے آرام پانے کی جگہ اور اس کی گود سے بھی زیادہ راحت رساں اور جنت بداماں ہے، جو ایک یتیم، ضعیف، عاجز، بے سہارا اور لاڈلے بچہ کیلئے ہر وقت کھلتی رہتی ہے اور جب بھی بچہ کو کسی قسم کے اور نقصان کا خطرہ ہوتا ہے، کوئی اس کو چھیڑتا اور پریشان کرتا ہے تو فوراً ماں سے چمٹ جاتا ہے اور اس کی گود میں بیٹھ کر اطمینان محسوس کرتا ہے، اس طرح نماز مؤمن کی سب سے بڑی پناہ گاہ اور جائے قرار ہے یہ وہ مضبوط رسی ہے جو اس کے اور اللہ کے درمیان پھیلی ہوئی ہے وہ جب چاہے اس کو مضبوطی سے تھام کر اپنی حفاظت کی ضمانت حاصل کرسکتا ہے، نماز مؤمن کے روح کی غذا، درد کا درماں، زخم کا مرہم بیماری سے شفا اور اس کا سب سے بڑا ہتھیار اور سہارا

ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

یَاَیُّھَاالَّذِین اٰمنُوا استَعِینُوا بالصبرِ وَالصَّلوٰۃِ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِین

اے ایمان والو صبر اور نماز سے مدد چاہو بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

نبی کریم ﷺ کا معمول تھا کہ جب کوئی خاص مسئلہ درپیش ہوتا تو آپ فوراً نماز کی طرف متوجہ ہوتے۔ حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے کہ "جب نبی کریم ﷺ کو کوئی پریشانی درپیش ہوتی تو فوراً نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے" حضرت ابو درداؓ سے روایت ہے کہ "جب کبھی رات کے وقت تیز ہوا چلتی آپ مسجد کا رخ فرماتے اور جب تک ہوا نہ تھم جاتی وہیں تشریف رکھتے اسی طرح جب سورج یا چاند گرھن ہوتا تو نماز میں مشغول ہو جاتے یہاں تک کہ گرھن ختم ہو جاتا" (طبرانی)

ابو داؤد شریف میں حضرت نضرؓ سے روایت ہے کہ حضرت انسؓ کے زمانہ میں ایک مرتبہ سخت تاریکی چھا گئی میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے کہا کہ اے ابو حمزہ کیا کبھی نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں بھی ایسا ہوا کرتا تھا؟ انہوں نے فرمایا کہ "توبہ توبہ اگر کبھی زور کی آندھی بھی آجاتی تھی تو ہم بھاگ کر مسجد میں پناہ لیتے تھے اس ڈر سے کے کہیں قیامت نہ آگئی ہو"

حضرات! نماز سے صحابہ کرام کی شیفتگی و فریفتگی اور اس کی خاطر

ہر قسم کے مرغوبات کی قربانی کو اس زمانہ کے مشرکین بھی تسلیم کرتے تھے مسلم میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ "ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قبیلہ جہمیہ کے لوگوں سے جہاد کیا۔ انہوں نے بہت سخت جنگ کی" حدیث کے آخری الفاظ یہ ہیں کہ وہ کہتے تھے کہ "ان کی اس نماز کا وقت آنے والا ہے جو ان کو ان کی اولاد سے بھی زیادہ محبوب ہے" یعنی اس وقت ان کی مشغولیت اور استغراق سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے اور جب وہ نمازیں شروع کریں اس وقت ان پر حملہ کامیاب ہو سکتا ہے کیونکہ وہ نماز میں اس قدر مستغرق اور مشغول ہوتے ہیں کہ دنیا و مافیہا کی ان کو خبر نہیں رہتی۔

محترم بزرگو! نماز جامع عبادت ہے جو انسان کے جسم و عقل اور قلب تینوں چیزوں کی حکیمانہ و منصفانہ نمائندگی ہے۔

جسم کے حصہ میں قیام اور رکوع و سجود آیا ہے۔ زبان کے حصے میں تلاوت و تسبیح آئی ہے عقل کے حصے میں تفکر و تدبر آیا ہے قلب کے حصے میں خشوع و انابت اور رقت و کیفیت آئی ہے اور قرآن حکیم میں ان تینوں کا ذکر موجود ہے اعمال کی طرف اشارے کرتے ہوئے فرمایا۔

وقُومُوا للهِ قَـانتين. (بقرہ: ۲۳۸)

اور اللہ کے سامنے عاجزوں کی طرح کھڑے رہو۔

یا ایھاالذین امنـوا، ارکَعُوا وَاسجُدُوا ربَّکُم وَافعلو

الخیر لعلکم تفلحون. (حج: ۷۷)

اے ایمان والو، رکوع کیا کرو اور سجدہ کیا کرو اور اپنے پروردگار کی عبادت کرتے رہو اور نیکی کرتے رہو تاکہ کچھ فلاح پا جاؤ۔

عقل کے اعمال کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

"یا ایها الذین امنوا لاتقربُوا الصلوٰة وَاَنتُمْ سُکاریٰ حتی تعلمُوا مَا تقولُون" .(نساء ۴۳)

اے ایمان والو! تم نماز کے قریب نہ جاؤ اس حال میں کہ تم نشے میں ہو یہاں تک کہ جو کچھ کہتے ہو اسے سمجھنے لگو، اور قلب کے اعمال کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

"قَدْ اَفْلَحَ المؤمِنُونْ الذین هُمْ فی صلوتهم خاشعون.

(مومنون:۱،۲)

تتجافٰی جُنُوبُهُم عَنِ المَضَاجِعِ یَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وطَمَعًا وَمِمّا رَزَقْنٰهُمْ یُنفِقُوْنَ. (سجدہ:۱۶)

ان کے پہلو خواب گاہوں سے الگ رہتے ہیں اور اپنے پروردگار کو وہ پکارتے رہتے ہیں خوف سے اور امید سے اور جو کچھ ہم نے دے رکھا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

برادران اسلام! حکمت خداوندی اور شریعت مصطفوی ﷺ نے نماز کا جو لطیف وعمیق اور جامع ومانع نظام قائم کیا ہے اس کا مقصود صرف

یہ ہے کہ اس کے ذریعہ انسان اپنے مقصد عبودیت کی تکمیل کر سکے اس کے اندر اخلاص، للّٰہیت غایت درجہ کا تذلل خضوع، استغاثہ، ابتہال، اور تعلق مع اللہ، اللہ کی صفات سے پیدا ہوں وہ ماموراللہ سے منقطع ہو جائے اور ہر اس شخص کے خلاف اعلان بغاوت کرے جو اللہ تعالیٰ کی الوہیت وربوبیت، اس کی عظمت وکبریائی اس کے حکم وفیصلہ اور اس کی اطاعت مطلقہ میں حصہ دار بننا چاہتا ہو اور زبان حال یا مال سے اپنی پرستش کرنے کی دعوت دیتا ہو اور نمازی اپنے طرز عمل سے اس کا دعویدار ہو کہ وہ حکم دینے والا ہے اور وہی منع کرنے والا، اسی سے امید رکھنی چاہیئے اور اسی سے ڈرنا چاہیئے نماز کا مقصد یہ ہے کہ نفس انسانی میں ایک ایسی روحانی قوت ایسا مضبوط ایمان، اور ایسا نور پیدا ہو جائے جو قلب کو روشن کر دے جس کے ذریعہ انسان ہر قسم کے فتنوں اور ترغیبات کا مقابلہ کر سکے بڑے سے بڑے حوادث میں ثابت قدم رہ سکے نفس کے شر اور اس کے مکر سے محفوظ رہے۔ اور نفس کی کمزوریوں پر قابو پا سکے۔

دوستو! سجدۂ نماز وہ سجدۂ شوق ہے جس سے رسم ورواج، دستور وقیاس اور عادات ومالوفات کے وہ سارے خود ساختہ بندھن پاش پاش ہو جاتے ہیں جنہوں نے انسان کو جکڑ رکھا ہے وہ اپنی پیشانی اور اپنا چہرہ خدا کے حضور میں خاک آلود کرتا ہے اور تھوڑی دیر کیلئے دل کے حوالہ کر دیتا ہے اب نہ عبودیت وتذلل، انابت ودل شکستگی اور خشوع وخضوع

کی کوئی حد ہوتی ہے نہ آنسوؤں پر کوئی پابندی، اس وقت اس کے دل کا پیمانہ چھلکنے لگتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اس کے سینہ میں کوئی طوفان برپا ہے جو باہر نکلنے کیلئے بیتاب ہے یہ وہ سجدہ ہے کہ جس سے کسی زمانہ میں پہاڑ تھرا اٹھتے تھے زمین کانپ جاتی تھی اور بڑے بڑے بادشاہوں اور مطلق العنان حکمرانوں کی گردنیں اس کی قوت وطاقت کے سامنے جھک جاتی تھیں۔

بزرگو! نماز ایک ایسی عبادت ہے جس کو ادا کر کے نہ آدمی آزاد اور اپنی تمام ذمہ داریوں سے سبکدوش ہو جاتا ہے اور نہ اس کو چھوڑ کر کسی اور چیز سے اس کی تلافی کر سکتا ہے یہ مومن کی ڈھال بھی ہے، شمشیر بھی، یہ وہ "شاہ کلید" ہے جس سے ہر قفل کھل سکتا ہے اور ہر مصیبت ٹل سکتی ہے، ہر قسم کا تردد، اضطراب حزن و یاس دور ہو سکتا ہے۔

حضرات! آج ہماری حالت یہ ہے ہم نے خوبصورت اور فلک بوس مسجدیں تو تعمیر کیں، مگر نمازیوں کا نام و نشان نہیں، بظاہر مسجد میں ہوتے ہیں مگر ہمارے دل تجارت، کاروبار، دولت اور مال واسباب میں لگے ہوتے ہیں۔ دنیا کی ہر سہولت ہر آسائش اور ہر راحت نصیب ہے مگر اس کے باوجود ہمیں ذہنی سکون اور اطمینان قلبی نصیب نہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نماز کے معاملہ میں کوتاہی اور غفلت کا شکار ہیں۔ نماز ایک مسلمان کیلئے ضروری ہے وہ نماز کو اپنا مونس و دمساز

Scanned by CamScanner

اور معین و مددگار سمجھے، اور جب بھی اس کو کوئی مشکل آئے کسی مصیبت و آزمائش کا سامنا ہو تو فوراً رب کریم کا دروازہ کھٹکھٹائے، نماز روح کی تقویت، دل کی حرارت، ایماں کی روشنی اور اسلام کی بین اور قطعی دلیلوں میں سے ایک دلیل ہے نماز نبوت کی میراث ہے جس کو اپنے تمام اشکال و آداب اور احکام و تفصیلات کے ساتھ بحفاظت ایک نسل سے دوسری نسل اور ایک عہد سے دوسرے عہد تک منتقل ہوتے رہنا چاہیئے۔ خدا تعالیٰ ہمیں اور شوق عطا فرمائے، سجدہ کی تڑپ اور خشوع وخضوع کی دولت سے نوازے۔

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العلمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"عبادت اور مذاهب"

الحمدلله رب العٰلمین والصلوٰة والسلام علی سیدالانبیاء والمرسلین وعلیٰ اٰله وصحبه اجمعین. اما بعد.
فاعوذباللہ من الشیطن الرجیم ☆ بسم الله الرحمن الرحیم.
وما خلقت الجن والانس الالیعبدون.

جناب صدر محترم سامعین، میں نے آپ حضرات کے سامنے قرآن کریم کی ایک مختصر مگر جامع آیت تلاوت کی ہے حق تعالیٰ شانہ، ارشاد فرماتے ہیں کہ جنوں اور انسانوں کو محض عبادت کیلئے پیدا کیا ہے یعنی انسان کی تخلیق اور پیدائش کا مقصد خالق کی عبادت، اس کی اطاعت، بندگی فرمانبرداری، اور اس کے حکم کی تعمیل ہے، کھانا، پینا، زندگی گذارنا اور زندگی کے دوسرے کاموں کو انجام دینا یہ بذات خود مقصود نہیں بلکہ مقصود کے حصول کا ذریعہ ہے۔

Scanned by CamScanner

حضرات! انسان کے مذہبی تصورات میں عبادت کا تصور سب سے پہلا سب سے اہم اور سب سے بلند تصور ہے بلکہ زیادہ بہتر طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ مذہب کا بنیادی تصور ہی عبادت ہے یہی وجہ ہے کہ آج تک تاریخ عالم میں نوع انسانی کے جتنے مذاہب کا پتہ چل سکا ہے اس سے قطع نظر کہ وہ انتہائی وحشی قوم کے اوہام و خرافات ہوں، یا اعلیٰ درجہ کی متمدن اور مہذب قوم کے نظریات و معتقدات، ان میں سے ایک بھی عبادت کے تخیل اور تصور سے خالی نہیں علم اللسان و آثار قدیمہ کی جستجو کے سلسلہ میں قدیم سے قدیم تہذیب کی حامل قوموں کے جو حالات معلوم ہوئے ہیں وہ اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ گو وہ قومیں عقل و شعور کے بالکل ابتدائی درجہ میں تھیں، لیکن اس حالت میں بھی انہوں نے اپنی بساط بھر کسی نہ کسی کو ضرور معبود بنایا ہے، اور کوئی نہ کوئی طریق عبادت ضرور اختیار کیا ہے آج بھی بہت سی انسانی جماعتیں زمین کے مختلف گوشوں میں موجود ہیں جو عقلی و ذہنی اعتبار سے قدیم ترین قوموں کی سطح پر ہیں یعنی نوع انسانی کے بالکل ابتدائی دور کا نقشہ اپنی زندگی میں پیش کر رہی ہیں ان میں مشکل ہی سے کوئی جماعت ایسی دیکھی گئی ہے جو معبود اور عبادت کے تصور سے یکسر خالی ہو۔

پس یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ انسان قدیم ترین وحشت و بداوت سے لے کر جدید ترین تہذیب و حضارت تک جتنے مدارج

طے کر چکا ہے، ان میں سے ہر ایک درجہ میں عبادت کا تصور اس کے ساتھ ساتھ رہا ہے گو اس کے مظاہر و اشکال میں بے شمار تغیرات اور اختلافات رونما ہوئے ہیں اور یہ تصور تمام بنی نوع انسان پر حاوی ہے اور تمام زمانوں میں اختلاف احوال کے باوجود یکساں حاوی رہا ہے، کیا یہ بالارادہ اختیار کیا گیا ہے؟

ہرگز نہیں اگر ایسا ہوتا تو ساری نوع انسانی پر اس کا اس طرح حاوی ہو جانا ناممکن تھا کیونکہ بالارادہ اختیار کی ہوئی چیزوں میں سے ایک بھی چیز ایسی نہیں ملے گی جس کے اندر ہر ہر مرتبہ اور ہر دور کی انسانی جماعتیں یکساں مشترک ہوں اور اس چیز کا بھی تصور نہیں کیا جاسکتا کہ ہر زمانے کے تمام آدمیوں نے مل کر یہ طے کر لیا ہو کہ وہ کسی کی عبادت ضرور کریں گے خواہ معبود مختلف اور عبادت کے طریقے بے شمار رہے ہوں جب یہ چیز اختیاری نہیں ہوسکتی تو لامحالہ یہ ماننا پڑے گا کہ عبادت کا جذبہ انسان کے اندر ایک فطری جذبہ ہے جس طرح انسان کو بھوک فطری طور پر لگتی ہے اس کو فرو کرنے کیلئے وہ غذا تلاش کرتا ہے، جس طرح اس کو سردی اور گرمی فطری طور پر محسوس ہوتی ہے اور اس سے حفاظت کیلئے وہ لباس اور سایہ ڈھونڈا کرتا ہے، جس طرح مافی الضمیر کی ادائیگی کی خواہش اس میں فطری طور پر پیدا ہوتی ہے اور اسے پورا کرنے کیلئے وہ اشارات اور الفاظ و تعبیرات کی

جستجو کرتا ہے، اسی طرح عبادت کا جذبہ بھی انسان میں فطرۃً پیدا ہوتا ہے اور اس کی تسکین کیلئے وہ کسی معبود کی تلاش کرتا ہے اور اس کی بندگی کرتا ہے اب پتہ یہ لگانا ہے کہ اس فطری داعیہ کا سرشتہ کہاں سے ملتا ہے اس کشش کا مرکز کہاں ہے جو انسان کو عبادت کیلئے کھینچتا ہے، وہ کونسی مخفی قوتیں ہیں جو اس کو معبود کی تلاش اور اس کی عبادت پر ابھارتی ہیں اور وہ ایک راہنمائی ہے جو اس تلاش میں ہم کو خود فطرت سے حاصل ہوئی ہے۔

دوستو! پوری کائنات میں نظر ڈالئے تو معلوم ہوگا کہ یہ پوری کائنات اور اس کا ایک ایک ذرہ ایک زبردست نظام قدرت میں جکڑا ہوا ہے اور ایک قانون سے جس پر خاک کے ایک ذرہ سے لے کر آفتاب عالمتاب تک ساری کائنات نوعاً و کرہاً عمل پیرا ہے کسی شئی کی مجال نہیں کہ اس قانون کے خلاف چل سکے جو چیز اس سے سرمو انحراف اور سرتابی کرتی ہے وہ فساد اور فنا کا شکار ہو جاتی ہے یہ زبردست قانون جو انسان، حیوان، درخت، پتھر، ہوا، پانی، اجسام ارضی، اجرام فلکی اور ہر ہر شئی پر یکساں حاوی ہے اس کا نام قانون فطرت اور ضابطہ قدرت ہے اس کے تحت جو کام جس چیز کے سپرد کیا گیا ہے وہ اس کی انجام دہی میں سرگرم اور مصروف ہے، ہوائیں اس کے اشارے پر چلتی ہیں، بارش اس کے حکم سے ہوتی ہے، پانی اس کے فرمان سے برستا ہے،

Scanned by CamScanner

سیارے اس کے ارشاد سے حرکت کرتے ہیں، غرض کائنات میں جو کچھ ہو رہا ہے اسی قانون قدرت کے تحت ہو رہا ہے۔

حضرات! جس چیز کو ہم زندگی اور بقاء کہتے ہیں وہ دراصل اسی قانون کی اقامت کا نام ہے اور جس کو ہم موت، فنا اور فساد کہتے ہیں وہ درحقیقت اس قانون کی خلاف ورزی کا اثر ہے ہر شئ جو زندہ اور باقی ہے وہ اس قانون کی اطاعت کر رہی ہے اور کائنات میں کوئی شئ اس کے قانون کی خلاف ورزی کر کے زندہ اور باقی نہیں رہ سکتی، مجموعی طور پر ساری کائنات اللہ کی عبادت سے ایک لمحہ بھی غافل نہیں رہ سکتی اور اگر غافل ہو جائے تو باقی نہیں رہ سکتی ارشاد ربانی ہے وَاِنْ شیءٍ اِلاَّ یُسَبِّحُ بَحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لاَتَفْقَھُوْنَ تَسْبِیحَھُمْ۔ کہ کوئی چیز نہیں جو اس کی حمد کے گیت نہ گاتی ہو مگر تم ان کی تسبیح کو نہیں سمجھتے ہو۔ یہ عبادت، یہ سجود یہ تسبیح، یہ قوت، تمام جاندار اور بے جان ذی شعور اور بے شعور چیزوں پر حاوی ہے، اور انسان بھی اس پر اسی طرح مجبور ہے جس طرح مٹی کا ذرہ، پانی کا قطرہ، گھاس کا ایک تنکا، انسان خواہ خدا کا قائل ہو یا منکر، خدا کو سجدہ کرتا ہو یا پتھر کو، خدا کی پرستش کرتا ہو یا غیر خدا کی، جب وہ قانونِ فطرت پر چل رہا ہو اور اس قانون کے تحت ہی زندہ ہے تو لامحالہ وہ جانے بوجھے بغیر بلا عمد واختیار طوعاً وکرہاً خدا کی عبادت کرتا ہے اسی کے سامنے سر بسجود ہے اور اسی کی تسبیح وتقدیس

Scanned by CamScanner

میں مصروف ہے اس کا سونا جاگنا اٹھنا، بیٹھنا، چلنا پھیرنا، کھانا پینا سب اسی کی عبادت ہے خواہ وہ اپنے اختیار سے کسی اور کی پوجا کر رہا ہو اور اپنی زبان سے کسی اور کی بندگی اور اطاعت کر رہا ہو مگر اس کا رونگٹا رونگٹا اسی خدا کی عبادت میں مصروف ہے جس نے اسے پیدا کیا، اس کا خون اسی کی عبادت میں رگوں کے اندر گردش کرتا ہے، اس کا قلب اسی کی عبادت میں متحرک ہے اس کے اعضاء اسی کی عبادت کر رہے ہیں ،اور اس کی وہ زبان بھی جس سے وہ خدا کو جھٹلاتا ہے اور غیروں کی حمد و ثنا کرتا ہے۔

بزرگو!! اس عبادت کا صلہ یا اجر خدا کی طرف سے کیا ملتا ہے۔ فیضان وجود،رزق اور قوت، بقاء جتنی چیزیں خدا کے قانون پر چلتی ہیں وہ زندہ اور باقی ہیں اور انہیں وہ وسیلہ بقاء عطا کیا جاتا ہے جسے ہم رزق کہتے ہیں اور جو چیزیں اس قانون سے انحراف کرتی ہیں ان پر فساد مسلط ہو جاتا ہے اور ان کا رزق بند ہو جاتا ہے اور وہ فیضان وجود سے محروم ہو جاتی ہیں اور یہ سلسلہ کائنات کی ہر چیز کے ساتھ قائم ہے اور اس میں شجر و حجر حیوان و انسان، کافر و شاکر کے درمیان کوئی امتیاز نہیں، ارشاد ربانی ہے وَمَا مِنْ دابةٍ فی الارضِ اِلاَّ علی اللہ رزقھا۔

حضرات! اس سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ جس طرح انسان اس کی بندگی میں دوسری اشیاء کے ساتھ مساوی ہے اسی

طرح اس بندگی کا اجر و صلہ میں بھی وہ ان کے مساوی رکھا گیا ہے
معاوضہ انعام کی صورتوں کا فرق جو کچھ بھی ہے وہ دراصل استعداد
اور حاجتوں کے فرق پر مبنی ہے لیکن صورتوں سے قطع نظر کر کے اگر
حقیقت کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے جس طرح ایک درخت، ایک
جانور، ایک چڑیا، ایک گھاس کی پتی کی احتیاج استعداد کے مطابق اللہ
ان کی دیکھ بھال خبر گیری، امداد و اعانت اور رزق رسانی کر رہا ہے اسی
طرح انسان کی احتیاجِ استعداد کے مطابق اس پر بھی انعام فرماتا ہے
اس سلسلہ میں انسان کو دوسری مخلوقات کے مقابلہ میں اگر کوئی فضیلت
ہے تو وہ محض صورت انعام کے اعتبار سے اور صورت انعام کا یہ حال
ہے کہ وہ ہر شئ کی طبعیت اور حاجت کے عین مناسب ہے اگر جو انعام
فرمایا گیا ہے انعام کی وہی صورت اس کی فطرت اور ضرورت سے
مناسبت رکھتی ہے دوسری کوئی صورت جس کو ہم بہتر سمجھتے ہیں ان کے
لئے انعام نہیں سزا ہو جائیگی ایک بڑے سے بڑا منعم انسان جو آرام
اپنے پھولوں کی سیج پر محسوس کرتا ہے وہی آرام ایک چھوٹی سے چھوٹی
چڑیا اپنی گھاس پھوس کے گھونسلے میں محسوس کرتی ہے پھولوں کی سیج
تنکوں کے گھونسلے پر لاکھ فخر کرے مگر حقیقت میں گھونسلہ والے کی
استعداد کے مطابق اس کی احتیاج پوری کی گئی اس حیثیت پر دونوں
کے لئے خدا کا انعام یکساں ہے، پھر یہی معاملہ کافر و شاکر مومن

ومشرک کے ساتھ بھی یکساں ہے، جو لوگ خدا کے منکر ہیں اور اس کی عبادت نہیں کرتے اور جو شرک کرتے ہیں اور جو شجر و حجر کو اس کا مدمقابل ٹھہراتے ہیں ان پر بھی رزق اور فیضان وجود اور حفاظت وخبرگیری کا انعام اسی طرح ہوتا ہے جس طرح پکے موحدوں اور خدا پرستوں پر ہوتا ہے بلکہ اگر قانون فطرت کی پیروی یا فطری عبادت میں ایک کافر ایک مؤمن سے بڑھا ہوا ہو اس کی عبادت کا صلہ بھی کافر کو مؤمن سے بہتر ہی صورت میں عطا ہوتا ہے خواہ حقیقت شناس نگاہ میں متاع و مغرور ہی کیوں نہ ہو۔

محترم سامعین! اسلام میں عبادت کا اولین، بنیادی اور اہم تصور یہ ہے کہ، عبادت صرف خدا کے لئے ہو، ہر عبادت، ہر اطاعت، ہر عمل اور ہر فعل خدا کی ذات واحد، یکتا بے مثل اور بے ہمسر کیلئے ہو عرب کے مشرک معاشرہ میں اصل مسئلہ اللہ تعالیٰ کے وجود کو نہیں بلکہ اس کی وحدانیت کو تسلیم کرنے کا تھا۔ وہ مشرکین خواہ دنیا کے کسی کونے میں رہتے ہوں وہ اللہ کی ہستی کے منکر نہیں تھے وہ اسی کو اپنا اور ساری کائنات کا خالق مانتے تھے انہیں خدا کے الہ اور رب ہونے سے بھی انکار نہیں تھا اور اس کی عبادت کے بھی وہ مخالف نہ تھے البتہ جس گمراہی میں وہ مبتلا تھے وہ یہ تھی کہ وہ الوہیت اور ربوبیت کو اللہ کے لئے مخصوص نہیں سمجھتے تھے بلکہ اس کے ساتھ دوسرے بہت سے الہ کو

بھی خدائی میں شریک کرتے تھے اور اللہ کی عبادت کے ساتھ ان کی عبادت کے بھی قائل تھے اس معاملہ میں ان کی شدت کا یہ حال تھا کہ "وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْآنِ وَحْدَهُ وَلَّوْا عَلٰى اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا" (بنی اسرائیل ۴۶) اور اے نبی جب تم قرآن میں اپنے ہی معبود کا ذکر کرتے ہو تو وہ نفرت سے منہ موڑ کر پلٹ جاتے ہیں۔

مشرکین نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ جس رب کی طرف تم ہمیں دعوت دیتے ہو ہمیں اس کا نسب بتاؤ وہ کس چیز سے بنا ہے اس دنیا کی وراثت اس نے کس سے پائی ہے اور کون اس کے بعد وارث پائے گا؟ اس کے جواب میں اللہ رب العزت نے توحید کی ایسی واضح جامع اور مختصر تعریف فرمائی کہ جو دلوں میں تیر کی طرح پیوست ہو جانے والی تھی جس کے ساتھ شرک کا شائبہ تک دماغ میں جگہ نہ پا سکتا تھا جس کا ایک ایک لفظ توحید کے تصور کو نکھار کر پیش کر رہا تھا اور اس کے ساتھ کمال یہ تھا کہ چار مختصر اور بلیغ فقروں پر مشتمل ہونے کی وجہ سے کسی سننے والے کے بس میں یہ نہ تھا کہ اسے اپنے حافظہ سے نکال دے اور وہ زبانوں پر چڑھے بغیر رہ جائے ارشاد ہو؛

قُل هو اللهاحد،اللهالصمد.لم يلد ولم يولد.ولم يكن له كفواً احد. (اخلاص)

اے نبی کہو وہ اللہ ہے یکتا، اللہ سب سے بے نیاز ہے اور سب اس

کے محتاج ہیں نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد اور کوئی اس کا ہمسر نہیں ہے۔

پہلے فقرہ کا مطلب یہ ہے کہ میرا رب جس کے متعلق تم پوچھتے ہو کوئی نیا، نرالا اور اپنا گھڑا ہوا رب نہیں ہے بلکہ وہی ہے جس کو تم خود اپنی زبان میں اللہ کہتے ہو زمین، آسمان اور دنیا کی ہر چیز کا خالق وہی ہے اس کے بعد فرمایا کہ وہ احد ہے، ہر عرب اس بات کو بخوبی جانتا تھا کہ یہاں اللہ کو واحد کے بجائے احد کہنے کے کیا معنی ہیں واحد کا لفظ عربی زبان میں ہر اس چیز کیلئے بولتے ہیں جو محض کسی خاص حیثیت سے ایک ہو خواہ دوسری بے شمار حیثیتوں سے اس کے اندر طرح طرح کی کثرتیں پائی جاتی ہوں اس کے برعکس ''احد'' کے لفظ کو وصف کے طور پر کسی ہستی کے لئے بولنا عربی زبان میں کسی کی وحدانیت بیان کرنے کیلئے ایک غیر معمولی استعمال تھا جس کی کوئی نظیر سورۂ اخلاص کے نزول سے پہلے لغت عرب کے استعمالات میں نہیں پائی جاتی تھی پس اللہ کو ''احد'' کہنا خود یہ ظاہر کرتا تھا کہ وہ ہر لحاظ سے یکتا و یگانہ ہے وہ خداؤں کی کسی جنس کا فرد نہیں ہے کہ اس کے ہم جنس دوسرے افراد بھی خدا ہوں بلکہ وجود میں وہ فرد فرید اور خدائی میں وہ اکیلا ہے اس کے اندر کسی حیثیت سے بھی کوئی کثرت نہیں ہے۔

پھر فرمایا وہ ''الصمد'' ہے لفظ ''صمد'' عربی میں کثرت سے مستعمل تھا

Scanned by CamScanner

اور ہر عرب اس کے معنی جانتا تھا وہ ہر اس شخص کے لئے بولا جاتا تھا جو دوسروں کا محتاج نہ ہو اور لوگ جس کی طرف اپنی حاجات میں رجوع کرتے ہوں جو دوسروں سے برتر ہو اور کوئی اس سے بالاتر نہ ہو، جس کی اطاعت کی جاتی ہو اور جس کے بغیر کسی معاملہ کا فیصلہ نہ کیا جاتا ہو، جس میں کوئی کمزوری نہ ہو جو بے عیب ہو، جس پر کوئی آفت نہ آتی ہو، جو اپنی مرضی سے جو چاہے فیصلہ کرے اور کوئی اس کے فیصلہ پر نظر ثانی کرنے والا نہ ہو اور جو سرداری کی صفات میں کامل ہو یہ لفظ ایسی چیز کیلئے بھی بولا جاتا تھا جو ٹھوس ہو جس میں کوئی خول اور جھول نہ ہو جس سے نہ کوئی چیز نکلتی ہو اور نہ اس کے اندر کوئی چیز داخل ہوتی ہو۔ جو دائم اور بلند و بالا ہو لیکن اللہ کیلئے محض "صمد" نہیں بلکہ "الصمد" کا لفظ استعمال کیا گیا جس کا مطلب یہ ہے کہ دوسری تمام ہستیاں اور اشیاء تو کسی ایک لحاظ سے "صمد" ہیں دیگر بہت سی حیثیتوں کے اعتبار سے "صمد" نہیں ہیں مگر کامل طور پر ہر لحاظ سے "الصمد" اللہ ہی ہے۔

پھر فرمایا "اس کی نہ کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد" اس فقرہ سے ان تمام مشرکانہ خیالات کی جڑ کٹ جاتی ہے جن کی بناء پر یہ سمجھا جاتا کہ خداؤں کی بھی کوئی جنس ہے جس میں اسی طرح توالد و تناسل کا سلسلہ چلتا ہے جس طرح انسانوں میں چلتا ہے اس تصور کی بیخ کنی کے لئے لوگوں کو بتا دیا گیا کہ وہی اکیلا خدا ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ

رہے گا نہ اس سے پہلے کوئی خدا تھا جس سے وہ پیدا ہوا ہو اور نہ اس کے بعد کوئی خدا ہے یا ہو سکتا ہے جو اس سے پیدا ہو۔

آخر میں فرمایا کہ اس کا کوئی کفو نہیں یعنی اس کے مشابہ، مماثل ہم رتبہ، ہمسر مساوی کوئی نہیں یہ فقرہ ارشاد فرما کر لوگوں کو بتا دیا کہ ساری کائنات میں کوئی نہیں نہ کبھی تھا اور نہ ہے اور نہ کبھی ہو سکتا ہے جو اللہ کے مانند یا اس کا ہم رتبہ ہو یا اپنی صفات، افعال اور اختیارات میں اس سے کسی طرح کی مماثلت یا مشابہت رکھتا ہو۔

حضرات گرامی! ان تفصیلات سے معلوم ہوا کہ اسلام میں عبادت کی صحیح بنیاد توحید ہے کہ ہر عبادت کا مستحق اللہ ہے اللہ کے سوا کسی کی عبادت جائز نہیں اس عقیدہ کا رشتہ اسلام کی جملہ عبادت سے جڑا ہوا ہے اس کے بغیر کوئی عبادت عبادت ہی نہیں ہے خدا تعالیٰ ہمیں اسلامی تعلیمات کے مطابق عبادت کی توفیق نصیب فرمائے۔

و آخر دعوانا ان الحمد رب العٰلمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

زکوٰۃ، مصالح اور حکمتیں

الحمدللہ والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلیٰ الہٖ وصحبہ اجمعین امابعد!

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم☆بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، وَاَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ وَاَحْسِنُوْا، اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْن.(بقرہ :۱۹۵)

ہر چہ داری خرچ کن در راہ اُو
لَن تَنالوا البِرَّ حتّٰی تُنفِقُوا

جناب صدر وحاضرین مجلس!حق تعالیٰ شانہ‘ نے انسان کو اپنی تخلیق اور، قدرت کا شاہکار بنایا لَقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم، کہ ہم نے انسان کو بہترین ڈھانچہ میں پیدا کیا، اس کو خوبصورت جسم اور حسین شکل عطا کی، کمالات ظاہری وباطنی سے نوازا اور اس کے سر پر تاج خلافت رکھ کر ساری مخلوق پر اس کی عظمت، بلندی، اور

برتری کا اعلان فرمایا۔

وَلَقَد كَرَّمْنَا بَنِی اٰدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلٰى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلاً۔

اور ہم نے بنی آدم کو عزت دی ہے اور ہم نے انہیں خشکی اور دریا میں سوار کیا اور ہم نے ان کو نفیس چیزیں عطا کیں اور ہم نے ان کو اپنی بہت سی مخلوقات پر بڑی فضیلت دی ہے۔

جس نے انسان کو طرح طرح کے احسانات سے نوازا، انعامات سے سرفراز کیا، زندگی کی جملہ ضروریات اس کے لئے بہم مہیا کر دیں۔ اور ہدایت کی راہیں ہموار کر دیں تو اس رب کریم کی صفات کمال، افعال قدرت، ربوبیت تامہ اور اس کی محبت و الفت اور لطف بے نہایت کا ادنیٰ تقاضہ ہے کہ بندہ دل و جان سے اس پر قربان ہو جائے اور نہ صرف مال و زر بلکہ روح و دل ہر چیز اس پر بصد شوق نثار کرنے کیلئے ہمہ وقت مستعد اور تیار ہے۔

حضرات! حق تعالیٰ شانہ، نے انسان کے اندر جمادات و حیوانات کے برعکس، ذوق جمال، حسن و نفاست، قوت نمو، اور تنوع و ترقی کا ایک ایسا جذبہ رکھا ہے جس کے دم سے زندگی کی یہ رونق قائم اور اس کا خون رواں اور گرم ہے، اور دنیا کی ساری ترقی و تعمیر، تنوع و جدت

Scanned by CamScanner

پسندی اور ایجادات و اکتشافات اسی جذبہ کے مرہون منت ہیں۔

انسان کے عجز و افلاس، اس کی ناتوانی اور ضعیف البیانی اس کی بے حقیقتی اور بے ثباتی کا عقلی، منطقی اور طبعی تقاضہ یہ ہے کہ کوئی چیز انسان کی ملکیت نہ سمجھی جائے۔ لیکن اس ذات کریم و رحیم نے انسان کے ساتھ یہ معاملہ نہیں فرمایا اور انسانی املاک و اموال اور انسانی جدوجہد کے ثمرات و نتائج کو صرف خدا کی طرف منسوب کر کے انسان کو اس سے محروم نہیں کیا اگر ایسا ہوتا تو اس میں تعجب اور حیرت کی کوئی بات نہیں تھی لیکن اس سے انسان خود اعتمادی، ولولۂ کار، قوت نمو، جذبہ مسابقت، ذوق جستجو اور زندگی کے اس کیف و سرور سے محروم ہو جاتا جو اپنی کوشش کے نتائج اور محنت کے ثمرات کو دیکھ کر اس کو حاصل ہوتا ہے۔

یہ وہ فطری لذت ہے کہ اگر انسان اس سے محروم ہو جائے تو وہ اخلاص و محبت، ان املاک کی حفاظت اور ان کو ترقی دینے کی فکر و امنگ سے محروم ہو جائے گا۔ زندگی اپنی ساری سرگرمی و جوش عمل، کشمکش اور جذبہ مسابقت اور وہ حوصلہ اور ولولہ کھو دے گی جو انسان کی بقا و ترقی کے لئے ناگزیر اور ضروری ہے اس لئے پروردگار عالم نے قرآن کریم میں مال کا انتساب بار بار انسان کی طرف کیا ہے اس کے خالق اور رازق کی طرف نہیں۔

وَلَا تَأْكُلُوٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ

لِتَاکُلُوا فَرِیقًا مِنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (بقرہ:۱۸۸)

اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناجائز طور پر مت کھاؤ اور نہ اسے حکام تک پہونچاؤ کہ جس سے لوگوں کے مال کا ایک حصہ تم گناہ سے کھا جاؤ درانحالیکہ تم جان رہے ہو۔

اس طرح کی آیات بکثرت موجود ہیں جن میں مال کی اضافت نہ صرف انسان کی طرف کیگئی ہے بلکہ حق تعالیٰ شانہ نے اس کو مزید وسعت دیکر قرضِ حسنہ قرار دیا ہے کہ اللہ کے راستے اور بندوں کی بھلائی کیلئے انسان جو کچھ بھی خرچ کرتا ہے وہ حق تعالیٰ کے نزدیک قرض حسنہ ہے۔

مَنْ ذَالَّذِی یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَہٗ لَہٗ اَضْعَافًا کَثِیراً. (بقرہ ۲۴۵)

کون ایسا ہے جو اللہ کو اچھا قرض دے پھر اللہ اسے بڑھا کر اس کیلئے کئی گنا کر دے۔

خلاصہ یہ کہ مال و دولت، اصلاً تو اللہ کی ملکیت ہے مگر حق تعالیٰ نے محض اپنی رحمت اور حکمت سے بطور امانت بندوں کے سپرد کیا ہے جب یہ عقیدہ بندے کے ایمان کا جز بن گیا تو اہل ایمان سے یہ مطالبہ کیا گیا کہ بنیادی اور شرعی حقوق کی بجا آوری اور ضروریات زندگی کی تکمیل کے بعد جو کچھ بچے اس کو اللہ کے راستہ میں خرچ کر دیں چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔

Scanned by CamScanner

ویسئلونک ماذا ینفقون قل العفو (بقرہ۲۹۵:۱۲)

لوگ آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ کتنا خرچ کریں آپ کہہ دیجئے کہ جو ضروریات سے بچ رہے۔

حضرات! زکوٰۃ ایک عبادت ہے، حق تعالیٰ کی قربت کا ذریعہ ہے، نفس کو بخل، خود غرضی، انانیت، فقراء کی حق تلفی اور قلب کو قساوت سے پاک وصاف کرنا، اللہ کی قبولیت ورضا حاصل کرنا، فقراء ضعفاء کی دلداری اور ہمدردی کے نتیجہ میں مال میں پاکی، نورانیت اور خیر وبرکت کا ظہور، زکوٰۃ کی بنیادی مصلحت ہے قرآن کریم میں نہایت اہتمام اور تاکید کے ساتھ اس بنیادی مصلحت اور حقیقی فائدہ کا ذکر کیا ہے زیادہ اسی بنیادی نقطہ پر زور دیا ہے خُذمِن اموالھم صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وتزکیھم (توبہ: ۱۰۳) آپ ان کے مالوں سے صدقہ لیجئے اس کے ذریعہ سے آپ انہیں پاک وصاف کردیں گے۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ زکوٰۃ کے بنیادی مصالح اور اس کے اسرار وحکم کا ذکر کرتے ہوئے "حجۃ اللہ البالغہ" میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"زکوٰۃ میں سب سے اہم مصالح دو ہیں پہلی مصلحت تہذیب نفس ہے دوسری مصلحت کیونکہ نفس اور حرص وبخل کا چولی دامن کا ساتھ ہے، حرص بدترین اخلاق میں سے ہے جو معاد میں انسان کو سخت ہلاکت میں ڈال سکتی ہے جو حریص ہوگا مرتے وقت بھی اس کا دل مال میں اٹکا رہیگا

اور اس کی وجہ سے عذاب میں مبتلا کیا جائیگا اگر زکوٰۃ کی مشق اس کو ہو گی تو یہ حرص اس سے ختم ہو چکی ہو گی جو بالآخر اس کو نفع پہونچائے گی۔

انابت اور رجوع الی اللہ کے بعد معاد میں سب سے اعلیٰ اخلاق سخاوت نفس ہے جس طرح رجوع الی اللہ، انابت، عبودیت، دعا اور تضرع سے عالم جبروت سے مناسبت و قرب پیدا ہوتا ہے اسی طرح سخاوت خسیس اور پست دنیا کی صورتوں اور شکلوں کو توڑتی ہے اس لئے کہ وہ بہیمیت کی ضد ہے اور اس کی اصل یہ ہے کہ ملکوئی صفات غالب ہوئی اور بہیمانہ صفات دب جائیں اس کا راستہ یہی ہے کہ سخت احتیاج کے باوجود بھی مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کیا جائے۔

محترم سامعین! زکوٰۃ کی بہت سی ایسی نمایاں خصوصیات ہیں جو انسان کے بنائے ہوئے قوانین اور حکومت کے متعین کردہ ٹیکسوں سے بہت مختلف ہیں ان خصوصیات اور امتیازات نے زکوٰۃ کو ایک خاص رنگ اور مزاج بخشا ہے۔ اس کو ذی تقدس اور پاکیزگی عطا کی ہے اس کے اندر زندگی اور اخلاق پر اثر انداز ہونے اور خدا اور بندہ کے تعلق کو استوار اور مستحکم کرنے کی ایسی قوت و صلاحیت پیدا کر دی ہے جو کسی دوسرے دنیاوی ٹیکس میں نہیں ہے اور نہ ممکن ہے۔

ان خصوصیات میں سے سب سے نمایاں، سب سے اعلیٰ اور سب سے مؤثر اور بنیادی خصوصیت ایمان و احتساب کی وہ روح ہے جو اس

Scanned by CamScanner

فریضہ میں جان ڈالتی ہے اس روح یا اسپرٹ سے رسمی ٹیکس، سرکاری قوانین، معاشی حد بندیاں قدرتی طور پر کلیۃً محروم ہیں بلکہ اس کے برعکس ناراضگی، گرانی اور بد دلی کا عنصر بہت نمایاں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ٹیکس دینے والا یہ عقیدہ نہیں رکھتا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ ہے بلکہ وہ جانتا ہے کہ یہ ٹیکس لگانے والے خود اس جیسے انسان ہیں اور شاید اس سے بھی پست ترین اور اس سے ہونے والی آمدنی کا کوئی دینی اور شرعی مصرف نہیں ہوتا ٹیکس کی آمد نفسیات اور فراہمی مفاد میں صرف ہوتی ہے اور بالعموم معصیت اور گناہوں کے راستوں میں یا ان کو فروغ دینے کیلئے نیز ان ٹیکسوں کے ساتھ کوئی دینی ترغیب و ترہیب کی کوئی قوت نہیں ہوتی بلکہ اس کے بجائے جرمانے دھمکیاں سزائیں اور خشک و سخت قوانین تو ہوتے ہیں جس سے عوامی ناراضگی اور بے اطمینانی و بے چینی میں اضافہ ہوتا رہتا ہے اس کے برعکس قرآن و حدیث اور تعلیمات نبوی میں "زکوٰۃ" کا ذکر ہمیشہ فضائل دنیا و آخرت میں اس کے نتائج و ثمرات، اجر و ثواب، مال و دولت میں برکت زکوٰۃ یا زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کو عذاب الیم کی وعید اور بے برکتی کے ساتھ کیا گیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ "جب کوئی اپنے پاک مال سے کچھ صدقہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو

اپنے دائیں ہاتھ میں لے لیتا ہے اگر وہ کھجور ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں بڑھتا رہتا ہے اور اتنا بڑھ جاتا ہے کہ پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے جس طرح تم میں سے کوئی اپنے بچھڑے یا بکری کے بچہ کی پرورش کرتا ہے"

(صحاح ستہ)

حضرت ابو ہریرہؓ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "ایک آدمی کھلے میدان میں جا رہا تھا کہ اس نے بادل سے ایک آواز سنی کہ فلاں کے باغ کو سینچ دو" چنانچہ بادل اپنی جگہ سے ہٹا اور سب پانی زمین کے ایک حصہ پر برس گیا۔ وہاں ایک تالاب یا گھرائی تھی جہاں سارا پانی بھر گیا اس نے اس پانی کی طرف چلنا شروع کیا تو دیکھا کہ ایک آدمی کھڑا ہوا اس پانی سے اپنے کھیت سینچ رہا ہے، اس نے پوچھا اللہ کے بندے تمہارا نام کیا ہے، اس نے وہی بتایا جو اس نے بادل سے سنا تھا، اس نے پوچھا اللہ کے بندے تم نے ہمارا نام کیوں پوچھا؟ اس نے کہا کہ میں نے اس بادل سے جس کا یہ پانی ہے اس نام کے ساتھ ایک آواز سنی کہ فلاں کے باغ کو سینچ آو، مجھے بتاؤ کہ تم اس کھیت میں کیا کرتے ہو؟ اس نے کہا جب تم پوچھ ہی رہے ہو تو سنو، میں اس کی پیداوار کا ایک تہائی حصہ صدقہ کر دیتا ہوں اور ایک تہائی سے اپنی اور اپنے اہل عیال کی پرورش کرتا ہوں اور ایک تہائی دوبارہ اسی میں لگا دیتا ہوں۔

(مسلم)

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "صدقہ کی وجہ سے آدمی کا مال کبھی کم نہیں ہوتا اور معاف کرنے سے اللہ تعالیٰ بندہ کو عزت ہی عطا فرماتا ہے، اور جب کوئی اللہ تعالیٰ کیلئے تواضع سے کام لیتا ہے تو اس کو اللہ تعالیٰ بلند کرتا ہے"۔ (مسلم، ترمذی)

ایک اور موقع پر ارشاد فرمایا "کوئی صبح بندوں پر ایسی نہیں گذرتی کہ دو فرشتے نہ اترتے ہوں جن میں ایک یہ کہتا ہے کہ اے اللہ خرچ کرنے والے کو اس کا بدل عطا فرما اور دوسرا کہتا ہے کہ اے اللہ بخیل کے مال کو تلف کردے"۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ "ایک مرتبہ بعض لوگوں نے بکری ذبح کی رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ اس میں سے کچھ بچا ہے؟ حضرت عائشہ نے جواب دیا کہ اس میں سے سوائے ایک دست کے کچھ نہیں بچا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ سوائے دست کے سب کچھ بچ گیا"۔ (ترمذی)

زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کو نبی کریم ﷺ نے بڑی وعید سنائی ہے اور دنیا میں برے انجام اور آخرت میں برے حشر سے خبردار کیا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ:

"جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اس نے اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کی اس کا مال قیامت کے دن ایک سانپ کی شکل میں لایا جائیگا وہ اس کی

Scanned by CamScanner

گردن میں ڈال دیا جائیگا، وہ اس کو اپنے دونوں جبڑوں میں جکڑ لے گا اور کہے گا کہ میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

ولا یَحسبن الّذین یَبخَلُون الخ"۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا "جب مال غنیمت لوٹ کا مال بن جائے زکوٰۃ جرمانہ اور تاوان بن جائے اور علم کو غیر دین کے لئے سیکھا جانے لگے اور شوہر اپنی بیوی کی بات مانے اور ماں کی بات نہ مانے دوست کو قریب کرلے، باپ کو دور کردے مسجدوں میں آوازیں بلند ہونے لگیں، قبیلہ کی سرداری اس کے سب سے زیادہ فاسق آدمی کے ہاتھ آجائے اور قوم کا سردار وہ ہو جو ان میں سب سے زیادہ رذیل ہو آدمی کی عزت صرف اس کے شر سے بچنے کیلئے کی جانے لگے گانے والیاں اور باجے عام ہو جائیں شرابیں پی جانے لگیں اور اس امت کے آخری دور کے لوگ دور اوّل کے لوگوں کو برا بھلا کہنے لگیں اس وقت انتظار کرو سرخ آندھی کا زلزلہ کا، دھنسنے کا، مسخ ہونے کا اور آفات کی بارش کا اور خدا کی نشانیوں کے اس طرح پے در پے ظہور کا جس طرح کوئی لڑی ٹوٹ جائے اور یکے بعد دیگرے دانے گرنے لگیں"۔

برادران ملت! قرآن کریم میں نماز کے ساتھ ۸۲ مقامات پر

زکوٰۃ کاذکر آیا ہے چنانچہ "اقیمو الصّلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ" سے پورا قرآن بھرا ہوا ہے اس کے علاوہ جہاں جہاں بھی اہل اسلام کے اوصاف بیان ہوئے ہیں وہیں "یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ" کے الفاظ آئے ہیں سرور کائنات ﷺ نے زکوٰۃ کو اسلام کے بنیادی ارکان میں شمار فرمایا ہے آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ "اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے اس بات کی گواہی دینا کے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔

آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ اسلام کیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی عبادت کرنا، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا، فرض نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا ،اور رمضان کے روزے رکھنا، اس سلسلہ میں قرآن کریم کی آیات کے علاوہ کثرت سے احادیث وارد ہیں اور امت کا بھی اس پر اجماع ہے کہ زکوٰۃ نماز کے ساتھ لازم وملزوم ہے نیز حق تعالیٰ نے نماز کے قیام اور زکوٰۃ کی ادائیگی کو اسلام کی صحت وقبولیت اس کے احکام کی بجا آوری، اللہ تعالیٰ کے ساتھ صلح اور مسلمانوں کے ساتھ اخوت کی علامت قرار دیا ہے۔

فَاِنْ تَابُوا وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃ وَاٰتُوا الزکوٰۃ فَخَلُّوا سبیلھم اِنَّ اللہ غَفُورٌ رحیم. (توبہ: ۵)

پھر اگر یہ توبہ کرلیں اور نماز پڑھنے لگیں اور زکوٰۃ دینے لگیں تو

ان کا راستہ چھوڑ دو بیشک اللہ بڑا مغفرت والا ہے بڑا رحمت والا ہے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے فَان تابوا وَاَقاموا الصّلوٰۃ واٰتوا الزّکوٰۃ فَاِخوانُکم فی الدین ونفصل الآیات لقوم یعملون، لیکن اگر وہ توبہ کرلیں اور نماز کے پابند ہو جائیں اور زکوٰۃ دینے لگیں تو وہ تمہارے بھائی ہو جائیں گے دین میں اور ہم آیتوں کو علم والوں کے لئے تفصیل سے بیان کرتے ہیں خدا تعالیٰ ہمیں زکوٰۃ دینے اور قرب خداوندی حاصل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العلمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلام اور سائنس

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی سیدالانبیاء وامام المرسلین وعلی الہ واصحابہ اجمعین.

امابعد: فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم. بسم اللہ الرحمن الرحیم.

یاایھاالذین امنوا ادخلوا فی السلم کافۃ ولاتتبعوا خطوات الشیطن انہ لکم عدوٌ مبین.

جناب صدر، حاضرین جلسہ، معزز سامعین و قابل احترام ساتھیو ودوستو! میں نے آپ حضرات کے سامنے قرآن کریم کی ایک مختصر مگر جامع آیت تلاوت کی ہے، آیت کریمہ کے ترجمہ سے آپ حضرات میری گفتگو کا بنیادی نکتہ اور موضوع خود متعین فرمالیں گے۔

ارشاد ربانی ہے: اے ایمان والو! مکمل طور پر اسلام میں داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں کی پیروی مت کرو، بیشک وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے۔

Scanned by CamScanner

حضرات! دور حاضر میں مسلمان طرح طرح کی مشکلات، نوع بنوع، مصائب اور نت نئے ابتلاء ات اور امتحانات سے گذر رہے ہیں ان مسائل اور مشکلات کی بنیادی وجہ خدا اور بندے کے درمیان دوری ہے، دور جدید نے انسان کو مادی ساز و سامان تو بہت دیئے مگر اس کے خدا کو اس سے چھین لیا، تہذیب جدید نے انسان کے جسم کیلئے خوراک کا انتظام کر دیا مگر روح کو فاقہ کی حالت میں چھوڑ دیا، یہ ایک نا قابل تردید حقیقت ہے کہ روح کو اگر جسم سے کامل طور پر جدا کر دیا جائے تو جسم کی موت واقع ہو جاتی ہے اور اگر ایسا کریں کہ روح کی جو غذا ہے وہ اسے دینا بند کر دیں تو روح فاقہ کی حالت میں مبتلا ہو جاتی ہے اور روح کے فاقہ سے روح پر وہ سب حالات آتے ہیں جسم کے فاقہ سے جن حالات سے جسم کو گذرنا پڑتا ہے، یہی وہ حقیقت ہے جو قرآن کریم میں ان الفاظ میں بیان ہوتی ہے۔

اَلاَ بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ.

کہ اللہ کے ذکر ہی سے دل مطمئن اور پر سکون رہتے ہیں۔

اسی بات کو حضرت عیسیٰؑ نے مخصوص انداز میں اس طرح بیان فرمایا: کہ آدمی صرف روٹی ہی سے زندہ نہیں رہے گا بلکہ ہر بات سے جو خدا کے منہ سے نکلتی ہے۔

حضرات! اسلام کے پاس آج کے انسان کو دینے کیلئے جو سب

سے بڑی چیز ہے وہ یہی خدا کا عقیدہ ہے اسی عقیدہ کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے مولانا ابوالکلام آزاد اپنے مخصوص انداز میں یوں تحریر فرماتے ہیں۔

عقیدہ کی تسکین فلسفہ کے بازار میں نہیں مل سکتی وہ یقین اور امید کے پچھلے سارے چراغ گل کردے گا مگر کوئی نیا چراغ روشن نہیں کرے گا، پھر اگر ہم زندگی کی ناگواریوں میں سہارے کے لیے نظر اٹھائیں تو کس طرف، ہمیں مذہب کی طرف دیکھنا پڑتا ہے یہی دیوار ہے جس سے ایک رتھکی ہوئی پیٹھ ٹیک لگا سکتی ہے۔

فلسفہ شک کے دروازے کھولدے گا اور پھر اسے بند نہیں کریگا سائنس ثبوت دے گا مگر عقیدہ نہیں دے سکے گا، لیکن مذہب ہمیں عقیدہ دیتا ہے اگرچہ ثبوت نہیں دیتا۔

ایک تو موروثی مذہب ہے باپ دادا جو کچھ مانتے آئے مانتے رہیئے، ایک جغرافیائی مذہب ہے کہ دین کے کسی خاص ٹکڑے میں ایک شاہراہ عام بن گئی ہے سب اسی پر چلتے ہیں آپ بھی چلتے رہیئے، ایک مردم شماری کا مذہب ہے مردم شماری کے کاغذات کے خانہ میں ایک خانہ مذہب کا بھی ہوتا ہے آپ اس میں اسلام درج کرا دیجئے ایک رسمی مذہب ہے کہ رسموں اور تقریبوں کا ایک سانچہ ڈھل گیا ہے۔ اسے نہ چھیڑیئے اور اسی پر چلتے رہیئے لیکن ان تمام مذہبوں کے علاوہ بھی مذہب کی

ایک حقیقت ہے تعریف و امتیاز کیلئے اسے حقیقی مذہب کے نام سے پکارنا پڑتا ہے اور اسی کی راہ گم ہو جاتی ہے۔ پھر مذہب کی اہمیت اور ضرورت پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے، رقمطراز ہیں: "بہر حال زندگی کی دشواریوں میں مذہب کی تسکین ایک سلبی ہی تسکین نہیں ہوئی بلکہ ایجابی تسکین ہوتی ہے کیونکہ وہ ہمیں اعمال کے اخلاقی انداز کا یقین دلاتا ہے اور یہی یقین ہے کہ جس کی روشنی دوسری جگہ نہیں مل سکتی۔

وہ ہمیں بتاتا ہے کہ زندگی ایک فریضہ ہے جسے انجام دینا چاہیئے ایک بوجھ ہے جسے اٹھانا چاہیئے بلاشبہ زندگی کا بوجھ اٹھا کر کانٹوں کے فرش پہ دوڑنا پڑا لیکن اس لئے دوڑنا پڑا کہ دیبا و مخمل کے فرش پر چل کر ان تقاضوں کا جواب نہیں دیا جاسکتا۔

کانٹے کبھی دامن سے الجھیں گے کبھی تلوؤں میں چبھیں گے لیکن مقصد کی خلش جو پہلوئے دل میں چبھتی رہے گی نہ دامن تار تار کی خبر لینے دے گی نہ زخمی تلوؤں کی ایک خنک اور ناآشنائے شورش مقصد سے ان کی پیاس نہیں بجھ سکتی انہیں ایسا مقصد چاہیئے جو اضطراب کے انگاروں سے دہک رہا ہو جو ان کے اندر شورش و سرمستی کا تہلکہ مچادے جس کے دامنِ ناز کو پکڑنے کیلئے وہ ہمیشہ اپنا گریبان وحشت چاک کرتے رہیں ایسا بلائے جان مقصد کہ جس کے پیچھے دوڑنا پڑے نزدیک آتا کہ جب چاہیں ہاتھ بڑھا کر پکڑلیں دور اتنا کہ اس کی

Scanned by CamScanner

گردِ راہ کا بھی سراغ نہ پاسکیں"۔

حضرات! سامانِ حیات کی افراط کے باوجود انسان حقیقی خوشی اور خوشحالی سے محروم ہے ایک مغربی مفکر پروفیسر برٹرینڈ رسل اپنی ایک کتاب کا آغاز ان الفاظ سے کرتا ہے۔

Animals are happy so long as they have health and enough to eat.

Human benigs, ought to be, but in the modern they are not, at least in a great majority of cases.

"یعنی جانور اس وقت تک خوش رہتے ہیں جب تک وہ صحت مند ہوں اور انہیں خوراک حاصل ہو، انسان کو بھی ایسا ہی ہونا چاہیے مگر جدید دنیا میں انسان خوش نہیں، کم از کم اکثریت کا یہی حال ہے"

اس کی وجہ یہ ہے جدید تہذیب نے انسان کے جسمانی تقاضوں کے سامانِ تو فراہم کردیئے مگر وہ روح کے تقاضوں کو پورا کرنے میں ناکام رہی۔ انسان معنویت چاہتا ہے اور تہذیب جدید اس کو صرف پتھر کا ایک ٹکڑا بنا دیتی ہے، انسان زندگی چاہتا ہے اور جدید تہذیب اس کو انسان کی شکل میں ایک پُتلا فراہم کررہی ہے، انسان قلب و دماغ کی تسکین چاہتا ہے اور جدید تہذیب اس کو مشین کی بے روح گاڑی میں بٹھا کر چھوڑ دیتی ہے انسان خالقِ کائنات سے ملنا چاہتا ہے اور سائنس اس کو مخلوق تک پہونچا کر اپنی سواری سے اتار دیتی ہے، انسان چاہتا

ہے کہ اپنے محسن کو سجدہ کرے مگر سائنس نے جو دنیا تعمیر کی ہے اس میں انسان کو دور دور تک اپنا مسجود نظر نہیں آتا، بالآخر وہ حقیقی خدا کو نہ پاکر فرضی خداؤں کے سامنے جھکنے لگتا ہے۔

حضرات! انسان کیلئے ایک طاقتور توانا اور برتر ہستی جس کو خدا کہا جاتا ہے کی اتنی شدید ضرورت ہے کہ اس کا منکرین خدا بھی انکار نہیں کرسکتے جو اپنے ذوق کے مطابق خدا کو ماننا پسند نہیں کرتے۔ برٹرینڈ رسل ہی لکھتا ہے:

If life is to be fully human it must Serve some end which seems in some sense outside human life, some end which is unpersonal and above man kind, such as god or truth or beauty.

"یعنی اگر زندگی کو پورے معنوں میں انسانی زندگی بننا ہے تو اس کا کوئی مقصد ہونا چاہیئے جو خود انسانی زندگی سے باہر ہو ایسا مقصد جو غیر شخصی ہو اور انسانیت سے بلند تر ہو مثلاً خدا، صداقت، یا حسن"

محترم حضرات! یہ ایک منکرِ خدا کی، زبانی خدا کی فطری ضرورت کا اقرار ہے دور جدید کے انسان کی محرومی یہ ہے کہ اس نے اپنے خدا کو کھو دیا ہے اب اس کی نجات اس میں ہے کہ وہ دوبارہ اپنے خدا کو پالے کئی ہزار کے تاریخی ریکارڈ کی روشنی میں علم الانسان کے ماہرین نے مختلف انسانی معاشروں کا مطالعہ کیا ہے اور انسانی فطرت سمجھنے کی کوشش

کی ہے ان کا متفقہ بیان ہے کہ انسان کی فطرت میں خدا کا تصور پیوست ہے جس طرح بکری سے گھاس اور بلی سے گوشت کھانے کی جبلت کو ختم نہیں کیا جا سکتا اسی طرح خدا کو انسانی فطرت سے ختم نہیں کیا جا سکتا انسان کی زندگی میں عجز کے احساس کا ایک عنصر پایا جاتا ہے اس احساس عجز سے کوئی شخص بھی مستثنٰی نہیں پھر انسان جسمانی طور پر اتنا ناتواں اور کمزور واقع ہوا ہے کہ ایک معمول حادثہ بھی اس کو زخمی کر دینے کیلئے کافی ہے، ایک بے حد متوازن جغرافیہ اس کو درکار ہے جغرافیائی توازن میں بگاڑ کو وہ برداشت نہیں کر پاتا، وہ جس کائنات میں ہے وہ اتنی زیادہ وسیع ہے کہ اس کے مقابلہ میں انسان اپنے آپ کو حد درجہ چھوٹا اور کم تر پاتا ہے، کوئی شخص علمی میدان میں تحقیق کر رہا ہو تو اس پر کھل جاتا ہے کہ حقائق اس سے زیادہ وسیع اور پیچیدہ ہیں کہ اس کی محدود عقل ان کا احاطہ کر سکے، ایک انسان جب کوئی کام کرتا ہے تو اس کو تجربہ ہوتا ہے کہ اکثر اوقات لامعلوم اسباب حائل ہو کر اس کو بگاڑ دیتے ہیں اور اگر بالفرض کوئی خوش نصیب انسان ان تلخ تجربات سے بچ جائے تو وہ اپنے آپ کو موت سے نہیں بچا پاتا، موت کا حملہ بالکل یکطرفہ ہوتا ہے، موت آدمی کے گھروندہ کو اس طرح تہس نہس کر دیتی ہے جیسے ایک سخت زلزلہ کسی پر رونق شہر کو آناً فاناً ملبہ کا ڈھیر بنا دیتا ہے۔

یہ احساس عجز ہر آدمی کا پیچھا کر رہا ہے یہ چیز اس کو مجبور کرتی

ہے کہ وہ ایک ایسا سہارا پکڑ لے جو اس سے زیادہ طاقتور ہو جو اس کے اس عجز کی تلافی کرے یہی احساس بیچارگی آدمی کو خدا کی طرف لیجاتا ہے آدمی کو ایک ایسا خدا چاہئے جس کے سامنے وہ اپنے جذبات شکر کو انڈیل سکے جس کے اوپر وہ اپنے معاملات میں بھروسہ کرے، جو اس کے لئے اسوقت بھی سہارا بنا رہے جب کہ بظاہر کوئی سہارا نہیں ہوتا جس سے وہ یہ امید کر سکے کہ وہ اس کی ہر بربادی کے بعد اس کو آباد کرے گا اور ہر مشکل کا ازالہ کریگا ایسے ہی ہمارا خدا ایک ایسی ہستی ہے جو پورے معنوں میں حقیقی ہے اور کامل بھی۔

بزرگان محترم! خدا اگرچہ ہمارے سامنے نہیں ہے مگر اس کی تخلیق ایک عظیم کائنات کی صورت میں ہمارا احاطہ کئے ہوئے ہے۔

ہم اس کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اور اس کا تجربہ کرتے ہیں ایسی حالت میں انسان کا ذہن کسی ایسے خدا پر ہی مطمئن ہو سکتا ہے جو موجودہ کائنات کے شایانِ شان ہو جو آدمی کو واقعی اس عظیم کائنات کا خالق دکھائی دے، اس سے کمتر درجہ کا خدا انسان کے ذہن کو اپیل نہیں کر سکتا۔

خدا کا عقیدہ عظیم ترین دریافت ہے وہ آدمی کی پوری شخصیت کو ہلا دیتا ہے خدا پر عقیدہ انسان کی پوری ہستی پر ضرب لگاتا ہے وہ آدمی کی تمام قوتوں کو متحرک بنا دیتا ہے، خدا پر عقیدہ بظاہر ایک چیز ہے مگر

Scanned by CamScanner

وہ انسان کو ہر پہلو سے ایک اصلاح یافتہ انسان بنا دیتا ہے۔ اس کے بعد آدمی اس قابل ہو جاتا ہے کہ اس کی ہستی کا جو پہلو بھی دنیا میں ظاہر ہو درست شکل میں ظاہر ہو فطرت کے سیدھے راستے سے وہ کسی حال میں سرِ مو انحراف نہ کرے انسان کا پورا وجود خدا کی پکڑ میں ہے اس لئے خدا کا عقیدہ انسان کے پورے وجود کو متاثر کرنیوالا بن جاتا ہے۔

برادران ملت! خدا پر ایمان برائی کی جڑ کو کاٹ دیتا ہے، خدا پر ایمان بتاتا ہے کہ اصل معاملہ انسان اور انسان کے درمیان نہیں بلکہ اصل معاملہ خدا اور انسان کے درمیان ہے، یہاں ایک طرف خدا ہے جس کے پاس ہر قسم کی طاقتیں اور اختیارات ہیں اور دوسری طرف انسان ہے جس کو خدا کے مقابلہ میں کوئی طاقت اور اختیار حاصل نہیں۔ گویا کہ یہاں طاقت اور اختیار میں کمی زیادتی کی تقسیم کا مسئلہ سرے سے ہی نہیں بلکہ طاقت اور بے طاقتی یا قوت اور کمزوری کی تقسیم ہے۔

خدا پر ایمان آدمی کے ذہن کو یکسر بدل دیتا ہے، ایسا آدمی اپنے معاملہ کو دوسرے انسانوں کی نسبت سے دیکھنے کے بجائے خدا کی نسبت سے دیکھنے لگتا ہے۔ کیونکہ انجام کار جس سے معاملہ پیش آنیوالا ہے وہ خدا ہی ہے اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آدمی سے وہ تمام ظالمانہ اور بہیمانہ خواہشیں حذف ہو جاتی ہیں جو اپنے معاملہ کو دوسرے انسانوں کی نسبت سے دیکھنے کیوجہ سے مصنوعی طور پر اس

کے اندر پیدا ہو گئی تھیں، وہ اپنی حقیقی سطح پر آجاتا ہے اور وہ "انسان حقیقی" کا مقام حاصل کر لیتا ہے۔

نوجوان دوستو! جدید تعلیمات اور اسلامی تعلیمات کے درمیان جو بعد پایا جاتا ہے اس کا خطرناک نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جدید تعلیم یافتہ نوجوان اسلام کی ہر چیز اور ہر حکم کو عقلیت کے رنگ میں سمجھنا اور دیکھنا چاہتا ہے وہ فلسفہ وسائنس اور منطق وعقل کے معیار پر جو چیز نہ اترتی ہو اس کو قبول کرنے کیلئے تیار نہیں، خواہ وہ کتنی ہی ٹھوس اور مسلم حقیقت ہو لسان العصر اکبر الہ آبادی نے کیا خوب کہا ہے

کیونکر خدا کے عرش کے قائل ہوں یہ عزیز
جغرافیہ میں انہیں عرش کا نقشہ نہیں ملا

ادھر دینی تعلیم یافتہ حضرات دنیوی تعلیم سے ناواقفیت اور دوری کیوجہ سے دنیوی تعلیم کے حاملین کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کرانے میں ناکام نظر آتے ہیں کاش کہ ہم دینی تعلیم کے ساتھ بقدر ضروت، سائنس، حساب، جغرافیہ، تاریخ وغیرہ علوم کو بھی زیر مطالعہ رکھتے تو دینی دعوت اور اسلامی تعلیمات کو عام کرنے میں اس کا ایک اچھا نتیجہ سامنے آتا۔ خدا تعالیٰ ہم سب کو سچا اور کامل مومن بننے کی توفیق نصیب فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب الغلمین

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جہاد کا اسلامی تصور

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء وخاتم النبیین وعلی اٰلہ وصحبہ اجمعین
امابعد۔ فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔
وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَاتَكُونَ فِتْنَةٌ الخ۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغِ مصطفوی سے شرارِ بولہبی

جناب صدر، سامعین کرام ودیگر حاضرین مجلس! میں نے آپ حضرات کے سامنے قرآن کریم کی ایک آیت تلاوت کی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ یہاں تک لڑائی جاری رکھو کہ دنیا سے فتنہ وفساد کا خاتمہ ہو جائے۔

محترم حضرات! موت وہلاکت کی جنگیں اور تباہی وبربادی کے حروب وضروب جو خون رگوں اور گوشت کے ریشوں کے اندر

انسان کی جانوں کو کھینچ لیتے ہیں آبادیاں اجڑ اور زندگیاں ہلاک ہو جاتی ہیں، موت برسائی ہوئی ہلاکت میں کرۂ ارض کو ڈبو دیتی ہے انسانیت کی بستی اجاڑ اور نیکی غارت ہو جاتی ہے، زندگی کی جگہ موت عیش وسلامتی کی جگہ اضطراب، نغمہ نشاط کی جگہ شور ماتم زمزمہ سنجی کی جگہ نوحہ خوانی حیات بشری کی جگہ بحر خونیں، بستیوں کی جگہ قبریں، زندگی کے بارو بار اور بازاروں کی چہل پہل کی جگہ موت کے وہ جنگل جن میں لاشیں سڑتی ہیں اور ہولناک سمندروں کی جگہ وہ خونیں طوفان جن میں انسانی لاشیں اچھلتی ہیں، نغمہ عیش و طرب کی جگہ ماتم رنج والم، وراحت و آرام کی جگہ غموم وہموم کا بحر وخار، سکون وچین کی جگہ قلوب غمگین کے تلاطم انگیز طوفان اور پریشانیاں و بے قراریاں لے بہتی ہیں، دنیا کے بڑے بڑے مغرور شہروں میں بسنے والے موت کے کھلونے اور ہلاکت کی مورتیاں بن جاتے ہیں، تمدن کے بشہت علم کے مرغزار، نشاط زندگی کے حیرت آباد، عیش حیات کے عجوبہ زار، کرۂ ارض کے طرب آمیز قطعات، بسیط زمین کی وجد انگیز وادیاں، فرش خاک کی نشاط آفریں آبادیاں، خرآب آباد عالم رنگین عروس البلاد، میخانہ غفلت کی خمار آلود نہیں، عالم ہست و بود کی طرب آفرینیاں، شراب عیش کے متوالوں کی وجد انگیزیاں میکدہ نشاک کے مدہوشوں کی رقص آمیزیاں اور جنگ ورباب کی نغمہ سرائیاں، حرب و قتال کے ظالم دیو کے

چنگل خوں آشام میں آکر تباہ و برباد ہو جاتی ہیں، ان پر موت کی بجلی چمکنے لگتی ہے، ہلاکت کی بجلی برسنا شروع کر دیتی ہے بربادی کے رعد و برق اپنے احاطے میں لے لیتے ہیں پھر آن کی آن میں آتشی جنگ کے شعلے خرمن امن کو جلا کر راکھ کر دیتے ہیں، اور انسان صورت بھیڑیئے ہر طرف پھیل جاتے ہیں اور مظلوم انسان کو چیر پھاڑ کر موت کے گھاٹ اتار دیتے ہیں انسان کی سوئی ہوئی بہیمت و سبعیت جاگ اٹھتی ہے، اور وہ صورت میں اشرف المخلوقات ہوتا ہے، مگر خواہشوں میں بھیڑیا بن جاتا ہے، محل سراؤں میں متمدن انسان ہوتا ہے مگر میدان میں جنگلی درندہ بن کر اپنے ہم جنسوں کو پھاڑتا ہے وہ اپنے ہاتھ پاؤں سے اشرف المخلوقات مگر اپنی روح بہیمی میں دنیا کا سب سے زیادہ خونخوار جانور بن جاتا ہے۔

حضرات! یہ ہے دنیا کی مستقل اور شعلہ انگیز لڑائیوں کا منظر کہ جس کے پیچھے نفس بہیمی کی طاغوتی طاقت ہوتی ہے اس کے مقابل اور قسم کی جنگ بھی ہے جو دیکھنے میں کو لڑائی اور جنگ ہی ہے مگر اپنی حقیقت کے اعتبار سے وہ دعوت امن اسلامی اور پیغام صلح و آشتی ہے جس کے اسباب و علل بھی حرب و قتال سے مختلف ہیں اور مقاصد و عواقب بھی علیحدہ ہیں "حرب" کا مقصد اگر خون ریزی اور بندگان الٰہی کو غلام بنانا ہے تو اس کا مقصد وحید دُنیا سے خون ریزی کا خاتمہ کر کے نوع

Scanned by CamScanner

انسانی کو غلامی سے نجات دلانا ہے اگر حرب کی غرض وغایت لوٹ مار اور غارت گری ہے تو اس کا مطلب دنیا سے لوٹ مار اور غارتگری کا خاتمہ ہے اگر لڑائی و جنگ کی علت نفسانیت، حرص و آو اور ہوا ؤ ہوس ہے تو اس کا محرک تقوی و طہارت اور عدل وانصاف کا قیام ہے۔ اگر حرب و قتال کا نتیجہ دنیا میں بدامنی و فساد ہے تو اس کی غائیت امن واطمینان کا ماحول برپا کرنا ہے اگر دنیاوی لڑائی کے نتائج و عواقب حریت و آزادی کو کچل دینا ہے تو جہاد اسلامی کے نتائج حریت فکر و حرااور آزادی حق و صداقت کا احیاء ہے دنیاوی لڑائی اس لئے لڑی جاتی ہے کہ دنیا کا امن غارت ہو جائے اور حسن و صداقت اور خرد و نیکی کو دبادیا جائے تو جہاد اسلامی کا مقصد یہ ہے کہ دنیا میں حق پرستی و راست گوئی اور صداقت پسندی و حق گوشی پھلے اور پھولے کوئی طاقت حق گوشی کو روکنے والی باقی نہ رہے، دیناوی لڑائی کذب و باطل اور شر و منکر کے فروغ کے لئے ٹل جاتی ہے لیکن اسلامی جہاد ”خیر و صداقت اور حق و راستی کے اثر و نفوذ اور استحکام و بقا کے لئے کیا جاتا ہے دنیاوی لڑائیوں سے حق کو مٹادیا جاتا ہے اور جہاد کے ذریعہ حق کو زندگی بخشی جاتی ہے دنیاوی لڑائیاں افتراق و شست اور انفعال و اختلاف کا ذریعہ بنتی ہیں مگر جہاد اسلامی اتحاد و اتفاق اور اجتماع پر منتج ہوتا ہے دنیاوی لڑائیوں کے ذریعہ ذرائع و وسائل اور وسائط و روابط فسق و فجور معصیت و طغیان

اور شر و فساد کے مادہ سے قیام پذیر ہوتے ہیں مگر ایک اسلامی جہاد کے وسائل و شرائط اور علائق و علائم کا تقوم مادہ خیر و صداقت اور جوہر حق و صداقت سے ہوتا ہے غرضیکہ "حرب" اور "جہاد" میں ظاہری مشابہت و مماثلت کے باوجود حقیقت و ماہیت میں مکمل اختلاف و تباین اور تناقض و تباعد ہے۔

محترم سامعین! "جہاد اسلامی" کی حقیقت جن مقاصد پر مشتمل ہے اس کے لحاظ سے وہ دنیا کی لڑائیوں سے کس قدر مختلف ہے بخوبی واضح ہو چکا ہے مزید یہ کہ ایک فاتح جب ملک گیری کے ارادہ سے میدان جنگ کا رخ کرتا ہے تو طبل و دہل کے غلغلے اور فرناہ و برق کے ترانے اس کا خیر مقدم کرتے ہیں بسر پر پرچم لہراتا ہے چتر شاہی آفتاب کی شعاعوں کو بھی اس کے طرف نگاہ کرم سے دیکھتے رہتے جاہ و جلال کا یہ دیوتا میدان جنگ میں ایک مجسمہ کی طرح کھڑا کر دیا جاتا ہے اور تمام قوم اسی مرصع بت کے گرد طواف کرنے لگتی ہے عظمت و جبروت کا یہ منظر دنیا کو وقتاً مرعوب کر دیتا ہے، اور اس رعب و جلال کے احساس سے اس دنیوی فاتح کا سر بادۂ کبر و نخوت سے لبریز ہو جاتا ہے یہاں تک کہ خاک و خون میں ملکر بھی یہ نشہ نہیں اترتا لیکن ایک جہاد اسلامی کے امیر اور لشکر اسلامی کے سپہ سالار پیغمبر کی حالت اس سے مختلف ہوتی ہے وہ گھر سے جب نکلتا ہے تو اگرچہ مخلصین و مؤمنین کی ایک جماعت

اس کے ساتھ ہوتی لیکن وہ اپنا رفیق سفر صرف خدا کو بناتا ہے۔

كان رسولُ الله اِذَا سَفَرَ قَال اللّٰهمَّ اَنتَ الصّاحبُ فى السَّفرِ والخليفةُ فى الآهلِ اللهمّ اِنىّ اعوذُ بِكَ من وَعْثاءِ السّفرِ وَكائبةِ المُنقلبِ وسُوءِ المنظرِفى الاهلِ واكمالِ اللّهمّ اطولنَا الارض وهوّن علَينَا السّفر۔ (حديث)

اللہ کے رسول ﷺ جب (بغرض جہاد) روانہ ہوتے تھے تو یہ دعا کرتے تھے، خدایا تو ہی ہمارا رفیق سفر ہے تو ہی ہمارے بال بچوں میں ہمارا قائم مقام ہے خدایا سفر کے شدائد اور پلٹ کر اہل و عیال کو برے حال میں دیکھنے کی مصیبت سے پناہ مانگتا ہوں، خدایا مسافت سفر کو کم کر دے اور سفر کو ہمارے لئے آسان بنادے۔

وہ سواری کی پشت پر سوار ہوتا تو خدا کا شکر بجالاتا اور اس کے ورد زبان یہ ہوتا۔

سبحان الّذى سخّرلنا هٰذاوماكنّا لهٗ مقرنين۔ (الآية)

کیا پاک و برتر ہے وہ خدا جس نے اس جانور کو ہمارا فرمانبردار بنادیا ورنہ ہم اس کی قدرت نہیں رکھتے تھے۔

وہ سفر سے واپس ہوتا تو راستے میں خدائے واحد کا ترانہ گاتے ہوئے چلتا اور اس کا ترانہ یہ ہوتا۔

آئبون تائبون عابدون لِرَبّنا حامدون۔ (الحديث)

Scanned by CamScanner

ہم توبہ کر کے لوٹتے ہی ہم خدا کی عبادت کرنے والے بندے ہیں اور
ہم اپنے خدا کی حمد و ثنا کرنے والے ہیں۔

پہاڑ کی چوٹیوں پر چڑھتا تو غلغلہ تکبیر بلند کرتا ہے نیچے اترتا ہے تو ترنم ریز تسبیح و تہلیل کرتا ہے، فوج روانہ کرتا ہے تو اس کو نہ غرور طاقت کی یاد دلاتا ہے اور نہ جوش کو دو آتشہ کرتا، نہ قدیم کارنامہ ہائے شجاعت کا تذکرہ کر کے اسکے دل کو گرماتا ہے بلکہ اس کے دین کو اس کی امانت کو اس کے تمام نتائج اعمال کو خدا کے سپرد کر کے رخصت کر دیتا ہے۔

استودِعُ اللّٰه دينكُمْ وَامانتكُمْ وخواتيم اَعْمالكُم، میں تمہارے دین، تمہاری امانت اور تمہارے نتائج اعمال کو خدا کے سپرد کر کے تم کو خدا کی راہ میں جہاد کے لئے بھیجتا ہوں۔ (الحدیث)

وہ جب منزل پر اترتا ہے تو نہ سلاطین کی طرح اس کے لئے خیمے نصب کئے جاتے ہیں اور نہ فرش و بساط شاہانہ سے زمین آراستہ ہوتی ہے اور نہ میدان کا نشیب و فراز ہموار کیا جاتا ہے وہ خدا کا نام لے کر فرش پر لیٹ جاتا ہے اور اس نام کی عظمت کے سہارے پر زمین ہی کو اپنی حفاظت کی خدمت سپرد کر کے اطمینان و آرام سے سوتا ہے۔

ياارضُ ربّى وربُّكِ اللّٰه اعوذبالله من شرّك وشرّما فيكَ وشرّ يدُبُّ، اے زمین میرا اور تیرا دونوں کا خدا ایک ہی ہے میں تیرے شر سے تیرے سطح باطنی کے شر سے اور تجھ پر چلنے والوں

کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔ (حدیث)

وہ سفر جہاد سے پلٹ کر گھر پہنچتا ہے تو سب سے پہلے اسکو خدا کا گھر یاد آتا ہے اور مسجد میں جاکر دو رکعت نماز ادا کرتا ہے، جب اسکو فتح وکامرانی کی خبر ملتی ہے تو نہ اسکے سامنے شادیانے بجائے جاتے ہیں اور نہ جشن شاہانہ کی تیاریاں کی جاتی ہیں نہ عیش وطرب کے ترانے گائے جاتے ہیں اور نہ ناچ گانے کی محفلیں سجائی جاتی ہیں بلکہ وہ صرف اپنے خدا کے سامنے سر بسجود ہو جاتا ہے اور سجدہ شکر بجالاتا ہے اس کو جب مشیت ایزدی سے شکست ہوتی ہے تو وہ فوج کو جوش وغیرت نہیں دلاتا بلکہ خدا ہی کی غیرت کی سلسلہ کو جنبانی کرتا ہے کیونکہ اپنی فوج کو خدا کی فوج یقین کرتا ہے اور فتح وشکست دونوں کو اسی کی طرف سے سمجھتا ہے وہ اپنی فوج کی قلت اور دشمن کے لشکر کی کثرت کو دیکھتا ہے تو صرف رحمت آسمانی مدد طلب کرتا ہے اور کسی دنیاوی طاقت کے سامنے دست سوال دراز نہیں کرتا اس لئے کہ وہ صرف نصرت خداوندی پر یقین رکھتا ہے اس کو میدان جنگ میں زخم لگتا ہے تو یہ کہکر خاموش ہو جاتا ہے۔

ربّ اغفر لقومی فانّھم لاَ یعلمون، خدایا مری قوم کو معاف فرما وہ حق کو نہیں جانتی۔ (حدیث)

لیکن جب اس کے ہاتھ سے جہاد کا اصل مقصد فوت ہو جاتا ہے

تو وہ از سر تا بقدم غضب اور قہر الٰہی کا پیکر و جبروت بن جاتا ہے تو پھر اس کی زبان آگ کے شعلے برساتی ہے۔

ملأ اللّٰہُ قبُور ھُمْ ناراً قَدْ شَغِلُونا عَنْ صَلواۃِ الوُسطیٰ، خدا کفار کی قبروں کو آگ سے بھر دے کیونکہ انہوں نے نماز عصر قضا کرادی۔ (حدیث)

حضرات! مختصر یہ کہ ایک فاتح میدان جنگ میں سر پر غرور، مگر ایک پیغمبر جبیں نیاز ہوتا ہے، ایک بادشاہ میدان جنگ میں زبان خود ستا، مگر داعی حق زبان شکر گنج ہوتا ہے، ایک بادشاہ میدان جنگ میں غیض و غضب کا آتشکدہ ہوتا ہے مگر ایک منادی توحید رحم و کرم کا سر چشمہ ہوتا ہے ان دونوں متضاد حالتوں کا انجام بھی نمائیت اور عبرت خیز ہے بادشاہوں کے سر پر غرور بار ٹھکرادئے گئے مگر کسی مؤید من اللہ کی جبیں نیاز خاک عذلت سے آلودہ نہ ہوتی، بادشاہوں کی زبان خود ستا بارہاذلت کیساتھ خاموش کردی گئی مگر کسی داعی اللہ کا نعمہ حمد و شکر کبھی چپ نہ ہوا بادشاہوں کے غیض و غضب کے شعلے بارہا بجھادئے گئے مگر کسی پیغمبر کے دریائے کرم کو دنیا کے خس و خاشاک نہ روک سکے۔

ولقدسبقَتْ کلمتُناالعبادنَاالمُرسلین انّھم لمنصورون، وانَّ جُندنا لھُم الغالبون (الآیۃ)، ہم نے پہلے سے ٹھہرادی ہے

Scanned by CamScanner

کہ ہمارے بندے پیغمبر یقیناً امداد کیے جائیں گے اور یہی ہماری فوجیں آخر کامیاب ہوا کریں گی۔

غرض ابتداء انتہاء اور درمیان تینوں منظر اپنی بوقلموں و دوری اور بعد، اپنے عجیب و غریب تباین و تضاد میں نمایاں اور واضح ہیں۔

ایک فاتح کی ابتداء جنگ کبر و غرور اور نخوت و بطر کی نمائش سے ہوتی ہے لیکن ایک داعی حق کا جہاد عجز و درماندگی، انکسار و تواضع اور اپنے خالق کے سامنے گریہ وزاری سے ہوتا ہے ایک فاتح کشور کشا میدان جنگ میں خونخوار بھیڑیا اور انسان خور درندہ ہو جاتا ہے وہ جب کسی ملک و قوم کو فتح کر لیتا ہے تو اس کا مفتوحہ ملک میں داخلہ اس انقلاب کا پیش خیمہ ہوتا ہے۔

اِنَّ المُلوك اذا دخلُوا قريةً افسدُوها وجعلُوا عزّةَ اهلِها اذِلّة (الآية) شورستان بادشاہ جب کسی آبادی میں فاتحانہ داخل ہوتے ہیں تو فساد پھیلاتے ہیں اور وہاں رہنے والوں میں سے عزت والوں کو ذلیل اور ذلیلوں کو عزیز کر دیتے ہیں۔

اس کا داخلہ خون کی ندیوں، تڑپتی لاشوں خانماں بربادیوں، یتیموں کے آنسوؤں، مظلوموں، بے کسوں کی آہ و بکاء کے غلغلوں و نوحہ خوانیوں اجاڑ آبادیوں، برباد ویرانیوں، تباہ عورتوں، روتے بلکتے بچوں کی آہوں ضعیف و کمزور بوڑھوں کی محتاجیوں، اور معذوروں و مجبوروں

اور بیکسوں وبے بسوں کی لاچاریوں کا باعث ہوتا ہے، اس کا داخلہ قہر الٰہی ہوتا ہے، غضب خداوندی کا مظہر ہوتا ہے مگر ایک داعی حق کا داخلہ اس ملک اور قوم کے لئے خدا کی رحمت ہوتا ہے وہ ان کو غلامی کی جگہ زندگی اور بدحالی کی جگہ خوشحالی، جہالت کے بدلے علم، درندگی کے بدلے انسانیت، مصائب و آلام کے بدلے آرام وراحت، اضطراب و پریشانی کے بدلے اطمینان وسکون بخشتا ہے پھر انجام کو دیکھئے کہ یہ ایک فاتح کشور کشا کا انجام کیا، یا خونخوار درندگی یا پھر ذلت ورسوائی مگر ایک پیغمبر اور داعی حق وعدل کا انجام یا اپنے خالق کی خوشنودی ہوتی ہے یا اس کے ساتھ دنیا کی فتح اور عزت و آبرو بھی اس کو نصیب ہوتی ہے اور احدی الحسنین کا وہ مستحق قرار پاتا ہے۔

حضرات! میں نے اپنی مختصر گذارش میں "جہاد" اور دنیاوی جنگوں کے درمیان ہر پہلو سے موازنہ کر کے جہاد کا اسلامی تصور پیش کرنے کی کوشش کی ہے، تفصیلی بیان انشاء اللہ پھر کسی موقعے پر ہوگا اس وقت خلاصہ کے طور پر اتنا یاد رکھئے کہ جہاد ایک عبادت ہے اخلاص اس کی روح ہے، خوف خدا اس کی کامیابی کی بنیاد ہے، اعلاء کلمۃ اللہ اس کا مقصد ہے، دنیا میں امن قائم کرنا اس کی علت غائی ہے، اور خوشنودی مولیٰ، رحمت، نیت اس کے عناصر ترکیبی ہیں اس سے ہٹ کر جو کچھ بھی ہوگا وہ خونریزی ظلم و بربریت اور جنگجویت کے علاوہ کچھ بھی

نہیں، گر ہمیں "جہاد" اور "دہشت گردی" کے درمیان امتیاز کرنا ہے اور دونوں کے اثرات و نتائج کو جاننا ہے تو قدم قدم پر ہمیں اس فرق کو سامنے رکھنا ہوگا، اس کو ملحوظ رکھے بغیر ہمار کوئی قدم صحیح سمت پر نہیں پڑ سکتا ہے، اور نہ ہی اسلامی جہاد کے حقیقی مقاصد اور اس کی برکتوں سے مستفید ہو سکتے ہیں، خدائے تعالیٰ ہمیں سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ (آمین)

تیرے آسمان کے ستاروں کی خیر
زمینوں کو سوز جگر بخش دے
جوانوں کو سوز جگر بخش دے
میرا عشق میری نظر بخش دے

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین

Scanned by CamScanner

خواب غفلت سے اٹھ جاؤ

الحمد للّٰہ ربّ العلمین والصلوۃ والسلام علیٰ سید الانبیاء وخاتم النبین وعلیٰ آلہ وَصحبہ أجمعین۔

امابعد۔ فاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم۔

اَوَلَمۡ یأتِهِمۡ نبَأالـذِینَ مِنۡ قَبۡلِهِم قَوۡمُ نُوۡحٍ وَعادٍ وَثَمُودٍ وقَوۡمُ اِبۡرٰاهِیم وَاَصۡحَابُ مَدۡیَنَ وَالۡمُوتَفِکَاتُ اَتَتۡهُمۡ رُسُلُهُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ فَمَاکَانَ اللّٰهُ لِیَظۡلِمَهُمۡ وَلٰکِنۡ کَانُوا اَنۡفُسَهُمۡ یَظۡلِمُوۡنَ۔

صدر محترم، حضرات سامعین کرام، وحاضرین مجلس! میں نے آپ حضرات کے سامنے قرآن کریم کی ایک آیت تلاوت کی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے، ”کیا انہوں نے ان لوگوں کا حال نہیں سنا جو ان سے پہلے گذر چکے ہیں مثلاً قوم نوح، عاد، ثمود، قوم ابراہیم اصحاب مدین اور وہ لوگ جن کی بستیاں الٹ دی گئیں؟ ان سب کے پاس اللہ کے رسول

Scanned by CamScanner

آئے اور راہ حق کی نشانیاں انہیں دکھلائیں لیکن انہوں نے بد عملیوں کی راہ اختیار کی اور اس کی پاداش میں مٹا دیئے گئے سو اللہ کسی پر ظلم نہیں کرتا مگر وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔

حضرات! دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ انسان کی نیند اگر موت کی نیند نہ ہو تو کبھی نہ کبھی ضرور ختم ہو جاتی ہے، اور ایسا نہیں ہو سکتا کہ سونے والا کبھی نہ جاگے، پھر بعضوں کی نیند تو ایسی ہوتی ہے کہ ایک ذرا سی آواز ان کو جگانے کی لئے کافی ہوتی ہے بعض کی ان سے سخت ہوتی ہے تو ان کیلئے چیخنے اور شور مچانے کی ضرورت ہوتی ہے، بعض ان سے بھی غفلت کی نیند سونے والے ہوتے ہیں تو انکو جھنجھوڑنے اور ہلانے کی ضرورت ہوتی ہے اور اگر سونے والے کے جاگ اٹھنے کے لئے یہ بھی بیکار ہو تو پھر ایسا تو کبھی بھی نہیں ہو سکتا کہ بھونچال آجائے، آتشفشاں پہاڑ پھٹ اٹھیں، پہاڑوں کے ٹکرانے کے دھماکوں سے کان کے پردے ریزہ ریزہ ہو جائیں اور پھر بھی نیند کے متوالے آنکھیں نہ کھولیں۔

یقین کیجئے کہ خدا کا بھی اپنے بندوں کے ساتھ یہی معاملہ ہے اس کی صدائیں اٹھتی ہیں تاکہ غفلت شعار آنکھیں کھولیں اگر اس پر بھی وہ کروٹ نہیں بدلتے تو ہر طرف شور و غل مچنے لگتا ہے تاکہ سونے والوں کی نیند ٹوٹے، اگر اس پر بھی نیند نہیں ٹوٹتی تو ہاتھ نمودار ہوتے ہیں اور جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر اٹھاتے ہیں کہ صبح آگئی اور آفتاب کی کرنیں

دیواروں سے اتر کر صحنوں اور میدانوں میں پھیل گئیں اب بھی اٹھ جاؤ اور اب بھی اس دن کو ہاتھ سے نہ جانے دو جو جا کر کبھی واپس نہیں آئے گا لیکن آہ! اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اس جھنجھوڑنے پر بھی ان کی آنکھیں نہیں کھلتیں اور نیند کے متوالے کروٹ نہیں بدلتے، تو پھر دھماکے ہوتے ہیں، زلزلے آتے ہیں، زمینیں پھٹنے لگتی ہیں، اور خوفناک صداؤں اور آوازوں سے تمام دنیا بھر جاتی ہے، یہ سب کچھ بھی اس لئے ہوتا ہے تاکہ کسی طرح انسان جاگے اور اب بھی آنکھیں کھولدے اس پر بھی اگر آنکھیں نہیں کھلتیں تو پھر خدا کا فرشتہ پکار اٹھتا ہے۔

اَمواتٌ غَیرُ اَحیاءٍ ولایشعرون أیّان یُبعثون

یہ زندوں کی آبادی نہیں بلکہ مردوں کی دنیا ہے وہ اٹھنے اور اٹھائے جانے کی گھڑی سے بالکل غافل پڑے ہیں۔

حضرات! تنبیہ اور ہوشیاری کی ساری تدبیریں ہو چکیں اور ایک سوئے ہوئے کو جگانے کے لئے جو کچھ کیا جا سکتا ہے وہ سب کچھ کیا جا چکا پر افسوس! کہ ہماری آنکھیں بند ہیں، ہماری غفلت کا نشہ کسی طرح نہیں اترتا، اور ہماری موت کی نیند کسی طرح بھی نہیں ٹوٹتی، دنیا میں انسان کے لئے عقل و بصیرت ہے، عقلاء کی دانائیاں ہیں، ہادیوں کی ہدایتیں ہیں، واعظوں کے وعظ ہیں، خدا کے مقدس فرشتے ہیں، اور رسولوں کی بتلائی ہوئی تعلیمات ہیں، پھر حوادث و تغیرات

Scanned by CamScanner

ہیں، انقلابات و تبدلات ہیں، آثار وعلائم ہیں، استنباط و اشتہاد ہے لیکن وائے حسرت کہ جس قوم کی غفلت کے لئے یہ سب کچھ بیکار ہے، نہ دنیا کے گذرے ہوئے واقعات میں اسکے لئے کوئی اثر ہے نہ حال کے حوادث و تغیرات میں اس کے لئے کوئی پیغام ہے، نہ اللہ کے کلام سے ڈرتی اور کانپتی ہے اور نہ بندوں کی ہدایتوں سے عبرت پکڑتی ہے۔

وَمَاتأْتِيهِمْ مِنْ اٰيَةٍ مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلاَّ كَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ۔

اللہ کی نشانیوں میں کوئی نشانی بھی ایسی نہ آئی جسے دیکھ کر انہوں نے عبرت پکڑی ہو، اور غفلت و سرکشی سے باز آگئے ہوں، بلکہ بسا اوقات ایسا نظر آتا ہے کہ جس قدر عبرت کی صدائیں جگانا چاہتی ہیں، اتنی ہی اس کی نیند گہری ہوتی چلی جاتی ہے۔

وَلَقَدْ جَاءَ هُمْ اَنْبَاءُ مَافِيهِ مُزْدَجَر حِكْمَةٌ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِيُ النُذُرُ۔

اور بلاشبہ ان کے پاس ایسی چیزیں آچکی ہیں جن سے بڑی تنبیہ اور ہوشیاری ہے اور بہت ہی بڑی گہری حکمت، مگر ان کی ہدایت کے لئے یہ ڈراونی ہدایت بھی کافی نہ ہو سکی۔

محترم سامعین کرام! دنیا میں سب سے پہلے انسان کے سامنے تاریخ کے گذرے ہوئے واقعات آتے ہیں، اور انہیں سے انسان

جذبہ کی توانائی اور بصیرت حاصل کرتا ہے، وہ دیکھتا ہے کہ ہمیشہ ایک ہی طرح کے حالات طاری ہوتے ہیں اور ایک ہی طرح کے نتیجے نکلے، یہ تجربہ واستقراء اس کو بتادیتا ہے کہ اب بھی ہمیشہ جب کبھی ویسے حالات پیدا ہوں گے ویسے ہی نتائج مرتب ہوں گے اور اگر آگ کے شعلوں نے ہمیشہ انسان کے جسم کو دکھ دیا ہے تو ایسا کبھی نہ ہوگا کہ آگ کے شعلوں میں کود کر کوئی ٹھنڈک پائے۔

حضرات! غور کیجئے اگر ہماری نیند سونے والوں کی نیند ہوتی بے روح لاش کی نیند نہ ہوتی تو ہمارے جاگنے کے لئے تاریخ کی آواز کافی ہوتی ہمارے سامنے نوع بشری کی پوری تاریخ موجود ہے، ہزاروں ملکوں اور قوموں کے تجربے سامنے موجود ہیں، ہزاروں آثار واطلال ہیں اور زمین کے صدہا گوشے گذرے ہوؤں کی عمارتوں سے اور مٹے ہوئے کھنڈروں سے رکے ہوئے ہیں، آؤ! ان سب کے پاس جائیں اور ان سے پوچھیں کہ کیا دنیا میں کوئی قوم بھی معصیت کر کے زندہ رہی ہے؟ اور انسانوں کا کوئی گروہ بھی خدا سے بھاگ کر بچ سکا ہے؟ کبھی ایسا ہوا ہے کہ خدا کے قانون پر چل کر قومیں تباہ ہوئی ہوں اور اس کے قانون توڑ کر انہوں نے خوشحالی اور ہمیشگی پائی ہو؟ اقوام کو چھوڑیئے، افراد کو لیجئے جب سے زمین بنی ہے آج تک ایک انسان بھی اس کی گود میں ایسا پلا ہے جس نے غفلت واعراض کر کے زندگی

پائی ہو؟ اور خدا کے قانون کو توڑ کر خوشحالی و کامیابی حاصل کی ہو؟ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر کیا ہے کہ ہم زہر کھا رہے ہیں اور امیدوار ہیں کہ زندگی ملے گی اور موت کی خوفناک وادی کی راہ اختیار کر رکھی ہے اور سمجھتے ہیں کہ زندگی کے مرغزاروں میں پہونچ جائیں گے۔

اَلَمْ یَاتِیہِمْ نَبَأُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِہِمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَقَوْمِ اِبْرَاہِیْمَ وَاَصْحَابِ مَدْیَنَ وَالْمُؤْتَفِکَاتِ اَتَتْہُمْ رُسُلُہُمْ بِالْبَیِّنَاتِ، فَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیَظْلِمَہُمْ وَلٰکِنْ کَانُوْا اَنْفُسَہُمْ یَظْلِمُوْنَ۔

کیا انہوں نے ان لوگوں کا حال نہیں سنا جو ان سے پہلے گذر چکے ہیں مثلاً قوم نوحؑ، عاد، ثمود، قوم ابراہیمؑ، اصحاب مدین اور وہ لوگ جن کی بستیاں الٹ دی گئیں ہیں، ان سب کے پاس اللہ کے رسول آئے اور راہ حق کی نشانیاں انہیں دکھلائیں، لیکن انہوں نے بدعملیوں کی راہ اختیار کی اور اس کی پاداش میں مٹا دیئے گئے، سو اللہ کسی پر ظلم نہیں کرتے مگر وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔

اگر گذرے ہوئے واقعات وحوادث میں بھی ہمارے لئے کوئی آواز نہیں تو پھر ہماری آنکھوں کے سامنے رونما ہونے والے حوادث وتغیرات ہیں، اور ان کی زبان سب سے زیادہ چیخنے والی اور سب سے زیادہ دلوں کے اندر گھر کرنے والی ہے۔

اَوَلَا یَرَوْنَ اَنَّہُمْ یُفْتَنُوْنَ فِیْ کُلِّ عَامٍ مَّرَّۃً اَوْ مَرَّتَیْنِ ثُمَّ لَا

يَتُوبُونَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُونَ۔

آیا نہیں دیکھتے کہ کوئی برس بھی ایسا نہیں گذرتا کہ ایک بار یا دو بار بلاؤں میں نہ ڈالے جاتے ہوں، پھر بھی ان کی غفلت کا یہ حال ہے کہ نہ تو توبہ کرتے ہیں اور نہ مصیبتوں سے نصیحت پکڑتے ہیں۔

اور اگر وہ حوادث و تغیرات جن سے ہماری زندگی کا ہر سال، اور ہر ماہ بلکہ طلوع و غروب معمور تھا، ہمارے سمجھنے اور بیدار ہو جانے کے لئے کافی نہ تھے تو آہ! کیا خدائے ذوالجلال کی وہ آخری کڑک اور اس کے قانون تعذیب امم کی سب سے کپکپا دینے والی اور عقل و خرد کو مبہوت کر دینے والی گرج بھی ہمیں نہیں جگاتی، جس کے زلزلہ انگیز دھماکوں سے پہاڑوں کی چوٹیاں ہل گئیں اور قریب ہے کہ زمین دھنس جائے اور سمندروں سے مچھلیاں آہ وزاری اور ماتم کرنے کے لئے سطح آب پر آ جائیں۔

كَلَّا وَالْقَمَرِ وَاللَّيْلِ اِذَا اَدْبَرَ وَالصُّبْحِ اِذَا اَسْفَرَ اِنَّهَا لَاِحْدَى الْكُبَرِ نَذِيرًا لِّلْبَشَرِ لِمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّتَقَدَّمَ اَوْ يَتَاَخَّرَ۔

بیشک چاند جبکہ نکل آیا، رات جب کہ ختم ہو گئی، اور دن جب کہ روشن ہو گیا، حادثہ بڑے بڑے انقلابات میں سے ایک بڑا ہی انقلاب ہے، اور غافل انسانوں کی غفلت کی پاداش سے سخت ڈرانے والا ہے تو

تم میں سے جو بڑھنا چاہے اس کے لئے اب بڑھنا ہے اور جو پیچھے ہٹنا چاہے اس کے لئے غافل رہ کر پیچھے ہٹنا ہے۔

پھر اگر ہم اس لئے نہیں اٹھتے تھے کہ جب تک زلزلے نہ آئینگے نہیں اٹھیں گے، اور جب تک آتش فشاں پہاڑ نہیں پھٹیں گے آنکھ نہیں کھولیں گے، اور جب تک پہاڑوں کی چوٹیوں اور سمندروں کی موجوں کے اندر سے چیخ نہیں اٹھے گی کانوں کو نہیں کھولیں گے، تو آہ! یہ کیا ہے کہ زلزلے بھی آچکے، اور ہم نے کروٹ نہ بدلی، آتش فشاں کی ہولناکیوں سے زمین چیخ اٹھی تھی اس پر بھی ہم باخبر نہ ہوئے؟ اور اب کس بات کے منتظر ہیں اور کیا چاہتے ہیں کہ آسمان پھٹ جائے اور آفتاب کے پرزے پرزے ہو جائیں اور کرۂ ارضی دھواں بن کر اڑ جائے۔

فَهَلْ يَنْتَظِرُونَ اِلاَّ اَنْ تَاْتِيهِم السَّاعَةُ بَغْتَةً فَقَدَ جَآءَ اَشْرَاطُهَا۔

تو کیا یہ لوگ آخری فیصلہ کرنے والی گھڑی کے منتظر ہیں کہ اچانک ان پر نازل ہو؟ سو اگر اسی کا انتظار ہے تو اس کی نشانیاں تو آچکیں۔

حضرات! آفتاب تو ہمیشہ اس کی نورانی کرنوں میں دیکھا جاتا ہے، اور دھوئیں کو دیکھ کر مسافر پالیتا ہے کہ آگ جل رہی ہے، اسی طرح خدا کا جلال بھی ہمیشہ اپنی نشانیوں اور آیتوں کے اندر دیکھا گیا ہے، اور ہمیشہ اس نے آفتاب جمال کی چمک بدلیوں کے اندر دکھائی ہے، پس

وہ جو ہمیشہ آیا تھا، اور جس نے مغرور غافل انسان کو ماننے اور قبول کرنے کے لئے مجبور کر دیا تھا آج بھی آگیا، اور آنکھیں رکھنے والوں کے لئے اس نے اپنے چہرہ پر سے اچانک نقاب الٹ دی، پھر اگر اب بھی ہم نہیں دیکھتے، اور اب بھی اس کے آگے جھکنے کے لئے تیار نہیں تو شاید ہم منتظر ہیں کہ وہ انسانوں کی طرح ہمارے سامنے آکر کھڑا ہو جائے، اور سورج کی کرنوں کے تخت پر بیٹھ کر آسمان سے اس طرح اتر پڑے کہ ہم اپنی انگلیوں سے ٹٹول کر اسے چھوئیں، اور اپنے کانوں کو اس کے منہ سے لگادیں، تاکہ وہ آوازوں اور حرفوں کے اندر بولے کہ میں خداوند قہار ہوں اور جیسا کہ ہمیشہ سے ہوں اسی طرح اب بھی موجود ہوں مجھے مان لو اور میری ذات کا انکار نہ کرو۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَايَرْجُوْنَ لِقَائَنَا لَوْلَاۤ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلَائِكَةُ اَوْ نَرٰى رَبَّنَا،

اور ان لوگوں نے کہا جو خدا سے ملاقات کی امید نہیں رکھتے اگر جو کچھ تم کہتے ہو سچ ہے تو ہم پر فرشتے کیوں نہیں اتارے گئے اور ایسا کیوں نہ ہوا کہ ہمارا پروردگار آسمان سے اتر آتا اور ہم اسے دیکھ لیتے۔

اگر ہم اسی کے منتظر ہیں تو جان لینا چاہیے کہ ہمارا انتظار کبھی ختم نہ ہوگا یہاں تک کہ خدا کی جگہ اسکا آخری عذاب اترے گا اور ہم کو دردناکیوں اور شدتوں کی بشارت دیگا۔

يَومَ يَرونَ المَلائِكَةَ لا بُشریٰ يَومئذٍ لِلمُجرِمين،
جس دن کہ فرشتے نظر آئیں گے تو اس دن مجرموں کے لئے
کوئی بشارت نہ ہو گی۔
ہمیشہ ایسا ہی ہوا ہے اور ہمیشہ اس دن کے منتظر رہنے والوں نے
اپنے انتظار کا جواب ایسا ہی پایا ہے۔
فَهَلْ يَنتَظِرُونَ اِلاَّ مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوا مِنْ قَبْلِهِمْ قُلْ
فانْتَظِرُوا انی مَعَكُمْ مِن المُنْتَظِرين۔
پس کیا یہ لوگ بھی ویسے ہی دنوں کے منتظر ہیں جیسے ان سے
پہلے قوموں پر آچکے ہیں، اگر ایسا ہی ہے تو کہدو کہ انتظار کرو میں بھی
تمہارے ساتھ منتظر ہوں۔
حضرات! دو آنکھیں دیکھنے کے لئے ہیں، دو کان سننے کے لئے
ہیں، اور پہلو میں دل اس لئے رکھا تا کہ تڑپے اور بیقرار ہو، لیکن وہ
سب کچھ ہمارے لئے بیکار ہے جسکو آنکھ دیکھتی ہے، اور وہ سب آوازیں
بے اثر ہوگئیں ہیں جو کانوں سے سنائی دیتی ہیں، اور وہ تمام فکریں اور
عبرتیں ڈوب گئیں ہیں، جن سے دل تڑپتے اور روحیں بیقرار ہوتی
ہیں، آہ ہم غافل ہوگئے ہم پر موت کا پنجہ چل گیا ہے، ہم گمراہی کی
گرفت میں آگئے، ہمارے احساسات فنا ہوگئے اگر ایسا نہ ہوتا تو جو کچھ
ہو چکا ہے اور جو کچھ ہو رہا ہے، وہ ایسا تھا کہ اندھے بینا ہو جاتے،

Scanned by CamScanner

لنگڑے چلنے لگتے، گونگوں کی چیخ سے دنیا دہل جاتی۔

آہ! ہم نے خدا کو چھوڑ دیا، اور غیروں کے ہو گئے، ہماری پیشانی سجدہ کے لئے بیقرار ہے، ہم نے بد اعمالیوں اور ہلاکتوں پر پھوٹ پھوٹ کر رونا چھوڑ دیا۔

یاد رکھو! خدا کا اٹل فیصلہ کہ آگ جلاتی ہے، زہر کھانے سے آدمی مر جاتا ہے غفلت و معصیت ہلاکت لاتی ہے، نافرمانیوں سے عذاب کا ظہور ہوتا ہے۔

حضرات! ہم نے غفلت کو خوب آزما لیا، نافرمانیوں کی صدیوں تک کڑواہٹ چکھ لی، گناہ اور معصیت کے کڑوے پھل اچھی طرح اپنے دامن میں سمیٹ لئے، آپ نے دیکھ لیا کہ خدا کی چوکھٹ سے ہم نے سرکشی کی تو ساری دنیا ہم سے سرکش ہو گئی، اور ایک کے روٹھنے سے کس طرح سب ہم سے روٹھ گئے، پس مان جاؤ، اور اب بھی باز آجاؤ گناہوں کو آزما چکے آؤ تقویٰ و راست بازی کو بھی آزما لیں، سرکشیوں کو چکھ چکے آؤ اطاعت کا بھی مزہ دیکھ لیں، غیروں سے رشتہ جوڑ کر تجربہ کر چکے آؤ اسی ایک سے جڑ جائیں جس سے کٹ کر ذلتوں، خواریوں، ٹھوکروں اور راندگیوں کے سوا کچھ ہاتھ نہ آیا۔

نوجوانان ملت! ہمارے خدا نے ہمارے ساتھ کونسی ناانصافی اور زیادتی کی تھی کہ ہم نے اس کو چھوڑ دیا، کونسی دولت اور نعمت اسے چھوڑ

Scanned by CamScanner

کر ہاتھ آ گئی؟ خدا کے حسن سے بڑھ کر کونسا ایسا حسین ہے جس کے حسن نے ہمیں اپنے خدا سے چھین لیا ہے اور اس سے بڑھ کر کس کے پاس محبت اور پیار ہے جسکی زنجیریں ہمارے پاؤں میں پڑ گئیں؟ ہم غیروں کے پاس ٹھوکریں کھانے کے لئے جاتے ہیں پر خدا کے پاس نہیں دوڑتے کہ وہ ہمیں پیار کرے، اگر تم محبت کے بھوکے ہو تو "الرحمٰن الرحیم" سے بڑھ کر اور کون ہے جس کے عشق میں اسے چھوڑ رہے ہو؟ اگر تم رزق کے بھوکے ہو تو "رب العٰلمین" سے بڑھ کر اور کون ہے جس کے خزانوں کے لالچ نے تم کو متوالا کر دیا ہے؟ اگر تم اپنی محنت کی مزدوری مانگتے ہو تو "مالك یوم الدینؔ" سے بڑھ کر کون مل گیا ہے جو تمہیں بدلہ دیگا، پھر کیا تم اس سے بالکل بے نیاز ہو گئے ہو اور اب تمہیں خدا کے آگے جھکنے کی کوئی ضرورت نہیں رہی، کیا تم کبھی بیمار نہ پڑو گے جبکہ طبیب مایوسی کا پیغام دے گا اور عزیز اور اقرباء دیکھ دیکھ کر ناامیدی سے روئیں گے اور کیا اس وقت تمہیں خدا کو پکارنے اور ہر طرف سے مایوس ہو کر اسی سے راحت اور سکون مانگنے کی ضرورت نہ ہو گی۔

كَلَّاۤ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِیَ وَقِیْلَ مَنْ رَاقٍ وَظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِنِ الْمَسَاقُ فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى۔

ہاں! جب وہ گھڑی آئے کہ جان بدن سے کھنچ کر گردن کی ہنسلی تک آ پہنچے اور دیکھنے والے بول اٹھیں کہ اس کا علاج کرنے والا کون ہے اور یہ خیال کرے کہ اب کوچ کا وقت آ گیا اور اس کے درد اور بے چینی کا یہ عالم ہو کہ ایک پنڈلی دوسری پنڈلی کے ساتھ بجنے لگے، سو یہ وہ وقت ہوگا کہ اللہ کی طرف انسان کا کوچ ہوگا پھر بتاؤ اس دن اس بدبخت کا کیا حال ہوگا کہ جس نے نہ تو کبھی خدا کے حکم کو مانا اور نہ کبھی اسکے آگے عبادت کو جھکا بلکہ سچائیوں کو جھٹلایا اور حکموں سے منہ موڑا۔

حضرات! اگر تمہیں آنکھیں دی گئیں تو صرف اس لئے کہ تم حوادثِ دہر وانقلابات زمانہ دیکھو، اور عبرت پکڑو، اگر تمہیں دل دیا گیا تو اسی لئے کہ تاکہ صرف اسی کو پیار کرو، اگر تمہیں آنسو دیئے گئے تو اسی لئے کہ صرف اسی کی یاد میں بہاؤ، اور اگر تمہاری پیشانی بلند کی گئی تو صرف اسی لئے کہ اسی کے آگے جھکاؤ، پر آہ تمہاری زبانیں اسکی حمد کے زمزموں سے محروم ہوگئیں، تمہارے دل اس کی محبت کے نہ ہونے سے اجڑ گئے، تمہاری روحوں میں اس کی چاہت کی جگہ غیروں کی چاہتیں بھر گئیں، تمہارے قدم اس کی طرف بڑھنے سے بوجھل ہوگئے، اور تمہاری آنکھوں میں اس کے عشق کے درد و غم کے لئے ایک قطرہ اشک بھی نہ رہا، تمہاری مسجدیں تڑپ رہی ہیں کہ راستبازی کی تڑپتی ہوئی نمازیں ان کو نصیب ہوں۔

Scanned by CamScanner

غفلت بہت ہو چکی اب بھی جاگ جاؤ! بہت گم ہو چکے اب بھی خود کو پالو! خدا نے تمہیں وہ مہلت دی ہے جس سے بڑھ کر آج تک کسی مخلوق کو بھی مہلت نہیں دی گئی پھر ایسا نہ ہو کہ وہ تم سے اپنا رشتہ توڑ لے اور تمہاری جگہ کسی اور کو اپنی چاہتوں کی شہنشاہیت اور اپنی محبت کا تاج و تخت دیدے جیسا کہ اس نے ہمیشہ کیا ہے۔

وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ اِنْ يَّشَآءُ يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِنْ بَعْدِكُمْ مَنْ يَّشَاءُ كَمَا اَنْشَأَكُمْ مِنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ۔

اور تمہارا پروردگار بے پرواہ، فیاض ہے اگر وہ چاہے گا تو تم سے اپنا رشتہ توڑ دے گا اور تمہارے بعد کسی دوسری جماعت کو کھڑا کر دیگا، جس طرح کہ تم کو دوسرے میں سے اس نے منتخب کیا تھا، اگر تمہیں اپنا مال و متاع خدا سے زیادہ محبوب ہے کہ اسے نہ دو گے، اور اپنی جانوں سے اس کی ذات سے بھی زیادہ پیار کرتے ہو کہ اپنی جانوں کو دکھ میں نہ ڈالو گے، اور اگر تمہارے دلوں کی آہیں تمہارے جگر کی ٹیس تمہاری آنکھوں کے آنسو اب اس کیلئے نہیں رہے بلکہ دوسروں کا مال ہو گئے ہیں، تو یقین کرو کہ وہ بھی تمہارا محتاج نہیں ہے اور اس کی کائنات انسانوں سے بھری پڑی ہے وہ اگر چاہے گا تو اپنے کلمۂ حق کی خدمت کے لئے درختوں کو چلا دے گا، پہاڑوں کو متحرک کر دے گا کنکروں اور خاک کے ذروں کے اندر سے صدائیں اٹھنے لگیں گی

پر وہ فاسق اور نافرمان انسانوں سے کبھی کام نہ لے گا اور اپنے پاک کام کی عزت کو ناپاکوں کی گندگی سے کبھی آلودہ نہ ہونے دے گا۔

يَاأَيُّها الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يأتِيْ اللّٰه بِقَومٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهٗ أذِلَّةً علىٰ المؤمنين أعزةً عَلىٰ الْكَافِرِينَ،يُجاهِدُونَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلاَ يَخَافُونَ لَومَةَ لائمٍ ذالك فَضلُ اللّٰهِ يُوتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ العَظِيمْ۔

اے ایمان والو! تم میں سے جو شخص دینِ حق کی راہ سے پھر جائے سو اسے یقین کرنا چاہئے کہ (خدا اپنے کلمۂ حق کے لئے اس کا محتاج نہیں ہے) عنقریب وہ ایک قوم کو نمایاں کرے گا جو اللہ کو چاہنے والی ہو گی اور اللہ اس سے محبت کرے گا وہ مومنوں کے آگے نہایت عاجز اور نرم ہوں گے پر دشمنان حق کے لئے نہایت مغرور و سرکش اور اللہ کی راہ میں بے خوف مجاہد ہوں گے اور کسی الزام دینے والے کے الزام کی پرواہ نہیں کریں گے یہ اللہ کا بڑا فضل ہے جس کو چاہے اس کو دیدے وہ بڑا ہی فضل و کرم والا ہے۔

نیند کچی ہی سہی بستر گل سے اٹھ جاؤ
اس سے پہلے کہ چمن میں کوئی فتنہ جاگے

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حج بیت اللہ

عشق الٰہی کی دلکش ایک تصویر

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدالانبیاء والمرسلین وعلیٰ واٰلہ وصحبہ اجمعین.

امابعد. فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم.

وَلِلّٰہِ علی الناس حج البیت مَنِ استطاع الیہ سبیلا ۔

حرم کی زمین اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

صدر محترم، بزرگان دین اور نوجوانان ملت! قرآن کریم میں حق تعالیٰ کے صفات وافعال اور اس کے انعامات واحسانات کا اتنی کثرت سے ذکر اور اس کے اعادہ و تکرار اور اس قدر شرح وبسط کے ساتھ بیان کا اصل راز یہی ہے کہ صفات الٰہیہ ہی محبت وشوق کا سرچشمہ ہیں۔ انہیں صفات سے انسان کے ذوق وشوق کو غذا ملتی ہے

اور محبت جوش مارنے لگتی ہے اگر حق تعالیٰ کی یہ صفات عالیہ اور اسماء حسنیٰ ہمارے سامنے موجود نہ ہوتے جن پر عشاق اور محبین ایثار سر دھنتے رہے، عازمین ان کے ترانے گاتے رہے، ذاکرین ان کی تسبیح میں مشغول رہے اہل معرفت و حقیقت زندگی بھر اس سمندر کے تہ نشیں موتی چنتے رہے تو یہ دین ایک جامد نظام ہو جاتا جسکی دلوں میں کوئی جگہ نہ ہوتی اور نہ اس طرح کا دین ان میں کوئی جذبہ اور گرمجوشی پیدا کرسکتا نہ ان کے دلوں کو گرم اور نہ ان کی آنکھوں کو نم کرنے کی صلاحیت رکھتا نہ اس سے دعا میں انابت و رقت کی کیفیت پیدا ہوتی نہ دل میں سر فروشی کا جوش نہ سر میں اس کا سورا، اس کے بغیر خدا اور بندہ کا تعلق ایک مردہ اور محدود تعلق ہے جس میں نہ کوئی زندگی ہے نہ روح، نہ لچک نہ وسعت، زندگی ایک ایسی خشک، سخت اور بے جان چیز ہے کہ جو لذت آرزو، متاعِ شوق اور جنون و شوریدگی کی دولت سے بالکل یہی دامن اور محروم سے اگر انسانیت سے عشق الٰہی کی یہ دولت چھین لی جائے تو زندگی اور موت، انسان اور جمادات میں کوئی فرق باقی نہیں رہے گا۔ دل کی اس آنچ کو کم کرنے اور روح کی پیاس کو بجھانے کیلئے ایک مسلمان کو اس کی ضرورت تھی کہ اس کا ساغر دل اور پیمانہ نگاہ چھلک جاتے جس سے وہ دوری و مہجوری کی آگ میں جلے اور جھلسے ہوئے دل کو سیراب کردے، حج بیت اللہ اس

ساغر دل کے چھلکنے کا نام ہے یہ ہوسکتا تھا کہ انسان اپنے شوق و محبت اور اپنے عاشقانہ جذبات اور کیفیات کی تسکین ان نمازوں کے ذریعہ کرلیتا جو دن میں کئی بار پڑھتا ہے وہ نمازیں پیمانہ دل کو چھلکنے دیتا اور محبت و عشق کی تپش و بے قراری اور دلسوزی پر اپنے آنسوؤں کے کچھ چھینٹے ڈال دیتا لیکن اشک کے یہ چند قطرے تھوڑی دیر کیلئے اس کے دل کو گرم اور آنکھوں کو ضرور نم کرسکتے ہیں اس کی تشنگی کو دور نہیں کرسکے، ان میں محبت کی اس تیز آنچ کو کم کرنے کی طاقت نہیں جو بعض وقت اس کے سینہ میں بھٹی کی طرح سلگتی ہے اور اس کو کسی پہلو چین نہیں لینے دیتی۔

اسی طرح اس کو روح کی پیاس بجھانے، سوزش دل کو آرام پہونچانے، نفس کی سرکشی کو لگام دینے۔ اور اپنے مرغوبات و عادات کی "وثنیت" کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے میں رمضان سے بھی مدد مل سکتی تھی اس لئے کہ اس وقت خلوئے معدہ، اور احتیاط و پرہیز کیوجہ سے اس کی روح کو غذا ملتی ہے اور صفائی قلب نصیب ہوتی ہے لیکن یہ بھی چند گنی چنی گھڑیاں ہیں جو اکثر ایسی چیزوں سے گھری رہتی ہیں جن سے روزہ کا اثر برابر کمزور رہتا ہے، اس کے چاروں طرف نفیس کھانوں، انواع و اقسام کے ذائقوں اور راحت طلبی اور شکم پری کا ایسا ماحول بن جاتا ہے جو اس کو یکسو نہیں ہونے دیتا۔ اس کا معاشرہ چاروں

Scanned by CamScanner

طرف سے اس کو اس طرح گھیرے میں رکھتا ہے جس طرح کوئی چھوٹا سا جزیرہ مثلاً متلاطم اور غضبناک سمندر میں گھرا ہوا ہو۔ ان تمام باتوں کی وجہ سے اس کو ایک ایسی جرأت مندانہ بلکہ رندانہ و قلندرانہ جست کی ضرورت تھی جو اس کے طوق و سلاسل کو پاش پاش کر کے رکھ دے۔ اور ایک ہی جست میں اس کو اپنے قدیم، تنگ و تاریک اور شکستہ و بوسیدہ قید خانہ سے آزاد کر دے اور اس قدیم و فرسودہ، پابند و اسیر، پایہ زنجیر، مصنوعی اور مشینی مادی اور حسابی دنیا سے نکال کر ایک نو دریافت آزاد و بے کراں، اور وسیع و لامحدود عالم میں پہونچا دے جہاں محبت کی فرمانروائی اور شوق کی حکمرانی ہے یہاں پہونچ کر وہ ہر قسم کی غلامی سے آزاد اور ہر "وثنیت" و بت پرستی سے پاک ہو جاتا ہے، رنگ و نسل اور وطن و ملک کی حد بندیاں اس کی نظر میں کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔ وہ وحدتِ الوہیت، وحدتِ رزاقیت، وحدت انسانیت، وحدت عقیدہ، وحدت دعوت، اور وحدت مقصد کا قائل ہوتا ہے اور یہ نعرہ لگاتا ہے:

لبيك اللهم لبيك، لبيك لاشريك لك لبيك اِنّ الحمدو النعمة لك والملك لاشريك لك.

اے میرے اللہ میں حاضر ہوں، حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں، ساری تعریفیں اور تیری ہی زیبا میں اور حکومت

و بادشاہت بھی تیرا ہی حق ہے تیرا کوئی شریک نہیں۔

اہل اسلام کو ان نمازوں کے بعد بھی جن کو وہ پابندی کیساتھ پڑھتا ہے اس رمضان کے بعد بھی جس میں ہر سال روزے رکھتا ہے اور اس زکوٰۃ کے بعد بھی جو مالک نصاب ہونے اور سال گذرنے پر وہ ادا کرتا ہے ایک ایسی فصل یا ایک ایسے موسم کی ضرورت تھی جس کو ہم عشق و محبت کی فصل اور جنون و شوریدگی کا موسم بہار کہہ سکتے ہیں۔

امام غزالیؒ نے حج کی حقیقت اور روح کو بڑے عجیب اور بلیغ انداز میں بیان فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں کہ "بیت اللہ" کی وضع اور شکل ایک شاہی دربار یا شاہی ایوان کی طرح ہے جہاں پر عشاق و اہل فراق پر دشوار گذار اور دور دراز مقام سے افتاں و خیزاں آشفتہ سر اور پراگندہ مونھ ہو کر پہونچتے ہیں رب البیت کے سامنے سر تسلیم خم کیئے ہوئے۔ اس کی عزت و جلال کیسامنے، اپنے کو فراموش کیئے ہوتے۔ اس علم و اعتراف کے ساتھ کہ وہ اس سے پاک اور بلند تر ہے کہ کوئی گھر اور چہار دیواری اس کو گھیر سکے یا کوئی شہر اس کا احاطہ کر سکے تاکہ ان کی عبودیت ورقت انتہاء کو پہونچ جاتے اور اطاعت و انقیاد اور تسلیم و رضا میں کوئی کسر باقی رہ جاتے اس لیے ان کو ایسے اعمال اور نقل و حرکت کا پابند کیا گیا ہے جن سے نہ نفس انسانی کو کوئی لگاؤ ہے نہ عقل کی وہاں تک رسائی ہے صفا و مروہ کے درمیان بار بار دوڑنا، اس قسم کے اعمال کمال عبودیت

Scanned by CamScanner

اور غایت درجہ فنایت کو ظاہر کرتے ہیں۔

دوستو! حج اپنے ارکان واعمال اور مناسک وعبادات کے ساتھ بے چون وچرا حکم کی بجا آوری اور ہر مطالبہ کے آگے سر جھکا دینے کا نام ہے، حاجی کبھی مکہ میں نظر آتا ہے کبھی منٰی میں کبھی عرفات میں کبھی مزدلفہ میں، میں کبھی ٹھہرتا ہے کبھی سفر کرتا ہے کبھی خیمہ گاڑتا ہے کبھی اکھاڑتا ہے وہ حکم کا بندہ اور چشم وابرو کا پابند ہے اس کا خود نہ کوئی مطالبہ ہوتا ہے نہ کوئی ارادہ، نہ فیصلہ نہ انتخاب کی آزادی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور تمام انبیاء کرام اور ان کے بعد تمام عشاق واہل محبت اہل دل اور اہل طلب کی زندگی کا یہی طرز تھا کبھی سفر کبھی قیام کبھی وصل کبھی ہجر نہ عادت کی غلامی نہ ذوق کی اسیری نہ خواہش کی تابعداری نہ ہوائے نفس کے سامنے سیر اندازی۔

برادران اسلام! اس عبادت عشق وسرمتی کے لیے وہی جگہ مناسب تھی جہاں اہل محبت کے پیشوا مخلصین کے امام اور اللہ کے محبّ اور محبوب اور مقرب بندہ نے اخلاص ومحبت، وفاداری وجاں نثاری اور قربانی کی ایسی دل آویز اور حیرت انگیز کہانی پیش کی جو پاکیزہ محبت، بے غرض وفاداری اور صدق واخلاص کی تاریخ میں سب سے زیادہ تابناک اور دلفریب ہے۔

محبت کے ان جاں نواز اور روح پرور جھونکوں میں جن سے حجاج

از سر نو تازگی حاصل کرتے ہیں اس ذوق و شوق ہیں جس میں وہ ہمہ وقت ڈوبے رہتے ہیں، امت کے ان مختلف طبقوں اور جماعتوں کی صحبت میں جن کی رفاقت ان کو میسر آتی ہے اس دینی و روحانی اجتماع میں جس کی نظیر روئے زمین پر کہیں اور نہیں ملتی۔ اور ذکر و دعا تلبیہ واستغفار کے دل آویز زمزموں میں جو ہر وقت اس فضا میں گونجتے رہتے ہیں، وہ حزاب بھی موجود ہے جو مردہ دلوں کو حیات نو بخشتی ہے، پست ہمتوں کی حوصلہ افزائی کرتی ہے مضمحل اور افسردہ نفوس کو نئی زندگی عطا کرتی ہے اور عشق کی اس دبی ہوئی چنگاری کو پھر سے بھڑکا دیتی اور چھیڑتی ہے جو بجھنے کے قریب تھی رحمت الٰہی کو اپنی طرف متوجہ کرتی ہے اور اس میں جوش پیدا کرتی ہے۔

حضرات! حج کی سب سے نمایاں اور دلکش تصویر اور وہ روح جو اس کے تمام اعمال اور مناسک میں جاری و ساری نظر آتی ہے وہ عشق و شوریدگی کا ایک انمٹ جذبہ ہے اس میں جسم و عقل کی لگام دل اور جذبات کے حوالہ کردی جاتی ہے۔

حج ملت اسلامیہ کی ایک ایسا عظیم الشان سالانہ اجتماع ہے جس کا ملت اسلامیہ کی وپاکیزگی اور اس کی اصلی اور حقیقی بنیادوں کی حفاظت میں بڑا اہم حصہ ہے، اس امن کو تحریف اور التباس سے محفوظ رکھنے اس امت کو اپنے حقیقی سرچشمہ اور اپنی جڑوں سے وابستہ اور پیوست

Scanned by CamScanner

رکھنے اور ان سازشوں اور مغالطوں کا پردہ چاک کرنے میں اس اجتماع سے بڑی مدد ملتی ہے حج ایک ایسے زندہ، طاقتور، اور دھڑکتے ہوئے دل کی طرح ہے جو اس امت کی رگوں میں برابر تازہ خون تقسیم کرتا رہتا ہے۔

فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرون دریا کچھ نہیں

نوجوان بھائیو! بیت اللہ بین الاقوامی ہدایت اور راہنمائی کا ابدی مرکز ہے۔ یہاں پہونچکر سخت سے سخت دل بھی موم اور پتھر جیسے جگر کے پانی ہو جاتے ہیں باغی و نافرمانی بھی توبہ وانابت کی طرف مائل ہونے لگتے ہیں وہ آنکھیں جن سے کبھی خوف یا محبت کے دو قطرے بھی نہیں ٹپکتے تھے یہاں پہونچ کر بے ساختہ اشکبار ہو جاتی ہیں، دل کی سرد ایک انگیٹھیاں ایک بار پھر سلک اٹھتی ہیں، رحمت الٰہی کا نزول ہوتا ہے اور سکنت پورے ماحول کو اپنی آغوش میں لے لیتی ہے۔

ادب گاہ ہیئت زیر آسماں از عرش ناز تر
نفس گم کردہ می آئند جنید رہا یزید ارسخا

حج انسانی، اسلامی اور عالمی اخوت کی ایک خوبصورت تصویر پرورش کرتا ہے، یہاں پہونچ کر حاکم و محکوم، آقا و غلام، امیر و فقیر، اور چھوٹے بڑے کی کوئی تفریق نہیں رہتی ان کے لباس اور صدا دونوں میں

Scanned by CamScanner

اسلامی قومیت جلوہ گر نظر آتی ہے عرب و عجم کے سارے امتیازات مٹ جاتے ہیں۔

یہی مقصود فطرت ہے یہی رمز مسلمانی
اخوت کی جہانگیری محبت کی فراوانی

محترم سامعین! حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جس کے پاس اسقدر زادراحلہ ہو کر اس کو بیت اللہ تک پہونچادے پھر بھی وہ حج نہ کرے وہ چاہے یہودی ہو کر مرے یا نصرانی، لسان نبوت سے حج کی فضیلت اور اللہ تعالیٰ نے یہاں اس کے بلند درجہ کا بہت اہتمام اور تاکید کیساتھ ذکر فرمایا ہے، ایک موقع پر آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کونسا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا "اللہ اور اس کے رسول پر ایمان" عرض کیا گیا کہ اس کے بعد فرمایا کہ "اللہ کے راستے میں جہاد" دریافت کیا گیا کہ اسکے بعد کونسا؟ فرمایا "حج مبرور"

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "جس نے اللہ کیلئے حج کیا اور بدگوئی دید کلامی اور فسق وفجور سے اپنے آپ کو محفوظ رکھا تو وہ ایسا ہو جائیگا جیسا کہ اس دن تھا جس دن ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا" حضرت ابن مسعودؓ روایت سے ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "حج اور عمرہ کے درمیان متابعت کرو اسلئے کہ یہ دونوں گناہوں کو اس طرح دور کرتے ہیں جس طرح بھٹی لوہے یا

سونے چاندی کی میل کو صاف کرتی ہے اور حج مبرور کا بدلہ جنت سے کم کوئی چیز نہیں اور جب مؤمن احرام میں ہوتا ہے تو سورج غروب ہونے کیساتھ اس کے تمام گناہ بھی زائل ہو جاتے ہیں۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "کوئی دن ایسا نہیں جس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اتنی بڑی تعداد میں جہنم سے آزاد کرتا ہو جتنا عرفہ کے دن"

خدا تعالیٰ ہمیں اور آپ کو سب کو حج بیت اللہ کی توفیق نصیب فرمائے اور اپنے مقربین، اولیاء اور عشاق کیساتھ حشر فرماتے۔

سنتے ہیں کہ کعبہ گھر داتا کا ہے ریاض
زندگی رہی تو سائلوں کا بھی پھیرا ہوگا

وما علینا الا البلاغ